

# رب سے جڑنے کا سفر بقلم ام ہریرہ مکمل ناول

آج فاطمہ کی کافی عرصے بعد اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بہت حسرت اور رشک بھری نگاہوں سے قرۃ العین کی طرف دیکھ رہی تھی۔

قرۃ العین ایک معمولی صورت کی لڑکی تھی مگر کوئی خاص کشش تھی اسکے چہرے پر، اسکی آنکھوں کے گرد حلقوں میں، جو اسے باقیوں سے ممتاز کرتی تھی۔

کتنی ہی دیر فاطمہ قرۃ العین کی باتیں ایسے ہی ساکت ہو کر سنتی رہی۔

"تمہیں ایسے کیسے جواب مل جاتے ہیں قرۃ؟؟"

وہ بہت حیرانی اور رشک کے ساتھ اسکی طرف کھسکتے ہوئے بولی تھی۔

فاطمہ! جب انسان اللہ کی طرف دل میں ہدایت کی تڑپ لے کر آتا ہے نا، اسکی کتاب کو تھام لیتا ہے، اسکی ایک ایک بات پر سچا یقین کر کے اطاعت کرتا جاتا ہے پھر اسکی زندگی میں ایسے ہی معجزات روزرو نما ہوتے ہیں، پھر وہ عرش پر مستوی رب اپنی آیات کے ذریعے اپنے اس "بندے کو تسلیاں دیتا ہے، سکھاتا ہے، سمجھاتا ہے، سنبھالتا ہے۔

قرۃ العین محبت بھرے لہجے میں اسے بتا رہی تھی کہ آنکھوں میں نمی سی تیر نے لگی۔ فاطمہ کے رونگٹے گویا کھڑے ہو رہے تھے اسکی باتوں کو سن کر، اسکے جسم میں ایک لہر سی دوڑ گئی تھی۔ اسے ایک پل کے لیے ایسے لگا جیسے قرۃ العین کی آنکھوں کے گرد بنے حلقے اسکی اسکے رب سے محبت کی علامت تھے۔ ہاں وہ بھی تو کبھی کسی انسان کی محبت میں ایسے ہی اپنی آنکھیں کالی کرتی رہی تھی مگر اب ٹھوکر لگنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ دنیا کا ہر رشتہ فانی ہے، خصوصاً حرام تعلقات۔ جو انسان کے اندر کے سکون کو برباد کر دیتے ہیں، اسے اپنے آپ سے اور رب سے دور کر دیتے ہیں۔ مگر اب وہ سنبھلنا چاہتی تھی۔

قرت میں ایسا کیا کروں کہ اللہ مجھ سے بھی ایسی ہی محبت کریں؟ میں بھی اسکی محبت محسوس "کر کے آنسو بہاؤں۔ مجھے بھی وہ ہر لمحہ تھا میں اور اپنی آیات کے ذریعے جواب دیں؟؟؟

فاطمہ کے لہجے کی تڑپ اور آنکھوں کی نمی نے قرۃ العین کے ایمان میں مزید اضافہ کر دیا تھا، وہ دل ہی دل میں فاطمہ سے محبت محسوس کرنے لگی تھی۔ یہی تو تھی اللہ کی خاطر محبت، اسکی محبت پانے کی خاطر محبت۔

قرۃ العین مسکراتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں اسکے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہنے لگی۔  
 فاطمہ! تمہیں پتہ ہے یہ ہدایت واحد ایسی چیز ہے جسکے لیے جب تک تم تڑپ نہیں دکھاؤ گی " وہ نہیں ملے گی۔ تم اللہ کے آگے سجدوں میں گڑ گڑاؤ کہ اللہ مجھے ہدایت دے دیں، مجھے اپنی "محبت کے لیے چن لیں۔ اللہ کو دکھاؤ اپنی تڑپ۔  
 تمہیں پتہ ہے اللہ قرآن میں کیا کہتے ہیں؟؟

\* "وہ ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو اسکی طرف رجوع کرے۔" \*

(الشوری: 13)

تم رجوع تو کرو، وہ تو منتظر ہے تمہارا، تم ایک قدم بڑھاؤ گی وہ کتنے قدم تمہاری طرف آئے گا۔ وہ تو بندے کی توبہ کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ فاطمہ! وہ مالک ہے، ہم غلام۔۔ کیا دنیا کا کوئی مالک اپنے غلام سے ایسی محبت کرتا ہے جبکہ غلام اپنے ہی مالک کا دیا کھا کر اسی سے دغا کرے؟ یہ ہمارا رب ہے فاطمہ۔۔ وہ ہم جیسے بے وفا غلاموں کا بھی منتظر ہے مگر قدم تمہیں ہی بڑھانا ہو گا۔

فاطمہ حیرت سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے واقعی کبھی نہیں سوچا تھا کہ اللہ۔۔ وہ تو اسکی غلام تھی، جسکے احسانات پر وہ جی رہی تھی۔ مگر بدلے میں وہ کیا کر رہی تھی؟؟ نمازیں کیسی تھیں اسکی؟ کبھی دل کیا تو پڑھ لیں نہ کیا تو چھوڑ دیں۔ سب سے ہلکا اس نے لیا ہی نماز کو تو تھا۔ نماز چھوڑنا اسکے لیے کتنا آسان تھا خواہ بازار جانا ہو، یا کسی کے گھر جانا ہو، کسی شادی پر جانا ہو، تھوڑی سی تھکاوٹ ہو، موڈ خراب ہو، پسندیدہ ڈرامے کی قسطوں میں محو۔۔ سب سے پہلے نماز ہی تو چھوڑنے کا خیال آتا تھا۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ کیوں ان سب حالات میں وہ کھانا پینا، سونا یا اچھے کپڑے پہننا نہیں چھوڑتی تھی؟ کیا واقعی اسکے نزدیک اسکے مالک کا یہی مقام تھا؟ سب سے کم؟ پھر اگر پڑھتی بھی تو بس دو چار ٹکڑیں مارتی تھی کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اللہ!! کے سامنے کھڑی ہو کر وہ پڑھ کیا رہی ہے

شرمندگی سے اسکا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔

وہ کیسے پلٹے اب؟ کس منہ سے جائے اسکے پاس؟ کہ جسکی تھالی میں کھا کر وہ چھید کرتی رہی ہے۔

وہ اس جیسی نافرمان غلام سے کیسے محبت کر سکتا تھا؟

اسکے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔۔۔۔

فاطمہ کے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر قرۃ العین محبت سے آگے بڑھی اور اسے گلے سے لگالیا۔  
گلے لگتے ہی فاطمہ نے ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔

قرۃ العین ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے گلے سے لگائے کتنی ہی دیر تک خاموشی سے اسکی کمر کو سہلاتی رہی۔

قرۃ العین بھی اسی رستے سے گزر کر آئی تھی، وہ سمجھ سکتی تھی کہ فاطمہ کس کرب سے گزر رہی ہے۔ بعض اوقات انسان کو واقعی ہی کوئی ایسا ساتھ چاہیے ہوتا ہے جو اسکے اندر کے اٹھتے ہوئے شور کو خاموش بہتے ہوئے آنسوؤں سے سمجھ جائے، ایسا ساتھ جسے میسر ہو وہ بہت خوش قسمت انسان ہے۔

قرۃ العین جانتی تھی کہ فاطمہ کو وقت چاہیے، اس لیے وہ خاموش رہی یہاں تک کہ فاطمہ نے روتے ہوئے پوچھا۔

قرت کیا اللہ مجھے معاف کر دیں گے؟؟ میں نے اتنے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ میں نے اپنی "ساری زندگی اسکی نافرمانی میں گزار دی ہے، مجھے اپنا کوئی ایسا نیکی کا کام یاد نہیں جس کی قبولیت "کا مجھے یقین ہو۔ وہ کیسے معاف کریں گے مجھے؟؟

فاطمہ کے لہجے کی ندامت دیکھ کر قرۃ العین نے اسے خود سے جدا کیا۔ اور اسکا روتا ہوا گلہابی چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہنے لگی۔

اللہ کیسے معاف نہیں کریں گے چند؟؟؟ وہ بہت غفور الرحیم ہے۔ انسان جب اپنے دل میں "سچی ندامت لے کر اسکے حضور توبہ کرتا ہے نا۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اس سے معافی مانگتا ہے، اس گناہ والی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے، تو اللہ خود بڑھ کر اسے تھامتے ہیں۔

"مگر قرت میرے گناہ کوئی چھوٹے گناہ تو نہیں ہیں نا۔"

فاطمہ اس بات کی مزید یقین دہانی چاہتی تھی کہ کیا اللہ اسے واقعی معاف کر دیں گے؟  
"اچھا رکھیں کچھ دکھاتی ہوں۔"

قرۃ العین جانتی تھی کہ فاطمہ کو کیسے یقین دلایا جاسکتا ہے، وہ اٹھ کر اپنی الماری کی طرف گئی اور اس میں سے اپنا قرآن نکالنے لگی۔

وہ سفید نفیس اور خوبصورت جلد والا قرآن تھا جسکو دیکھ کر ہی محسوس ہو رہا تھا کہ اسکی بہت محبت سے حفاظت کی گئی ہے۔

فاطمہ ٹکٹکی باندھے اس "قرآن" کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ یاد کرنے کی ایک ناکام کوشش کرنے لگی کہ اس نے آخری بار قرآن کب پڑھا تھا۔

فاطمہ تم مجھ سے پوچھ رہی تھی نا کہ مجھے کیسے یہ کتاب میرے سوالوں کے جواب دیتی ہے؟  
"یہ دیکھو۔"

قرۃ العین نے قرآن کھولا اور فاطمہ کے سامنے کر دیا۔

"لو تمہارے پہلے سوال کا جواب۔"

"قرت میرا وضو نہیں ہے۔"

فاطمہ شرمندہ ہوئی۔

"کوئی بات نہیں تم ایسے ہی دیکھ لو چندا۔ میں نے پکڑا ہوا ہے۔"

قرۃ العین نے مسکراتے ہوئے نرمی سے کہا۔

فاطمہ نے بہت سے "دیندار" لوگ دیکھے تھے، وہ ہمیشہ انکے بارے میں ایک بدگمانی کا شکار رہی تھی کہ یہ لوگ بس خود کو ہی بڑا نیک سمجھتے ہیں۔ مگر آج اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ اسکا یہ گمان درست نہیں تھا، سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ یہ تو اسکی اپنی دین سے دوری کی ندامت تھی جسکی وجہ سے وہ دیندار لوگوں کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے۔ واقعی کچھ باتوں کو سمجھنے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے، کچھ حقیقتیں وقت سے پہلے آشکار ہو جائیں تو شاید اپنی قیمت کھودیں۔ کچھ جذبات کی حقیقت بھی ایسی ہی ہوتی ہے، انکی اصلیت ایک وقت کے بعد پتہ چلتی ہے۔

وہ اب بھی شرمندہ سی تھی۔

"تو کیا واقعی مجھے بھی جواب دے گی یہ کتاب؟ کیا میں واقعی اس لائق ہوں؟؟؟"

فاطمہ انھی سوچوں میں گم تھی کہ اسکی نظریں قرآن پاک کے کھلے صفحے پر جا کر ٹھٹک گئیں۔۔

فاطمہ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، ایسا گھرانہ جہاں بس ظاہری اور رسمی اسلام تھا کہ دل کیا تو کوئی نماز روزہ کر لیا دل کیا تو چھوڑ دیا۔ کوئی فوتگی ہوئی تو دو تین دن قرآن پڑھا اور پھر بند کر کے ریشمی غلافوں میں اونچی شلف پر رکھ دیا جاتا۔ کوئی فضیلت والے ایام آتے تو ادھر ادھر سے جو کوئی بتاتا کوئی وظائف یا نوافل وہ اہتمام سے پڑھے جاتے یہ جانے بغیر کہ اسلام میں انکی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں۔

انکی فیملی چھوٹی سی تھی۔ دو بھائی تھے، ان میں سے بڑا بھائی حیدر ڈاکٹر تھا اور ملک کے مشہور و معروف ہاسپٹل میں سر جن تھا جبکہ دوسرا بھائی سیف ٹین اتج سے ہی بے راہ روی کا شکار ہو گیا تھا۔ والد نے ملک کی بہترین اور مہنگی یونیورسٹی میں اسکا داخلہ کروایا تھا مگر صاحبزادے وہاں پڑھائی کے علاوہ باقی ہر کام کرنے جاتے تھے۔ فاطمہ ان دونوں بھائیوں سے چھوٹی تھی جو کہ یونیورسٹی میں بی ایس کی سٹوڈنٹ تھی۔ پڑھائی میں اچھی تھی مگر ہر ایک کے ساتھ جلدی گھلتی ملتی نہ تھی۔ جو اسکے ٹیسٹ کا ہوتا اسکے ساتھ اسکی فوراً بن جاتی تھی۔

قرۃ العین اور فاطمہ دونوں کلاس فیلوز تھیں۔

جبکہ قرۃ العین ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتی تھی جہاں دن رات ایک کر کے محنت کی کمائی سے بچوں کو پڑھایا لکھایا جاتا تھا۔ وہ بہت محنتی لڑکی تھی، اس نے ایف ایس سی کے بعد قرآن سیکھنے میں دو سال لگائے تھے اور مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد یونیورسٹی میں



ایڈمیشن لیا تھا۔ فاطمہ نے کبھی بھی خود قرۃ العین سے علیک سلیک نہیں کی تھی مگر قرۃ العین ہمیشہ اپنی تمام کلاس فیلوز سے بہت اچھے اخلاق سے ملا کرتی تھی۔ وہ واحد اس کلاس میں لڑکی تھی جو مکمل پردے میں آتی تھی۔۔ مکمل سیاہ عبا یا۔۔ اسکے پردے میں اسکی آنکھوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور آنکھیں بھی وہ جو حیا سے بھری ہوئی اکثر جھکی ہی رہتی تھیں۔ اسکے پردے پر اکثر کلاس فیلوز اسکا مذاق بھی بناتی تھیں۔ کچھ نے تو اسکا نام بھی "کالا کوا" رکھا ہوا تھا مگر وہ ہمیشہ ہی ایسی باتوں کو سائل کر کے انور کر دیتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اسے اسکے رب نے یونیک بنایا ہے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو کر اس دین اور ہدایت کی نعمت کی ناشکری نہیں کر سکتی تھی۔ فاطمہ نے کبھی اسکی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔۔ مگر اب حالات نے ایسی کروٹ لی تھی کہ فاطمہ کو قرۃ العین کے پاس آنا پڑا۔

فاطمہ کی نظریں قرآن پر جمی مسلسل پھیلتی جا رہی تھیں۔

اسے ایسے لگ رہا تھا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لیا اور پھر مٹھی کو زور سے بھینچ لیا ہو۔

وہ اپنی ہی جگہ سن ہو کر رہ گئی تھی۔ واقعی اسکے ابھی تھوڑی دیر پہلے کیے ہوئے سوالوں کا جواب اس کے سامنے موجود تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ اس نے تو کبھی قرآن کو ایسا نہیں سمجھا تھا۔

اس نے تو بچپن سے یہی سیکھا تھا کہ اس قرآن کو ثواب حاصل کرنے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ادب اتنا کرنا ہے کہ اس کو اپنے پیچھے نہیں رکھنا۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ اب تک تو وہ اس "عظیم کتاب" کی بے ادبی کرتی آئی تھی، اب تک تو اس نے اس "کتاب" کو اپنے پیچھے ہی ڈالے رکھا تھا۔ شیطان بھی کیسے کیسے کھیل کھیلتا تھا۔

جس کتاب کے ذریعے جنت کا رستہ ملنا تھا اسی کو بھلوا کر دنیا کو جنت بنانے کے خواب لوگوں کو دکھانے میں مصروف تھا۔ حتیٰ کہ زندگی کی ان لمبی لمبی امیدوں نے مسلمانوں کو انکے دلوں کی پرسکون جنت سے محروم کر دیا تھا۔

اس کا ذہن بے انتہا الجھ چکا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اسکے سامنے اللہ کی روشن آیات موجود تھیں۔ کیا وہ واقعی اسکے لیے وہاں موجود تھیں؟؟؟ اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو (کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی) "\*" جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب "\*" آجائے، پھر تم کوئی مدد نہ کیے جاؤ گے۔

(سورت الزمر 53-54)

وہ جیسے جیسے آیات کا ترجمہ پڑھتی جا رہی تھی اسکی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔ آنکھیں پھر سے ابلنا شروع ہو گئی تھیں، گرم گرم آنسو اسکے چمکتے گلابی چہرے پر بہنے لگے۔

"قرت کیا واقعی اللہ نے مجھے جواب دیا ہے؟"

اسکی آواز کی کپکپاہٹ قرۃ العین بخوبی محسوس کر رہی تھی۔

بالکل فاطمہ۔۔ اگر اس نے تمہیں ایسے سنبھالنا نہ ہوتا تو سوچو کیوں تمہیں یہاں لے کر آئے؟؟ کیوں تم نے مجھ سے وہ سب کہا جو بہت کم لوگ کہنے کی ہمت کرتے ہیں؟ کیوں قرآن کی انھی آیات میں تمہارے جواب تھے؟؟ یہ اتفاق نہیں ہے فاطمہ۔۔ یہ سب اس "پیارے رب کی پلاننگ ہے۔"

فاطمہ کے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا۔ اس نے کبھی اللہ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا۔ یا شاید کبھی اللہ کے بارے میں کچھ سوچا ہی نہ تھا۔ کیا یہ سب واقعی اسکی پلاننگ تھی؟؟ جن حالات سے وہ گزر کر یہاں تک آئی تھی۔ کیا چاہ رہے تھے اللہ اس سے؟؟ اسے اب اس سوال کا جواب چاہیے تھا۔۔

بہت کچھ تھا جو اسکے اندر کچے دھاگوں کی مانند الجھتا جا رہا تھا، وہ مزید وہاں رکنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔

اب اسے یہاں سے جانا تھا۔۔ کسی ایسی جگہ جہاں بس وہ اپنے رب کے سامنے کھل کر رو سکے۔

تمہارا بہت بہت شکریہ کرتی، تم نہیں جانتی آج تم نے مجھے کیا دیا ہے۔۔ میں تمہارا یہ احسان " کبھی نہیں چکا پاؤں گی۔

فاطمہ نے کھڑے ہو کر آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

قرۃ العین مسکراتے ہوئے اسکے گال کو تھپکتے ہوئے پیار سے بولی۔

ارے لڑکی! یہ سب تو تمہیں اللہ نے آج اس وقت اس جگہ دینا ہی تھا، مجھے تو بس اس نے " ذریعہ بنایا ہے۔ الحمد للہ کثیر اللہ کا بے شمار احسان ہے ہم پر۔

یہ کیسی لڑکی تھی؟ کس دنیا کی تھی؟ کیسی عاجزی تھی اس میں۔۔ فاطمہ کو اسے دیکھ کر بے انتہا رشک آرہا تھا۔۔ اسکے دل میں خواہش جاگی کہ مجھے بھی اللہ کی ایسی ہی پیاری بندی بننا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے وہ بہتی آنکھوں سے مسکرا دی۔

اسکے بعد فاطمہ قرۃ العین سے اسکا نمبر لے کر اسکے گھر سے نکل آئی۔

فاطمہ کے جانے کے بعد قرۃ العین نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے قرآن کو سینے سے لگا لیا اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی کی طرف آئی۔

اسکے کمرے کی کھڑکی گھر کے پچھلی طرف خالی پلاٹ میں کھلتی تھی، جہاں اس نے گلی کے بچوں کے ساتھ مل کر صفائی کر کے چھوٹے چھوٹے پودے اگا رکھے تھے۔ ہلکی ہلکی گھاس بھی

اگ آئی تھی وہ صبح یونیورسٹی جانے سے پہلے وہاں مٹی کا پیالہ پانی سے بھر کر رکھ جاتی تھی تاکہ سارا دن جو بھی پرندہ اور جانور اس میں سے پیئے اسکے لیے وہ صدقہ لکھا جاتا رہے۔

باہر بہت سہانا موسم تھا۔ مغرب کا وقت ہونے ہی والا تھا۔ تیز ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، جس کی وجہ سے درخت کی ٹہنیاں اوپر نیچے جھول رہی تھیں، گویا اپنے خالق کی تسبیح کر رہی ہوں۔

:اسے فوراً سے وہ آیت یاد آئی جس میں اللہ نے فرمایا تھا

ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور (مخلوقات)\*

میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو

\* "نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بردبار (اور) غفار ہے۔

(سورت الاسراء: 44)

اس عرش پر مستوی رب کا کلام حق تھا۔ سچ تھا۔ مگر بہت کم لوگ ہی تھے جو اسکے کلام سے ہدایت لیتے تھے۔ یہ آیت یاد آتے ہی اس نے زیر لب تسبیح کرنا شروع کر دی۔

پتوں کی سرسراہٹ، چڑیوں کی چہچہاہٹ اور غروب ہوتے ہوئے سورج سے سارا سماں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

کائنات کی ہر چیز کو دیکھ کر اسے اپنا رب یاد آتا تھا اور وہ دل ہی دل میں اسکی بنائی ہر چھوٹی بڑی تخلیق کو سراہتی رہتی تھی۔

ابھی بھی وہاں کھڑے کھڑے وہ یہی کر رہی تھی۔ زرد ہوتے آسمان کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی، گویا آسمانوں کے پار کہیں کسی کو محسوس کر رہی ہو۔

اسے فاطمہ پر بہت پیار آرہا تھا۔ اسے ہمیشہ سے ان لوگوں سے بہت اپنائیت محسوس ہوتی تھی جو اپنے رب کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ وہ اپنے رب سے محبت کرتی تھی، اس لیے اسے ہر اس انسان سے محبت تھی جو اسکے رب سے محبت کرتا تھا۔ فاطمہ بھی اس رستے پر قدم رکھ چکی تھی۔ اسکے دل سے فاطمہ کے لیے بہت دعائیں نکل رہی تھیں کہ اللہ اسکے دل کو اپنے لیے خاص کر دیں۔۔۔ اسے اپنی طرف کھینچ لائیں۔۔۔ اسے اپنے خاص بندوں میں شامل کر لیں۔ ابھی یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ دور پار سے اسے مغرب کی اذانیں سنائی دیں۔ وہ فوراً سے پلٹی تو اسے خیال آیا کہ اسکے ہاتھوں نے ابھی بھی قرآن کو بہت مضبوطی مگر محبت سے سینے سے لگایا ہوا تھا۔

وہ واپس رکھنے کے لیے الماری کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اس نے چلتے چلتے ایسے ہی قرآن کھولا۔  
تو سامنے یہ آیت تھی۔

کو سنتے ہیں جو پیغمبر (محمد ﷺ) پر نازل ہوئی تو تم (اور جب (وہ لوگ) اس (کتاب) \* دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے

حق بات پہچان لی اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے  
\* "آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے۔"

(المائدہ: 83)

اسکی دھڑکن فوراً سے تیز ہو گئی۔ قدم وہیں جم گئے اور آنکھیں نم ہو گئیں۔  
انھی پر نم آنکھوں سے مسکرا کر اس روشن آیت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔ اوہ  
فاطمہ۔۔۔۔۔ تم کیا جانو تمہارا رب تمہارے ان بہتے آنسوؤں کی کتنی قدر کرنے والا ہے۔۔۔  
فاطمہ شہر کے اس علاقے میں پہلی مرتبہ آئی تھی۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں مڈل کلاس فیملیز رہتی  
تھیں، ایک ہی دیوار کے ساتھ جڑے گھروں میں رہنے والے آپس میں بھی جڑ کر رہنا جانتے  
تھے۔ فاطمہ قرۃ العین کی والدہ سے ملنے کے بعد گھر سے نکل آئی تھی۔ گلی میں بچے آپس میں  
کھیل رہے تھے۔ اسی گلی کے کونے پر چاچا سلیم گاڑی میں اسکا انتظار کر رہے تھے۔  
فاطمہ اپنے خیالوں میں گم چلے جا رہی تھی کہ اچانک اس پاس کھیلنے والے بچوں نے اسے سلام  
کیا۔ وہ حیرت سے متوجہ ہوئی، بچے سلام کرنے کے بعد دوبارہ سے کھیل میں مصروف ہو گئے  
تھے۔ اس نے بھی جواب دیا تو ایک بچی بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"آپی آپی!! آپ باجی کی دوست ہیں؟"

وہ ننھی سی بچی پر جوش انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"باجی کون؟؟؟"

فاطمہ نے نیچے جھکتے ہوئے پیار سے اسکا گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"یعنی باجی۔۔ آپ انکے گھر سے آرہی ہیں نا۔۔"

بچی نے قرۃ العین کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فاطمہ کو بتایا۔

"اوہ!! وہ باجی۔۔ جی جی میں ان کی دوست ہوں۔"

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ بچے قرۃ العین کے پاس قرآن پڑھتے ہیں،

اسی لیے انھوں نے اسے سلام کیا تھا۔ اُسے ہی نہیں بلکہ وہ ہر آنے جانے والے کو سلام کر رہے تھے، بالکل قرۃ العین کی طرح۔ یونیورسٹی میں وہ بھی ایسے ہی خود آگے بڑھ کر سب کو سلام کرتی تھی۔ اسکے سٹوڈنٹس بھی اسی جیسے تھے۔

بچی دوبارہ سے اپنے کھیل میں مصروف ہو چکی تھی۔ فاطمہ گلی سے نکل کر گاڑی میں آکر بیٹھ گئی اور بیٹھتے ہی چاچا سلیم کو سلام کیا۔

چاچا سلیم انکے خاندان کے بہت پرانے ڈرائیور تھے، انکی پوری فیملی فاطمہ کے گھر میں سرونٹ کوارٹرز میں رہتی تھی اور انکے گھر کا سارا کام کاج کرتی تھی۔

"وعلیکم السلام فاطمہ بیٹی۔"



چاچا سلیم حیرت سے فاطمہ کو جواب دیتے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ اسکا ایسے سلام کرنا انکے لیے بالکل نیا تھا۔

"خیریت سے اس جگہ آئی ہو بیٹی؟ پہلے تو کبھی نہیں آئی؟"

"جی چاچا۔۔ بس یہاں ایک دوست رہتی ہے، اس سے ملنے آئی تھی۔"

فاطمہ یہ کہہ کر قرۃ العین کا کاغذ پر لکھا ہوا نمبر اپنے موبائل میں سیو کرنے لگی۔

چاچا سلیم گاڑی گلیوں سے نکال کر مین روڈ پر لے آئے۔ دور دور سے مغرب کی اذانوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

دیکھو فاطمہ، میں تمہیں دوبارہ کہہ رہی ہوں تم اسکے بارے میں سوچنا چھوڑ دو۔ وہ بندہ "صرف ٹائم پاس کر رہا ہے۔ تمہیں حقیقت کیوں نہیں نظر آتی؟

علینہ اس بار کچھ غصے میں آگئی تھی۔ آنا بھی چاہیے تھا، کتنے ماہ ہو گئے تھے اسے فاطمہ کو سمجھاتے سمجھاتے کہ سفیان سے بچ کر رہے، وہ صرف اسکے ساتھ ٹائم پاس کر رہا ہے۔ علینہ کوئی خاص مذہبی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی تھی مگر اسکا کردار بہت مضبوط تھا۔ اسے اپنی لمٹس کا بخوبی اندازہ تھا۔ اسے اپنے والدین کی عزت کا بھی خیال تھا کہ اگر اسکے والدین اتنی محنت اور امیدوں سے اسے اس مہنگی یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہیں تو اسے بدلے میں انکو دھوکہ

نہیں دینا، اسے اپنے نفس کے لیے اپنوں کو اذیت نہیں دینی۔ اگرچہ فتنہ ہر طرف تھا، یونیورسٹی کا ماحول بے حیائی سے بھرپور تھا۔ ہر طرف لڑکے لڑکیاں کپل کی صورت میں نظر آتے تھے، ایسا لگتا تھا وہاں پڑھائی سے زیادہ ایسی دوستیاں اہم تھیں۔

علینہ فاطمہ سے دو سال بڑی تھی۔ اسکی تربیت بھی ایسی ہوئی تھی کہ وہ سمجھدار تھی۔ وہ مزید فاطمہ کی اذیت کو نہیں دیکھ پارہی تھی۔ آج بھی یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی وہ اسے سمجھا رہی تھی۔

میں کیا کروں علینہ؟؟ میں خود بھی تھک چکی ہوں۔ مجھے ایسے لگتا ہے جیسے مجھے کسی چیز نے "اندر سے جکڑ لیا ہو، اس اذیت نے مجھے بے چین کر کے رکھا ہوا ہے۔

ہمیشہ کی طرح فاطمہ آج بھی رو دی تھی۔ مگر آج وہ بہت تھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ علینہ جانتی تھی کہ وہ اس سب سے جان چھڑانا چاہتی ہے، مگر اسے رستہ نہیں مل رہا۔ اسے فاطمہ پر بہت ترس آرہا تھا۔

علینہ میں نے اسے بہت سی لڑکیوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ میرے ساتھ "صرف ٹائم پاس کر رہا ہے۔ میں نے کوشش بھی کی ہے خود کو دور رکھنے کی، میں نے اسکا نمبر اسکا اکاؤنٹ سب کچھ بلاک کر دیا، مگر میں اس دل کا کیا کروں؟ اسکے ہاتھوں پھر سے مجبور ہو جاتی ہوں۔"

بتاتے بتاتے فاطمہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر رودی تھی۔ اگرچہ اسکے والدین کی طرف سے اس پر کوئی ایسی پابندی نہ تھی مگر وہ کہتے ہیں ناکہ جب ضمیر زندہ ہو تو انسان کو برائی پر چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ اللہ نے ہر انسان کے اندر اسکی اچھائی اور برائی الھام کر رکھی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کا نفس برائی کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن اگر وہ اسے روک نہ لگائے، اسکے ارد گرد تقویٰ کی دیواریں کھڑی نہ کرے، تو وہ اس برائی کے جال میں پھنس جاتا ہے اور پھر اذیت اور بے چینی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اسکا بھی یہی حال تھا۔ اس نے پہلے قدم پر ہی خود کو روک نہ لگائی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ تعلق جائز نہیں ہے، یہ وہ سراب ہے جو دور سے سہانا لگتا ہے مگر پاس جانے سے مایوسی اور اذیت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مگر پھر بھی ہر روز سفیان سے چیٹنگ کرنا اور اسکو اپنی پکس بھیجنا اسکا معمول بن گیا تھا۔ سفیان کی طرف سے ملنے والے کمنٹس اور تعریفیں اسکے نفس کو مزید موٹا کر دیتی تھیں۔ شب و روز اسکے ایسے ہی گزر رہے تھے کہ اسکا دماغ اسی کے خیالوں میں جکڑا رہتا تھا۔ وہ گناہوں کی گہری کھائی میں گرتی ہی چلی جا رہی تھی۔ ایسے جیسے اس کھائی کی گہرائی سے اسے کوئی اپنی طرف کھینچ رہا ہو، مگر اسکے اندر بیٹھا اسکا ضمیر اسے بار بار جھنجھوڑ رہا تھا کہ گہرائی میں صرف رسوائی ہے!! ابھی وقت ہے گرنے سے پہلے خود کو چھڑ والو۔۔

"!السلام علیکم قرت"

قرۃ العین یونیورسٹی کے کوریڈور کی سیڑھی پر بیٹھی اپنی فائل میں پیجز لگا رہی تھی کہ اچانک پیچھے سے فاطمہ آگئی۔

اس نے بے بی پنک شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنا ہوا تھا اور شیفون کا بے بی پنک دوپٹہ نفاست سے سر پر ڈالا ہوا تھا۔ مگر دوپٹے کے اندر کھلے بالوں کی لٹیں چہرے اور گردن پر آرہی تھیں، جنہیں وہ سائنڈ پر کرتے ہوئے قرۃ العین کی طرف جھکی۔

"اوہ فاطمہ! وعلیکم السلام ورحمت اللہ۔۔۔ بھئی کیسی ہو؟؟؟"

فاطمہ کو دیکھ کر قرۃ العین نہایت گرم جوشی اور بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اس سے مخاطب ہوئی۔ فاطمہ اسکی مسکراہٹ، اسکے سیاہ نقاب کی وجہ سے دیکھ نہیں پائی مگر اسکی آنکھوں میں چمک اور والہانہ انداز سے ملنے والے جواب پر فاطمہ بھی مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسی ہو؟"

"!! میں بھی الحمد للہ ٹھیک۔ آؤ آؤ بیٹھو۔۔"

قرۃ العین نے تھوڑا سا سائنڈ پر سرکتے ہوئے فاطمہ کو جگہ دی اور فائل سائنڈ پر رکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

فاطمہ کندھے سے اپنا بیگ اتارتے ہوئے اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس دن کے بعد سے آج فاطمہ کی قرۃ العین سے ملاقات ہوئی تھی۔ کچھ تھا اس میں جو فاطمہ کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ وہ اکثر

نوٹ کرتی تھی کہ کلاس کی بہت سی لڑکیاں قرۃ العین سے بچ بچ کر رہتی تھیں، شاید وہ کسی انجانے خوف کا شکار تھیں۔ مگر فاطمہ کو اب احساس ہو رہا تھا کہ بظاہر اجنبی سے نظر آنے والے یہ لوگ اندر سے کتنے مخلص ہوتے ہیں۔ اس نے اور بھی دین والے دیکھے تھے مگر قرۃ العین کی اللہ سے ایسی محبت اور تعلق اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آج وہ پھر سے اسکی طرف کھنچی چلی آئی تھی۔

قرت تمھیں پتہ ہے اس دن میں تم سے مل کر واپس اپنے گھر آئی تو مغرب کا وقت جانے والا" تھا۔ اس دن میں نے سب سے پہلے نماز ادا کی کہ میں مزید اپنے رب کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتی۔ میں جب نماز کے لیے کھڑی ہوئی مجھے ایسا لگا کہ میں مزید نہیں کھڑی ہو پاؤں گی۔ میرے قدم بہت بو جھل ہو گئے تھے، دماغ ماؤف تھا، دل ایسے تھا جیسے باہر نکل آئے گا، آنکھیں بہتی جا رہی تھیں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا پڑھا نماز میں؟ بس اتنا یاد ہے کہ پہلی رکعت کا پہلا سجدہ۔۔۔ بہت سسکیاں لے لے کر روئی تھی۔

اس نماز کے بعد مجھے اپنے اندر ایک عجیب سا سکون محسوس ہوا تھا، جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اسکے بعد سے اب تک میں نے کوئی نماز نہیں چھوڑی۔

فاطمہ سامنے لان میں گھاس پر نظریں جمائے میکانیکی انداز میں سب کہے جا رہی تھی۔ قرۃ العین حسب معمول مسکرا کر اسکی سب باتیں سن رہی تھی اور ساتھ میں "الحمد للہ" کہے جا رہی تھی۔

مگر قرت!! نماز کے بعد مجھے سکون تو ملتا ہے مگر وہ وقتی ہوتا ہے۔ مجھے اپنے اندر بہت خلا محسوس ہوتا ہے، مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کیا وجہ ہے؟؟ دیکھو اب تو میں اسے بھی چھوڑ چکی ہوں جو مجھے اللہ سے غافل کیے ہوئے تھا۔ مگر پھر بھی مجھے ایک عجیب سی تشنگی رہتی ہے، میرا دل مضطرب رہتا ہے۔ قرت میں نے تو سنا تھا کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ پھر "مجھے کیوں نہیں ہر وقت وہ سکون ملتا؟"

وہ روہانسی ہو رہی تھی، ایسے جیسے اپنے آنسو اور اندر کی افیت کو مزید اندر دبا رہی ہو۔ مگر قرۃ العین سمجھ رہی تھی کہ اسکی اس بے سکونی کی کیا وجہ ہے۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

فاطمہ! پتہ ہم انسانوں کی زندگی کا انحصار روح اور جسم دونوں پر ہے۔ اگر یہ روح ہمارے جسم سے نکل جائے نا تو یہ جسم بیکار ہے۔ یعنی ہماری زندگی کا اہم ترین پارٹ ہماری روح ہے۔ جسکا ہم نے بہت خیال رکھنا ہے مگر آج کی اس ظاہریت پرستی کی دنیا میں ہم نے ظاہری جسم کو تو بہت توجہ دی ہے مگر اپنے اندر کی نظر نہ آنے والی روح کو بالکل انور کر دیا، یہی وجہ ہے کہ خوبصورت جسموں میں بے چین دل دھڑکتے ہیں۔ لوگوں کو لگتا ہے کہ وہ ظاہری کھیل کود اور

ہنسی مذاق سے خود کو خوش رکھ سکتے ہیں مگر یہ بالکل غلط ہے، آپکے جذبات کا تعلق آپکے دل سے ہوتا ہے اور دل کا تعلق روح سے ہے۔ اس روح کی ضروریات پوری کرنے سے ہی انسان "کو سکون مل سکتا ہے۔"

مگر قرت! میں تو اب نماز پڑھتی ہوں، دعائیں بھی مانگتی ہوں۔ کیا اس سے میری روح کی "ضرورت پوری نہیں ہو رہی؟؟؟"

فاطمہ اسکی باتیں سن کر حیران سی تھی۔

فاطمہ دیکھو۔۔ نماز فرض ہے، یہ بالکل ہماری روح کی ضرورت ہے مگر صرف نماز پڑھنا کافی "نہیں ہے۔ تم خود بتاؤ ہم سارا دن صرف کھانا کھائیں، پانی نہ پیئیں۔ کیا اس سے ہماری "ضرورت پوری ہوگی؟؟؟"

فاطمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

بالکل اسی طرح۔۔ ہمارے لیے نماز کے ساتھ اور بھی کام بہت ضروری ہیں جو ہماری روح کی "ضرورت پوری کریں گے۔ نماز میں تم اللہ سے سرگوشی کرتی ہو مگر کیا تمہیں معلوم ہوتا ہے "کہ اللہ تم سے کیا چاہ رہے ہیں؟؟؟"

فاطمہ نے پھر سے اداسی کے ساتھ سر نفی میں ہلادیا۔

یہی وجہ ہے۔۔ کوئی بھی تعلق تب تک فائدہ مند نہیں جب تک یک طرفہ ہو۔ تمہیں اللہ " کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے تو سب سے پہلے خود پر کام کرنا ہو گا۔

فاطمہ کے لیے یہ سب باتیں بہت گہری مگر نئی تھیں، اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکے ذہن سے پردے چھٹتے جا رہے ہوں۔ اسے واقعی اب اپنا مسئلہ سمجھ آنے لگا تھا۔ اسے جاننا تھا کہ اللہ اس سے کیا چاہتے ہیں!

مگر کیسے؟؟

اسکی سوالیہ نظریں اب آسمان کی طرف اٹھ گئی تھیں۔

وہ اندھیری کھائی میں گرتی ہی جا رہی تھی۔ اسکا جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخنا چاہ رہی تھی مگر آواز ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اس نے ہوا میں بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر کوئی سہارا ہاتھ نہ آیا۔ وہ کتنی دیر سے ایسے تیزی سے سر کے بل نیچے کی طرف آرہی تھی۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنا چاہ رہی تھی مگر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ شدید خوف کے مارے وہ کیفیت تھی کہ آنسو بھی جیسے حلق میں گولے کی صورت میں جمع ہو کر اسکا سانس لینا دشوار کر رہے تھے۔ بہت زور لگانے پر آخر ایک لفظ اسکے منہ سے نکلا اور ساتھ ہی اس کا جسم "کسی پُر نور اور روشن سی جگہ پر نرم ملائم سبز گھاس پر آکر گر گیا۔۔۔"



وہ اچانک سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ بری طرح سے ہانپ رہی تھی، سردی کے موسم میں پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرا اور انگلیوں پر لگا پسینہ دیکھنے لگی۔ اتنے میں اسکے کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھلا۔

"فاطمہ تم ٹھیک ہو بیٹا؟؟؟"

مسز ریان گھبرائی ہوئی آگے بڑھ کر اسکو ساتھ لگاتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"جی ماما، بس وہ شاید۔۔۔ خواب دیکھا تھا۔۔۔ تو ڈر گئی۔"

فاطمہ اپنی یادداشت پر زور دینے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس نے کیا دیکھا تھا۔ اسکا سانس ابھی تک بحال نہیں ہوا تھا۔

میں تو بچن میں پانی لینے کے لیے آئی تھی کہ یوں تمھاری آواز سن کر گھبرا گئی اور یہاں آ "گئی۔"

"ماما میری کوئی آواز بھی آئی تھی کیا؟؟؟"

فاطمہ بھنویں سکیڑے حیران و پریشان اپنی ماما کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہاں بیٹا۔۔۔ مجھے واضح سنائی تو نہیں دیا کہ تم نے کیا کہا تھا مگر تم بہت چیخ کر بولی تھی۔ تم ٹھیک ہو "نا؟؟؟"

مسز ریان پریشانی سے اسکے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

فاطمہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے انگلیوں پر لگے پسینے کو صاف کرنے لگی۔  
اسکا کا دل پہلے ہی تیزی سے دھڑک رہا تھا اور اب اسکی ماما نے اسے مزید الجھا دیا تھا۔  
یہ کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ؟؟

-----  
"ہائے فاطمہ!! کدھر ہو یا ر؟"

موبائل کی بیپ ہوئی۔ یہ سفیان کا میسج تھا جو سکرین پر چمک رہا تھا۔  
اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا۔

دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔

موبائل سائڈ پر رکھ کر وہ پھر سے کتاب کی طرف دیکھنے لگی۔

رات کے 8 بجے کا ٹائم تھا۔ اسکے ریشمی بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے، وہ بیڈ پر کتابیں پھیلانے  
پڑھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ساتھ میں پڑا کافی کاگ ٹھنڈا ہو چکا تھا، مگر وہ فوکس نہیں  
کر پار ہی تھی۔

اس نے کتاب بند کی اور اپنا سر بیڈ کے کراؤن کے ساتھ لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

دوبارہ سے بیپ ہوئی۔

اسکے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔

آخری بار بات کرلو۔ اسے آرام سے کہہ دو کہ آج کے بعد وہ تمہیں کوئی میسج نہ کرے۔ وہ"

"پریشان ہو رہا ہو گا۔

کسی نے اندر سرگوشی کی۔

اس نے آنکھیں کھولیں، ہاتھ موبائل کی طرف بڑھایا۔

"فاطمہ تم نے تو خود سے وعدہ کیا تھا کہ تم اس سے اب کبھی بات نہیں کرو گی؟"

ایک اور آواز اندر سے آئی۔ اسکا بڑھتا ہوا ہاتھ پھر سے رک گیا۔

دوبارہ بیپ ہوئی۔

فاطمہ وہ تمہاری بہت کیڑ کرتا ہے۔ تم نے اگر اُسے ایسے چھوڑ دیا تو وہ خود کو کچھ کر لے گا۔"

کیا تم سے یہ برداشت ہو جائے گا؟ کیا تم خوش رہ لو گی اسکے بغیر؟؟ کیا تم سکون سے رہ لو گی اگر

"کوئی تمہاری وجہ سے اذیت میں ہو؟

کسی نے دوبارہ اسکے اندر سرگوشی کی۔

اس کے حلق میں کچھ اٹک سا گیا تھا، آنکھیں مزید گرم ہو گئیں۔

اس سرگوشی کے بعد اس نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھالیا۔

"فاطمہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایسا مت کرو۔ یہ تعلق جائز نہیں ہے۔"

فاطمہ اب رپلائی کرنے کے لیے ٹائپ کر رہی تھی۔

فاطمہ رک جاؤ! اپنا وعدہ مت بھولو، وہ کچھ نہیں ہے تمہارا۔ تم اس تعلق کا انجام بھی جانتی ہو، "!! محض اضطراب ہے۔ مت کرو ایسا

اندر سے آنے والی آواز پہلے کی نسبت دھیمی ہو گئی تھی۔

رپلائی سینڈ ہو چکا تھا۔

پاس ہی موجود وہ قبیح شکل کی مخلوق قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔

پھر سے نفس جیت چکا تھا۔

وہ اپنا وعدہ توڑ چکی تھی۔

اندر کچھ تھا جو یک دم اداس ہو گیا تھا۔

! وہ پھر سے شیطان کو خوش اور رحمان کو ناراض کر بیٹھی تھی

اسکا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

بات ختم ہو چکی تھی۔ ہمیشہ کی طرح نفس کی شہوت اور ہوس غالب آگئی تھی۔

کیا یہ محبت تھی؟؟

فاطمہ نے موبائل رکھ کر خود سے پوچھا۔

کیا واقعی اسے محبت کہتے ہیں؟؟

جو انسان کو وقتی لذت دے کر پھر سے بے چین کر دیتی ہے، جسکا انجام ان دیکھا ہے۔

وہ ہمیشہ اس رشتے کا انجام سوچ کر خوفزدہ ہو جاتی تھی۔

کیا وصال ممکن تھا؟؟ یا اسکے ارد گرد پھیلے ہزاروں افیروز کی طرح اس کے اس رشتے میں بھی  
بس جدائی یاد ہو کہ تھا؟؟

ایک عجیب سی گھٹن نے اسے گھیر لیا تھا۔

کہیں دور سے عشاء کی اذان کی آواز آنے لگی۔

اس نے ٹائم دیکھا تو 9 بج چکے تھے۔ یعنی وہ پورا ایک گھنٹہ سفیان سے چیٹ کرتی رہی؟ اسے  
احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ ہوتا بھی کیسے؟ نفس کی خواہشات پوری کرتے کرتے انسان کو لمحات تو  
کیا گھنٹوں کے ضیاع کی بھی خبر نہیں ہوتی، احساس زیاں تو دور کی بات ہے۔  
اس نے اذان کو انگور کر کے دوبارہ موبائل اٹھایا اور واٹس ایپ آن کیا۔  
کسی کا کوئی میسج نہیں تھا۔ سٹیٹس کا نوٹیفیکیشن دیکھ کر وہ اپنے کانٹیکٹس کے سٹیٹس سین کرنے  
لگی۔

یکایک قرۃ العین کا سٹیٹس سامنے آیا۔ جو ابھی 17 منٹ پہلے ہی اپلوڈ کیا گیا تھا۔

: قال اللہ تعالیٰ

اور ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو عہد کا پابند نہیں پایا اور ہم نے ان میں سے اکثر \*

\* "لوگوں کو نافرمان ہی پایا۔

(سورة الاعراف: 102)

اسکایہ سٹیٹس دیکھ کر فاطمہ کا دل جیسے ایک لمحے کے لیے بند ہو گیا۔ اسکے ہاتھ کانپنے لگے۔ قرۃ العین اکثر اپنے سٹیٹس پر آیات یا احادیث لگایا کرتی تھی۔ فاطمہ اکثر انگور کر جاتی یا سرسری سا پڑھ کر گزر جاتی تھی۔  
مگر آج۔۔۔

آج وہ اس آیت کو انگور نہیں کر پائی۔ اسے ایسے لگا جیسے کسی نے بہت زور سے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو۔ دل کی بے چین دھڑکن نے آنکھوں کو پھر سے گرم کر دیا۔  
وہ اکثر قرۃ العین کی باتوں پر حیران ہوتی تھی کہ اُسے قرآن سے کیسے جواب مل جاتے ہیں؟  
کچھ دن پہلے جب وہ قرۃ العین کے گھر گئی تھی تو اسے بھی ایک جواب ملا تھا۔ اسکے بعد اسنے پکا ارادہ کیا تھا کہ اب وہ دوبارہ اس گناہ میں ملوث نہیں ہوگی۔  
مگر آج وہ پھر سے اپنے نفس کے ہاتھوں ہار بیٹھی تھی۔  
"ہم نے ان میں سے اکثر کو نافرمان ہی پایا۔"\*  
یہ اللہ کے الفاظ تھے۔۔۔  
سات آسمانوں کے پار سے آئے اسکے رب کے کلمات۔

یہ 1400 سال پہلے نازل شدہ الفاظ آج کیسے اسکی سچویشن کے بارے میں جواب دے رہے تھے۔

\* نافرمان \*

\* انکو۔۔۔ یعنی مجھے؟؟ \*

\* میں نافرمان۔۔۔۔۔ ہاں! میں پھر سے نافرمانی کر بیٹھی۔ \*

موبائل سائڈ پر رکھ کر وہ فوراً سے واش روم کی طرف بھاگی اور وضو کر کے جائے نماز بچھالی۔  
آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

جسم مسلسل کانپ رہا تھا۔

نماز کے بعد اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ اٹھائے۔

اوہ اللہ تعالیٰ!! آئی ایم سوری۔۔۔۔۔ ریٹلی سوری!! میں پھسل گئی۔ میں پھر سے پھسل گئی۔ آپ نے صحیح کہا میں نافرمان ہی ہوں۔ میں اپنا وعدہ پورا نہ کر سکی۔۔۔ (ہچکی بندھ چکی تھی) اللہ پلیز!! مجھے معاف کر دیں۔ آپ نے اس دن اپنی آیت کے ذریعے مجھے حوصلہ دیا تھا کہ آپ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ مگر دیکھیں آج میں پھر سے گناہ کر بیٹھی۔

اللہ تعالیٰ پلیز!! مجھے نافرمان نہیں بننا۔ مجھے بھی قرت کی طرح آپکی پیاری بندی بننا ہے اللہ۔۔۔  
!!پلیز!! میں کمزور پڑ رہی ہوں میرے دل کو سنبھال لیں۔ پلیز اللہ

چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔  
 روتے روتے وہ سجدے میں گر گئی۔ زمین اسکی ندامت میں ڈوبی سسکیوں کی گواہیاں سمیٹ  
 رہی تھی۔ حتیٰ کہ اسکے دل پر سکینت نازل ہونے لگی اور اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ نیند کی  
 آغوش میں چلی گئی۔

-----

"شہریار!!! رکو۔ امی!! امی دیکھیں اسکو۔۔ یہ مجھ سے مار کھالے گا میں کہہ رہی ہوں۔  
 نائلہ شہریار کے پیچھے ننگے پاؤں بھاگ رہی تھی، جو مذاقاً اسکا موبائل اسکے ہاتھ سے چھین کر  
 بھاگ رہا تھا۔

دونوں بہن بھائیوں کی ازلی محبت اور چھیڑ چھاڑ انکے گھر کا معمول تھیں۔ شہریار نائلہ سے ایک  
 سال چھوٹا تھا، دونوں ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔

روز دونوں کی شرارتوں اور پیار بھری لڑائیوں سے انکی ماں بہت محظوظ ہوتی تھیں اور شاید  
 دونوں بہن بھائی اپنی ماں کو ہی خوش کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔

انکے والد انکے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ ماں نے تنہا مشقتیں کر کے انکو پڑھایا لکھایا تھا،  
 یہاں تک کہ آج وہ اس مقام تک پہنچ گئے تھے۔ شہریار سیکنڈ ٹائم کاروبار کے ساتھ ساتھ آن  
 لائن جاب کرتا تھا، جس کی وجہ سے انکا گزارا اللہ کے فضل سے اچھے سے ہو رہا تھا۔



امی یہ ہمیشہ ہی ایسے کرتا ہے میں جب بھی موبائل یوز کر رہی ہوتی ہوں یہ چھین کر لے جاتا " ہے۔ میں نے تو کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں کیا۔

نائکہ روہانسی ہو گئی تھی۔ اسکی ماں نے ہنستے ہوئے شہریار سے کہا۔

"شہریار! بہن کو تنگ مت کیا کرو، تمہیں پتہ ہے ناکہ وہ کچھ عرصے کی مہمان ہے۔"

شہریار قہقہہ لگا کر ہنسا۔ نائکہ مزید چڑ گئی تھی، اسے یہ بات آگ کی طرح لگتی تھی اور اسکی ماں ایسے مواقع پر اسی بات سے ہی اسکو چھیڑا کرتی تھیں۔

"یہ لیں بھئی آپ تو مہمان ہیں اب کچھ عرصے کی۔"

شہریار نے آنکھ مارتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا اور ہنستے ہوئے موبائل واپس ہاتھ میں دے دیا۔

نائکہ نے چھیننے کے انداز میں موبائل لیا اور منہ چڑاتی ہوئی واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔ اسے ایسے دیکھ کر دونوں ماں بیٹا ہنسنے لگے۔

قرت میرا دل کرتا ہے میں اس سے بالکل بے نیاز ہو جاؤں۔ اسکی یادوں سے، اسکی باتوں " سے، حتیٰ کہ وہ سامنے بھی آئے تو مجھے کوئی فرق نہ پڑے۔

پچھلی رات کے واقعے کے بعد آج فاطمہ یونیورسٹی میں لیکچر سے فری ہوتے ہی قرۃ العین کے پاس آئی تھی، کل رات اتنی واضح آیت ملنے کے بعد وہ اب تک سنبھل نہیں پارہی تھی۔ وہ اس دھوکے کے جال سے نکلنا چاہتی تھی۔

میں جانتی ہوں میں بہک گئی تھی، مجھے خود کو بچانا چاہیے تھا مگر اب کیا کروں؟ دل اپنے اختیار "میں تو نہیں ہوتا نا؟" وہ روہانسی ہوئی تھی۔

فاطمہ یہ حقیقت ہے کہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا مگر دیکھو اسکو بے اختیار کرنے کا اختیار "ضرور ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ تم جانتی ہو اللہ نے کیوں قرآن میں عورت اور مرد کو "نظروں کی حفاظت حکم دیا ہے؟؟"

قرۃ العین کے سوالیہ انداز پر فاطمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

اسی لیے کہ ہمارے دل کا سکون ہمارے اختیار میں رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ میں ضرور ہیں مگر "اس معاملے میں ہم اتنے بے بس بھی نہیں ہیں۔ نظروں کی حفاظت سب سے پہلا عمل ہے جس سے انسان یا تو دل کا سکون بچا سکتا ہے یا اسے برباد کر سکتا ہے۔ اس لیے پہلے تو اس بات کو "مانڈ سے نکالو کہ تمہارا خود پر کوئی اختیار نہیں ہے۔"

اب وہ کافی سنجیدہ ہو کر فاطمہ کو سمجھا رہی تھی۔ آخر کیوں نہ سمجھاتی؟ وہ دل جسے رب کی محبت میں تڑپنا چاہیے تھا، ایک نامحرم اور ناجائز محبت میں تڑپ رہا ہو یہ رب کے حق میں ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟؟

اور سنو! یہ ایک مرض ہے، مگر لاعلاج نہیں ہے، اسکی شفا موجود ہے۔ اللہ نے موت کے سوا کوئی مرض ایسا نہیں اتارا جسکی شفا موجود نہ ہو، مگر شفا تمہیں تب ملے گی جب تم واقعی سنجیدہ!! ہو کر شفا یاب ہونا چاہو گی

"میں شفا چاہتی ہوں۔"

فاطمہ فوراً سے بولی۔

الحمد للہ!! دیکھو کسی بھی بیماری کے علاج کے لیے دو چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ سب سے پہلے تو "پرہیز اور پھر دوا۔ پرہیز میں تمہیں چند کام کرنے ہوں گے تاکہ دوا اپنا اثر پوری طرح سے کر سکے۔"

فاطمہ ہمہ تن گوش ہو کر سن رہی تھی۔

پرہیز میں سب سے پہلے تم اسکا نمبر ڈیلیٹ کر کے بلاک کرو۔ تمام کنور سیشنز اور پکس، سب "کچھ ڈیلیٹ کرو۔ اسکے دیئے ہوئے تحفے، ان سب چیزوں کو خود سے دور کرو۔ کوئی ایک بھی چیز ایسی تمہارے پاس نہ ہو جو تمہیں اسکی یاد دلائے۔ جب تم یہ کر چکو تو پھر مجھے بتانا۔"

فاطمہ نے آنسوؤں کا گولہ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔  
 اور سنو! کوئی کام بھی رب سے دعا کئے بغیر نہ شروع کرنا۔ دو نفل پڑھ کر ہمت مانگنا۔ وہ ضرور "  
 "دیں گے ان شاء اللہ۔

اب کی بار وہ مسکرا کر بولی تھی۔

تم چاہتی ہونا کہ تم بھی اللہ کے قریب ہو؟ تو پہلا سٹیپ یہی ہے تمہارا۔ اللہ قرآن میں کہتے "  
 ہیں نا:

جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں محبوب ہیں خرچ نہ کرو گے، تم کبھی نیکی کو پا نہیں \*"  
 \* "سکتے۔

(آل عمران)

"سوائس ٹائم! کہ تم اپنی محبوب ترین چیز اسکے لیے قربان کر دو۔

قرآن واحد ذریعہ تھا جسکے آگے وہ خود کو بے بس محسوس کرتی تھی۔

اس نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں جھکالی تھیں۔ اس وقت اس سے بڑھ کر کون جان سکتا تھا

کہ یہ سب قربان کرنا کتنا مشکل تھا۔ مگر اسے اللہ کو پانا تھا۔ اللہ جیسی ہستی کو پانے کے لیے کچھ

قربان نہ کرنا پڑے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے خود سے عہد کیا اور فوراً رب سے دعا کی کہ وہ

اسے ہمت دیں۔

شہر یار نے مغرب کی نماز پڑھ کر سلام پھیرا ہی تھا کہ اسے اپنے پیچھے بائیں طرف دبی دبی سسکیوں کی آواز آئی۔ اس نے فوراً سے مڑ کر دیکھا تو ایک نو عمر لڑکا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اپنے رب سے مناجات کرنے میں مصروف تھا۔ اسے احساس ہی نہیں تھا کہ اسکی ان سسکیوں نے کتنے ہی کانوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا، کچھ نظریں حسرت اور رشک سے اسے دیکھ رہی تھیں اور کچھ جھمنٹل ہو کر۔ مگر شہر یار ایک دم سے کھٹکا تھا۔

اسے یکایک آخری بار کی ہوئی اپنی دعایاد آئی جو اس نے واقعی تڑپ کر مانگی تھی۔  
 "اوہ! رمضان میں۔۔ اور اب چھ ماہ گزر چکے ہیں۔"

وہ افسوس کے ساتھ گویا اندر ہی اندر خود سے مخاطب ہوا۔

اس نو عمر لڑکے کی سسکیوں میں کچھ ایسا تھا جو شہر یار کو اندر سے ہلا رہا تھا، اسکے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ وہ اٹھا اور مسجد سے باہر آگیا۔

مسجد کے ساتھ ہی عورتوں کا مدرسہ تھا۔ اس پھلتے اندھیرے میں چند عورتیں مدرسے سے نکل رہی تھیں، وہ مکمل برقعہ پہنے ہوئے تھیں حتیٰ کہ انکی آنکھیں بھی نظر نہیں آرہی تھیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی شہر یار نے اپنی نگاہیں جھکا لیں۔

ایک خیال اسکے ذہن سے آکر گزرا تھا۔

"کاش نائلہ اور اماں بھی ایسے۔۔۔۔۔"

شہریار یہی سوچتے سوچتے اپنے بک سٹور کی طرف بڑھ گیا۔ مغرب کی نماز پڑھ کر وہ روز اپنے بک سٹور کی طرف آجاتا تھا جہاں اسکا ساتھی فراز صبح سے موجود ہوتا اور پھر شام سے شہریار کی شفٹ شروع ہوتی۔

یہیں پر وہ اپنا آن لائن کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی یونیورسٹی کا بھی پڑھتا رہتا تھا۔  
النور بک لینڈ "اس وقت شہر کا سب سے بڑا اور مشہور بک سٹور تھا جسے یہ دونو جوان لڑکے " چلا رہے تھے۔ یہاں ہر عام، خاص، پرانی، نئی ہر فیلڈ کی بکس دستیاب تھیں۔ یونیورسٹیز اور کالجز کے سٹوڈنٹس یہاں آکر سستے داموں بکس خریدتے یا اپنی بکس اسکسچینج کرواتے۔  
شہریار نے آکر سلام دعا کے بعد فراز کو گھر بھیجا اور اپنا کام سنبھال لیا۔

-----  
"فاطمہ بیٹا! میں کب سے۔۔۔۔۔"

مسز ریان نے فاطمہ کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا مگر کمرے کا حال دیکھ کر وہیں ٹھٹک گئیں۔

ہر طرف کاغذ، کپڑے، بکس، گفٹ پیکیس، چاکلیٹس اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بکھری ہوئی تھیں۔ فاطمہ اپنی الماری سے کچھ نکالنے میں مصروف تھی مگر اپنی ماما کی آواز سن کر کچھ گھبرا سی گئی۔

مسز ریان ایک ہاؤس وائف تو تھیں ہی، مگر انھوں نے خود کو فٹ رکھا ہوا تھا۔ کبھی جم، کبھی پارلر، کبھی فرینڈز کے ساتھ شاپنگ تو کبھی پکنکس۔ گھر میں وہ کم ہی پائی جاتی تھیں، اگر ہوتیں بھی تو سارا دن ٹی وی پر براجمان رہتیں۔ فاطمہ سے دن میں ایک دو بار ہی ملاقات ہوتی، کبھی کبھی ہی ایسا ہوتا کہ اس سے اسکی پڑھائی کے بارے میں پوچھ لیتیں ورنہ اکثر اوقات بس نصیحتیں ہی ہوتیں۔

اپ ٹوڈیٹ رہا کرو فاطمہ۔ ہر ویک پارلر جایا کرو، فلاں برانڈ پر سیل ہے میرے ساتھ چلنا، "کچھ ہیلدی کھایا پیا کرو آگے ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

فاطمہ خاموشی سے اپنی ماما کی باتیں سنتی رہتی۔ اسے کبھی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنے بارے میں کچھ انھیں بتائے، یا اپنی سفیان سے دوستی کے متعلق کچھ شو کرے۔ اسکی عمر 21 سال تھی۔ اس کا دل کرتا تھا کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار اپنی ماما سے کرے، مگر اسکی ماما نے کبھی اس طرح سے اسے ٹریٹ نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ گھر سے مکمل توجہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ غلط ٹریک پر نکل آئی تھی۔

بھائی اسکے الگ مصروف رہتے تھے، ویکنڈ پر سب جمع ہوتے تو مل کر ڈنر کر لیا یا ایک دو گھنٹے ساتھ گزار لیے مگر آپس میں اتنی کوئی فرینکسنس نہ تھی۔ ہر ایک اپنی زندگی میں مگن تھا۔ کسی کو کسی کی لائف میں انٹرفیر کرنے کا حق نہ تھا۔

مگر اس دن رات کو خواب میں ڈرنے کے بعد سے مسز ریان فاطمہ کے بارے میں کچھ محتاط سی ہو گئی تھیں۔ پہلے جو کبھی خود اسکے کمرے میں بہت کم جاتی تھیں، اب جانا شروع ہو گئی تھیں اور آج کمرے کی حالت دیکھ کر مزید تشویش کا شکار ہو گئیں۔

"ماما۔۔۔ آپ یہاں؟ آپ مجھے بلا لیتیں، میں آ جاتی؟"

فاطمہ نے الماری فوراً سے بند کرتے ہوئے اپنی گھبراہٹ کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس ویسے ہی دل کر رہا تھا تم سے باتیں کرنے کو، سوچا خود چلی جاؤں۔"

مسز ریان آگے بیڈ کی طرف بڑھتی ہوئی چیزیں دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔

فاطمہ کا دل تیزی سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔

کہیں ماما کو پتہ نہ چل جائے۔

افف میں کیا کروں؟؟؟

"یہ سفیان کون ہے؟؟؟"

مسز ریان نے ایک گفٹ پیک اٹھاتے ہوئے بھنویں سکیڑتے ہوئے فاطمہ سے پوچھا۔



"ماما۔۔۔وہ۔۔۔وہ میرا۔۔کلاس فیلو ہے۔"

فاطمہ کو لگا کہ اب اسکا دل بس باہر آجائے گا۔  
اسکی والدہ گفٹ پیک کھول رہی تھیں۔

"صرف کلاس فیلو؟؟؟"

مسز ریان کی مشکوک نظروں نے فاطمہ کو مزید کنفیوز کر دیا، اسکا رنگ ماند پڑ چکا تھا۔  
"آج تو تمہاری خیر نہیں فاطمہ۔"

اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"مم۔۔۔ماما وہ۔۔۔دوست بھی ہے۔"

"تم نے کبھی بتایا نہیں فاطمہ۔"

مسز ریان نے ماتھے پر بل لاتے ہوئے پوچھا، یقیناً انھیں اپنی بیٹی سے ایسی کوئی توقع نہیں تھی۔

کوئی "صرف دوست" ہو اور اتنے گفٹس دے؟؟؟ اور بائی داوے، لڑکا لڑکی کب سے

"دوست ہونے لگ گئے؟؟"

مسز ریان نے فاطمہ کی آنکھوں میں جھانکنا چاہا مگر اس نے اپنی نگاہیں جھکا لیں۔ آخر ماں تھیں

اور ماں جیسی بھی ہو، اولاد کے بدلتے رنگ سے پہچان ہی لیتی ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

فاطمہ کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب وہ کیا کرے؟ اب تو وہ یہ سب ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اس دلدل سے نکلنا چاہ رہی تھی۔ مگر ماما۔۔ کیا بتائے اب انہیں؟؟  
دل کی دھڑکن مزید تیز ہو گئی تھی۔

"امی دل کرتا ہے بس آپکے ہاتھ کے پکے کھانے کھاتی رہوں۔ قسم سے مزہ آجاتا ہے۔"

قرۃ العین نے ویسی گھی میں چوپڑی روٹی ساگ کے ساتھ کھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں تاکہ تمہیں کبھی کھانا بنانا نہ پڑے، سب جانتی ہوں تمہاری یہ مسکے بازی۔"

اسکی ماں نے روٹی تو بے پروا لے لے ہوئے مذاقاً ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

قرۃ العین ہنستے ہوئے اپنی انگلیاں چاٹتے ہوئے دعا پڑھنے لگی۔

"الحمد للہ اطعمنی ہاذا۔۔ اللہ کا شکر جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا۔"

"اور اللہ میری امی کو جنت کے لذیذ کھانے کھلائیں۔"

قرۃ العین نے مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو یک دم خوش ہوتے ہوئے  
"آمین، آمین" کہہ رہی تھیں۔

اچانک ساتھ پڑا ہوا فون بجا۔ قرۃ العین نے اپنی رنگ ٹون کے طور پر قرآن کے متعلق عربی

نشید لگائی ہوئی تھی جو کہ میوزک سے بالکل پاک تھی۔

(نور فی الظلماتی) (میرے اندھیروں میں نور)

(انسی فی خلواتی) (میری تنہائی میں انسیت کا ذریعہ)

وہ اپنے اعضاء کی حتی الامکان حفاظت کرتی تھی، خصوصاً میوزک سے۔ اسکے مالک نے جو چیز حرام کر دی تھی تو وہ غلام ہو کر کیسے اسے اپنے لیے حلال کر سکتی تھی؟ حتیٰ کہ موبائل ٹون کا بھی میوزک ختم کر دیا کہ کہیں اسکے دل پر سیاہ دھبہ نہ لگ جائے، کہیں اسکے دل کا نور نہ بجھ جائے، کہیں اس کا دل سخت نہ ہو جائے یا کہیں اس کا رب اس سے ناراض نہ ہو جائے، کہیں اسکے دل میں منافقت جنم نہ لے لے (کیونکہ موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے) اسے منافقت سے ڈر لگتا تھا۔ منافقین کے انجام (جہنم کے سب سے نچلے گڑھے) سے ڈر لگتا تھا۔ وہ اپنے رب کی رضا کی خواہاں اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچا بچا کر رکھتی تھی۔

یہ فاطمہ کا فون تھا۔

"امی فاطمہ کا فون ہے۔"

یہ کہتے ہوئے قرۃ العین موبائل اٹھا کر کمرے میں چلی گئی۔

-----

"اچھا گڑیا! صبر کرو کوئی بات نہیں۔ اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی۔"

قرت اس میں کیا حکمت ہو سکتی ہے؟ ماما نے مجھے اتنا ڈانٹا، وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ بابا کو فون کر کے بتائیں گی کہ انکی بیٹی یونیورسٹی میں کیا گل کھلا رہی ہے۔ بابا کینیڈا میں بیٹھے مجھ سے کتنے خفا ہوں گے۔

قرۃ العین کے سمجھانے پر فاطمہ اب اپنے آنسو روک نہیں پارہی تھی۔ آج اسکا دل بہت ٹوٹا ہوا تھا، اسکی ماما نے اسکی بہت زیادہ بے عزتی کی تھی۔

قرت میں نے ماما کو بتایا بھی تھا کہ میں یہ سب ختم کرنے جا رہی ہوں، میں اس دلدل سے نکلنا چاہتی ہوں۔ انھیں سمجھنا چاہیئے تھا نا۔

"فاطمہ اگر تم یہ سب پہلے نہ چھپاتی تو شاید آج یہاں تک نوبت نہ آتی۔"

قرۃ العین نے رنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"قرت تم بھی مجھے بلیم کر رہی ہو؟؟ تم جانتی ہونا کہ میں واقعی ہی خود کو بدلنا چاہتی ہوں۔"

فاطمہ کو قرۃ العین سے اس بات کی امید نہیں تھی۔ قرۃ العین کی بات کافی حد تک درست بھی تھی مگر شاید اس نے غلط موقع پر کہہ دی تھی، جس پر اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہی تھی۔

"!سوری فاطمہ! میرا وہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو، تمہیں برا لگا آئی ایم ریٹلی سوری"

"مجھے واقعی تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

یہ کہتے ہوئے فاطمہ نے فون کاٹ دیا اور دوسری طرف قرۃ العین ہونٹ بھیج کر رہ گئی۔ اسے بہت شرمندگی ہو رہی تھی کہ فاطمہ جو پہلے ہی بہت ہرٹ تھی اس نے اسے مزید ہرٹ کر دیا۔

آئی ایم سوری اللہ تعالیٰ! آپ مجھے معاف کر دیں میری وجہ سے آپکے بندے کا دل مزید دکھی ہو گیا۔ آپ پلیز اسے صبر دیں، اسے سیدھا رستہ سکھائیں، اسے اپنے قریب کر لیں پلیز "اللہ تعالیٰ"

قرۃ العین دل ہی دل میں اپنے رب سے سرگوشیاں کرنے لگ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی فاطمہ جذباتی حالت میں ہے، اسے تھوڑا وقت چاہیے۔ جب جذبات ٹھنڈے ہوں گے تو وہ اسے خود منالے گی۔

-----

فاطمہ نے موبائل سائڈ پر پھینکا اور منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اندر سے کسی نے سرگوشی کی۔

تمہارا رب تمہیں قبول نہیں کرنا چاہتا اسی لیے تو یہ سب ہوا، تم تو خود کو گناہ سے بچانا چاہ رہی تھی۔ قرۃ العین نے جھوٹ کہا تھا کہ جب کوئی اسکی طرف جاتا ہے تو وہ خود آگے بڑھ کر تھامتا ہے، مگر دیکھو یہاں تو سب نے تمہیں دھتکار دیا۔

فاطمہ کے آنسو یکایک رک گئے۔

\*کیا واقعی اسکے رب نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا؟\*

\*کیا اس لیے سب نے اسے چھوڑ دیا کہ وہ بہت بری لڑکی ہے؟\*

مگر میں تو۔۔۔ میں نے تو اپنی سب سے محبوب ترین چیز قربان کرنا چاہی تھی ناں

اللہ۔۔۔ آپکے حکم پر عمل کرنے کے لیے، پھر یہ سب کیوں ہوا؟؟؟

آنسو پھر سے بہنے لگے۔

وہ دو دن سے شدید بخار میں مبتلا تھی۔ اسکی ماما کا رویہ اب قدرے بہتر تھا، انھیں احساس ہو گیا

تھا کہ اس دن انھوں نے فاطمہ کو کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا حالانکہ وہ اس سب جھنجھٹ سے نکلنا

چاہ رہی تھی۔ مگر اندر کہیں مسز ریان کو اپنی تربیت میں کمی دکھائی دینے لگی تھی۔

"فاطمہ بیٹا یہ سوپ پی لو کچھ انرجی آئے گی تو چل پھر سکو گی نا۔"

فاطمہ بیڈ پر موٹے کمبل میں لپٹی بخار سے تپ رہی تھی۔

"ماما پلیز! بالکل موڈ نہیں ہے۔ ابھی میں سونا چاہتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی فاطمہ نے مسز ریان کی طرف سے کروٹ بدل لی۔

جب بھی مسز ریان اسکے کمرے میں آتیں اور کچھ بات چیت کرتیں، وہ ہر تھوڑی دیر بعد یہی

کہتی۔

وہ بہت کمزور ہو رہی تھی، اسکی آنکھیں بھی سو جی ہوئی تھیں۔ مسز ریان سمجھ نہیں پارہی تھیں کہ زیادہ سونے کی وجہ سے ایسا ہے یا وہ روتی رہی ہے؟ وہ خاموشی سے بس دیکھتی رہتیں۔ اوکے بیٹا آپ ریٹ کرو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بلا لینا، میں آج نیچے لاؤنچ میں ہی "ہوں۔"

یہ کہہ کر مسز ریان آرام سے دروازہ بند کرتے ہوئے چلی گئیں۔ انکے جانے کے بعد وہ سیدھی ہو کر چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی۔ آنسوؤں نے پھر سے اسکی آنکھوں کو گرمادیا، کچھ تھا جو اسکے دل کو بے چین کر رہا تھا۔ سفیان کی یاد؟ یا کچھ اور؟ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی، اس کیفیت میں اسکا سانس لینا محال ہو رہا تھا۔ وہ دو دن سے نہ یونیورسٹی گئی تھی اور نہ ہی اس نے اپنا موبائل آن کیا تھا۔ وہ فی الحال کسی سے بھی رابطہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نجانے کیوں رات کے آٹھ بج رہے تھے، روتے روتے اسکی آنکھ لگ گئی۔

-----

آسمان سے لٹکتی وہ مضبوط رسی نیچے فضا میں معلق تھی۔ وہ خود ایک گہری کھائی میں کھڑی تھی جسکے کنارے بہت بلند تھے، وہ اس گھپ اندھیرے میں کھائی کے صرف کنارے ہی دیکھ پا رہی تھی۔ رسی کا لٹکتا ہوا سرا اس کے قد سے کچھ بلند تھا، وہ بار بار اچھل کر اس کنارے کو پکڑنے

کی کوشش کر رہی تھی۔ اسکے پاس اس کھائی سے نکلنے کا اور کوئی رستہ نہ تھا۔ اسے اس وحشت بھرے ماحول سے نکلنا تھا، اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ آس پاس سے بہت ڈراؤنی آوازیں اور چمگاڑیں اڑ رہی تھیں۔ اسے جلد از جلد خود کو بچا کر وہاں سے نکلنا تھا۔ اچانک اسکی نظر پاس پڑے ایک چمکتے ہوئے پتھر پر پڑی، وہ فوراً اسے اس بھاری پتھر کو مشقت سے اٹھا کر لائی اور اس پر چڑھ کر اچھل کر رسی تھام لی۔ رسی کو تھامنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ اسکا دوسرا سرا بہت مضبوطی سے آسمان میں جما ہوا ہے۔ اسے قدرے حوصلہ ہوا اور وہ اپنی پوری طاقت لگا کر رسی کے ذریعے اوپر جانے لگی۔

کچھ دیر میں اسے احساس بھی نہ ہوا کہ وہ کھائی سے کب کی نکل چکی ہے۔ اس نے نیچے دیکھا مگر یہ کیا؟ نیچے تو اب کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ صرف گھپ اندھیرا تھا۔ ایک دم سے اسکا دل ڈوبا کہ اگر رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی تو وہ نہیں بچے گی۔ اسکا سانس پھول چکا تھا، ہاتھوں میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی، جسم پسینے میں شرابور تھا، دھڑکن بھی غیر معمولی تھی۔ آس پاس وہی چمگاڑیں گھوم رہی تھیں، انکی آوازیں اسے مزید ڈرا رہی تھیں۔ اس نے نظر اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا جہاں سے رسی لٹک رہی تھی۔ آسمان سفید رنگ کا تھا۔ عجیب منظر تھا، نیچے ہر طرف گھپ سیاہ اندھیرا اور اوپر سفید آسمان۔



جیسے جیسے وہ زور لگا کر اوپر کی طرف کھسک رہی تھی ویسے ویسے آسمان پر دو چمکدار الفاظ نمودار ہوتے جا رہے تھے۔ ابھی وہ اتنے دھندلے تھے کہ صحیح سے پڑھے نہیں جا رہے تھے۔ اس نے اپنی پوری طاقت جمع کی اور رسی کو تھامتے ہوئے مزید اوپر کی طرف ہوئی۔ الفاظ کچھ واضح ہونے لگے تھے، یہ شاید عربی کے الفاظ تھے یا شاید قرآن؟ ان الفاظ سے پھوٹے نور سے اسکی آنکھیں چندھیانے لگیں۔ اس نے غور کرتے ہوئے پڑھنا چاہا لیکن سمجھ نہیں آیا۔ کچھ تھا ان الفاظ میں جو اندر سے اسکو اپنی کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اسکا دل، اسکی روح یا پتہ نہیں جو بھی تھا۔ مگر ان الفاظ کو دیکھ دیکھ کر اسے عجیب سا حوصلہ محسوس ہو رہا تھا۔ کیا لکھا ہو گا؟ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک چمکاڑا اسے آکر زور سے ٹکڑائی اور یکایک اسکی چیخ نکلی اور ساتھ ہی آنکھ "کھل گئی۔"

وہ یک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔ فاطمہ کا سانس بہت پھولا ہوا تھا۔ اوہ یہ خواب تھا!! اس کا جسم اب کافی ٹھنڈا تھا، بخار اتر چکا تھا۔ اس نے گھڑی کی طرف نگاہ دوڑائی، یہ 3:40 تھے۔

"اوہ!! آج پھر سے اتنا عجیب خواب؟ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟"

اس نے سائنڈ ٹیبل پر رکھا پانی پیا اور دوبارہ بستر پر لیٹ کر سونے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

-----

"فاطمہ؟ اٹھو بیٹا تمھاری کوئی فرینڈ آئی ہے یونیورسٹی سے۔"

صبح کے ساڑھے گیارہ بجے مسز ریان نے فاطمہ کو آکر اٹھایا۔

فاطمہ نے آنکھیں مسلتے ہوئے گھڑی دیکھی تو حیران رہ گئی۔ اسے یاد تھا کہ صبح 5 بجے تک وہ "جاگتی رہی ہے مگر اب اتنا لیٹ اٹھی؟"

"مجھ سے ملنے؟؟؟"

مسز ریان اب فاطمہ کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ لگا کر اس کا بخار دیکھ رہی تھیں۔

شکر ہے اب کافی کم ہو گیا ہے بخار۔ ہاں تم سے ملنے آئی ہے شاید تمہارا موبائل آف ہے "کانٹیکٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ پریشان ہو کر ادھر ملنے آگئی۔

"جی ماما! علینہ ہوگی۔ آپ اسے یہاں لے آئیں میں فریش ہو جاؤں۔"

یہ کہتے ہی فاطمہ واش روم میں چلی گئی۔

فریش ہونے کے بعد وہ جب روم میں آئی تو سیاہ عبایا اور سکارف میں وہ پیٹھ پھیرے بیٹھی کچھ پڑھنے میں مصروف تھی۔

"السلام علیکم ورحمت اللہ! کیسی ہو فاطمہ؟؟ کتنی کمزور ہو گئی ہو دو دنوں میں؟؟" "قرت تم؟؟؟"

فاطمہ کی آواز سنتے ہی قرۃ العین نے مڑ کر دیکھا اور اسکی طرف لپک کر اسے گلے سے لگا لیا۔

میں اتنی پریشان ہو گئی تھی، تم نے نمبر بھی آف کر رکھا تھا، یونی سے بھی آف۔ سب خیریت " ہے فاطمہ؟

اب وہ اسے خود سے جدا کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

فاطمہ کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کہے؟

اسے کچھ شرمندگی بھی تھی کہ لاسٹ ٹائم اس نے قرت سے کیسے بات کی تھی، کیسے غصے میں اسکا فون کاٹ دیا تھا اور اسکے بعد سے فون بند رکھا تھا۔

"ہاں بس طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

فاطمہ نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ قرۃ العین کو اسکے دل میں اٹھنے والی شرمندگی کے جذبات کی ہوا بھی لگے۔ اسے اپنی انا بہت پیاری تھی۔

"ادھر بیٹھو، مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟"

قرۃ العین اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے خود گھٹنوں کے بل اسکے آگے بیٹھ گئی۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنا چاہ رہی تھی مگر فاطمہ مسلسل اس سے نظریں ملانے سے گریز کر رہی تھی۔

فاطمہ! ادھر دیکھو میری طرف، مجھے بتاؤ کیا چیز تمہیں ڈسٹرب کر رہی ہے اتنا؟ تم جتنا بھی

"مجھ سے اپنے جذبات چھپانے کی کوشش کرو مجھے محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی توبت ہے۔"

اس نے فاطمہ کی ٹھوڑی کے نیچے انگلیاں رکھتے ہوئے اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

کتنے پیارے اور انمول ہوتے ہیں نا ایسے لوگ، جن کا آپ سے کوئی خون کا رشتہ نہیں ہوتا مگر وہ آپکے کچھ کہے بغیر، آپکے چہرے کے بدلتے رنگ سے، آپکی آنکھوں میں ٹھہری نمی سے، آپکی مسکراہٹ میں چھپے پھیکے پن سے آپکے دل کی حالت پہچان لیتے ہیں۔ یہ محبت ہی تو ہوتی ہے ناجو دل کو دل سے جوڑ دیتی ہے کہ سامنے والے سے نکلنے والی وابز آپکو بتا دیتی ہیں کہ کچھ تو گڑبڑ ہے۔ فاطمہ خوش قسمت تھی کہ اللہ نے اسے اپنی اتنی پیاری بندی دی تھی۔ ایک لمحے کے لیے اسے اللہ پر بہت پیار آیا کہ بن مانگے اسے قرت جیسی دوست دی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو نکلا اور اسکے گال پر پھسل گیا۔

"اوہ فاطمہ!! پلیز کچھ تو بتاؤ۔"

اسکے آنسو دیکھتے ہی قرۃ العین نے جھٹ سے اٹھ کر اسے گلے سے لگالیا۔

-----

"ہمم!! رسی۔۔ بہت گہرے خواب ہیں یہ تو فاطمہ۔"

"مگر مجھے یاد نہیں کہ آسمان پر وہ دو چمکتے ہوئے الفاظ کیا تھے۔"

فاطمہ نے قرۃ العین کو اپنا خواب سناتے ہوئے کہا۔

فاطمہ جب میں قرآن سیکھ رہی تھی ناتب مجھے بہت شوق تھا خوابوں کی تعبیر کا علم حاصل کرنے کا۔ ہمارے مدرسے میں ایک عالم تھے، میں ان سے اکثر اس علم کے بارے میں پوچھتی رہتی تھی اور الحمد للہ ان سے کافی کچھ سیکھا بھی ہے۔

"پھر تمہیں کیا لگتا ہے ان خوابوں کی تعبیر کیا ہوگی؟"

"جہاں تک مجھے لگتا ہے ان میں تمہارے لیے کوئی پیغام ہے۔"

قرۃ العین نے فاطمہ کے استفسار کرنے پر اسے بتایا۔

"یعنی؟"

یعنی پہلے خواب میں تم اندھیرے میں گرتی جا رہی تھی، وہ اندھیرا گناہوں اور جہالت کا ہے۔"

اور جہاں تک مجھے یاد ہے یہ وہ وقت تھا جب تم سفیان کے ساتھ انوالو تھی۔ مگر یک دم تمہیں محسوس ہوا کہ تم ایک پُر نور سی زمین پر گری ہو۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ تمہاری اس گناہ سے جان چھوٹ جائے گی۔ تمہارے دل کا نور بحال ہو گا اور الحمد للہ تم نے سفیان کو چھوڑ دیا۔ تمہیں

"اس گناہ کا احساس بھی ہوا اور تم اللہ کے بھی قریب ہوئی، ایسا ہی ہے نا؟"

"بالکل ایسا ہی ہے۔"

فاطمہ قرۃ العین کی ساری باتیں نہایت غور سے اور حیرانی سے سن رہی تھی۔

مگر اب جو رات تم نے خواب دیکھا ہے، تم نے خود کو ایک سیاہ اندھیری کھائی میں پایا ہے یعنی "تم ابھی مکمل طور پر آزاد نہیں ہوئی۔"

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ کہ اندھیرا ابھی بھی اندر کہیں موجود ہے، یہ اندھیرا تمہیں دوبارہ سے اس گناہ کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ وہ ارد گرد کی چمگادڑیں مختلف فتنے ہیں جن سے خود کو بچانا اس کھائی میں بہت مشکل ہے۔

سچ کہوں قرت! میرا دل بہت بے چین ہوتا ہے سفیان کی یاد سے۔ تمہارے کہنے پر میں نے "اس دن اسکے سارے آثار ختم تو کر دیئے، اپنے موبائل کو بھی بند رکھا کہ شاید میرے دل کو قرار آجائے۔ مگر دیکھو میری کیا حالت ہو گئی؟ میری نمازیں بھی چھوٹ گئیں، میرے دل کی بے چینی مجھے کچھ کرنے نہیں دیتی، میرا دل بار بار اسکی طرف مائل ہوتا ہے۔"

فاطمہ کی آواز کی کپکپاہٹ واضح محسوس ہو رہی تھی۔

چندا! اسی لیے تو اللہ نے تمہیں اس خواب میں اس سب سے نجات کا رستہ بتایا ہے، جو "تمہاری بے چینی کو سکون میں بدل دے گا، تمہارے دل کو اس سے بے نیاز کر دے گا۔ قرۃ العین نے فاطمہ کا ہاتھ زور سے تھامتے ہوئے اسے کہا۔

وہ اسکا درد سمجھ رہی تھی، اسکے ہاتھ میں ہوتا تو اسکی بے چینی کو اسکے دل سے نکال کر پھینک دیتی۔ مگر دل تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں نا، انسان تو بس دعا کر سکتا ہے۔ وہ بھی یہی کر رہی تھی۔

"خواب میں کونسا نجات کا رستہ بتایا اللہ نے؟"  
فاطمہ نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
"رسی۔۔"

قرۃ العین نے گہری سوچ میں بے اختیار خود کو یہ کہتے ہوئے سنا۔  
شہریار کا موبائل بجا، وہ اپنا بک سٹور بند کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ یہ رات کے 12:30 کا وقت تھا، موبائل کو بجاتا دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی مگر ساتھ میں دل بھی دھڑکا۔  
"کیا؟؟ کب؟؟"

یہ اسکی بہن نائلہ کا فون تھا۔ اسکے خدشات درست ثابت ہوئے تھے، اسکی ماں کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔

"میں بس آرہا ہوں تم پریشان مت ہو، بس نکل رہا ہوں۔"  
شہریار نے فون بند کرتے ہی اپنا بک سٹور بند کیا اور فوراً سے گھر کی طرف روانہ ہوا۔  
وہ بانک بہت تیزی سے چلا رہا تھا۔

بیٹا کھانا کھالے، اپنا خیال رکھا کر جب نہیں رہوں گی نا پھر تجھے کوئی یہ سب کہنے والا بھی نہیں) ہو گا۔

اماں ایسے مت کہیں میری زوجہ محترمہ تو ہوں گی نا۔ لقمے بنا بنا کر اپنے گورے گورے "ہاتھوں سے کھلایا کریں گی۔" اسکی ماں نے قہقہہ لگایا تھا، وہ ہمیشہ ایسے ہی اپنی ماں کو ہنسا دیا کرتا تھا)

ماں کی آواز کانوں میں گونجی، آنکھوں کے سامنے کا منظر دھندلا گیا۔  
پیچھے سے ہارن کی آواز سے یک دم خود کو سنبھالا۔  
گھر کے باہر ایمبولینس کھڑی ہوئی تھی، دھڑکن مزید تیز ہو گئی۔  
"!!یا اللہ خیر"

شہر یار دل میں ہی دعائیں مانگتا ہوا بھاگ کر ایمبولینس میں بیٹھ گیا۔ اندر پہلے سے ہی نائلہ بیٹھی تھی، ساتھ والے اثر ف چچا نے ایمبولینس بلوادی تھی۔ ماں بے ہوش تھی۔  
نائلہ شہر یار کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ کر رونے لگی۔  
اسے اپنے کپڑوں کا کوئی ہوش نہیں تھا، وہ پریشانی میں ایسے ہی نکل آئی تھی۔



شہر یار اسے چپ کر داتے ہوئے اسکا دوپٹہ اسکے سر پر اوڑھار ہاتھ تھا۔ سامنے بیٹھا ہوا ایمو لینس والا جسکے ہاتھ اسکی ماں کو آکسیجن دینے میں مصروف تھے مگر عجیب نظروں سے نائلہ کو دیکھ رہا تھا، جنکو شہر یار نے بخوبی محسوس کر کے ناگواری کے باوجود نظر انداز کیا تھا۔

کافی سیریس اٹیک تھا، شاید انھوں نے کوئی ٹینشن لی ہے۔ بہر حال انھیں کچھ دن تک یہیں "ایڈمٹ کرنا پڑے گا۔"

ڈاکٹر نے شہر یار کو ساری صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا۔  
 "ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں، مگر وہ ٹھیک ہو جائیں گی ناسر؟"  
 شہر یار تڑپ کر بولا تھا۔

"!بیٹے ہم بس اپنی کوشش کر سکتے ہیں، باقی جو رب کائنات کو منظور۔ آپ دعائیں کریں"  
 ڈاکٹر نے اسکے شانے کو تھپکتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر کی بات سن کر شہر یار نے اثبات میں سر ہلایا اور ہاسپٹل سے باہر نکل کر مسجد کی طرف رخ کیا۔

"رسی؟؟؟ اس کا کیا مطلب ہوا بھلا؟"

فاطمہ نے حیرت سے پوچھا۔

تم جانتی ہو اللہ نے اس کتاب "قرآن" کو رسی کہا ہے۔ یہی ہے تمہاری رسی جو تمہیں زمین "کی وحشتوں سے بچا کر آسمان والے سے جوڑے گی۔

فاطمہ کو یاد آیا کہ اس نے بچپن میں اسلامیات کے سلیبس میں وہ آیت پڑھی تھی جس کا ترجمہ تھا کہ

\*"سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔"

یہ آیت پیپر میں لکھنے کے لیے تو یاد کر لی تھی مگر کبھی سوچنا گوارا نہیں کیا تھا کہ قرآن کو اللہ کی رسی کیوں کہا گیا؟ شاید وہ سوال آج کے دن کے لیے ہی اس وقت نہیں سوچا تھا۔

"قرت قرآن کو اللہ نے رسی کیوں کہا ہے؟"

اللہ نے صرف رسی نہیں بلکہ "اپنی رسی" کہا ہے، تم اسے انسانوں کی بنائی ہوئی کچی رسیوں کی طرح نہ سمجھنا۔ یہ جس کی رسی ہے اسکی مضبوطی کا اندازہ میں اور تم کہاں لگا سکتے ہیں؟ خیر اس کے بارے میں حدیث میں بتایا گیا ہے کہ

بے شک یہ قرآن ایک رسی ہے، اسکا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ "تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اسکو مضبوطی سے پکڑے رکھو کیونکہ اسکے بعد تم ہرگز گمراہ اور ہلاک (نہیں ہو سکتے) صحیح ابن حبان: 122

"اسکو تھامنے کے بعد انسان ڈائریکٹ رب سے جڑ جاتا ہے، اس سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔  
 "اور اگر خواب میں، میں وہ رسی چھوڑ دیتی تو کھائی میں دوبارہ گر جاتی؟"  
 بالکل! اسے مضبوطی سے نہ پکڑا جائے تو انسان پھر گمراہی کی گہری کھائیوں میں گرنا چلا جاتا ہے۔"

فاطمہ پر نئی سے نئی بات کھلتی جا رہی تھی، اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے پہلے کیوں نہ قرت سے دوستی کر لی؟ مگر ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، کچھ خاص لوگوں سے ملنے کا بھی، کچھ عام لوگوں سے جدائی کا بھی، اسی طرح بعض سوالوں کا بھی۔ مگر یہ سب وقت کی لگائی ٹھوکر کے بعد سمجھ آتا ہے، شعور کو بیدار کرنے میں یہ ٹھوکریں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سچ ہے کہ یہ بڑی نعمت ہوتی ہیں، لگنے والے کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ عقل کے بند دروازے بھی کھول دیتی ہیں۔ انسان اگر خوشی سے رب کی طرف نہ آئے تو اسے ٹھوکر کھا کر مجبوراً آنا پڑتا ہے۔ وہ بھی اب اس رستے پر آنے لگی تھی، یا شاید لایا جا رہا تھا۔ مگر اسے خوشی سے اپنے رب کی طرف آنا تھا، مجبوری سے نہیں

فاطمہ اب کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ بیمار ہونے کی وجہ سے اسے ایک ہفتہ مزید یونیورسٹی سے آف لینا پڑا مگر قرۃ العین سے ملنے کا یہ فائدہ ضرور ہوا تھا کہ اب وہ جس بھی حال میں ہوتی نماز نہیں چھوڑتی تھی، خواہ لیٹ کر پڑھنی پڑ جائے۔ قرآن کا بھی ایک رکوع روزانہ ترجمے سے

پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ مگر ابھی تک اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس سے ہدایت کیسے لینا ہے؟ اسے لگتا تھا کہ وہ ترجمہ محض ریڈ کر رہی ہے، اس لیے ایک خلش تھی جو رہ جاتی تھی۔ وہ اکثر لیٹے لیٹے اللہ کے متعلق سوچ کر آنسو بہانے لگتی۔ انسان جب باہر کی دنیا سے بے زار ہو کر تھک جاتا ہے نا پھر اسکی روح اسے اپنے خالق کی طرف کھینچتی ہے، تب اندر ایک بے چینی سی لگ جاتی ہے کہ انسان کسی طرح اس رب کے قریب ہو جائے۔ پھر اسے کہیں اور سکون نہیں ملتا۔ مگر بہت سے لوگ خود کو اس دھوکے کی دنیا سے بے زار نہیں ہونے دیتے۔ ہر وقت خود کو انٹر ٹینمنٹ میں مشغول رکھتے ہیں۔ ایک سے نکلے تو دوسرے میں، بس ہر چیز میں مشغول اور بس مشغول۔ کبھی شاپنگ، کبھی پارٹیز، کبھی پکنکس، تو کبھی انٹرنیٹ پر آوارہ گردی، غرض شیطان نے ڈھیروں رستے سمجھا دیئے انسان کو کہ بس کسی طرح وہ اپنے اندر کی آواز سے، روح کی بے چینی سے غافل ہو کر اسکی طرف توجہ ہی نہ کرے اور اب تو ایسا ہی ہو رہا تھا کہ انسان چلتی پھرتی لاش بن چکا تھا، جس جسم کو مٹی میں مل جانا تھا اسے سنوارنے بنانے میں لگا تھا اور جس روح نے رب کے پاس جانا تھا وہ خواہ کتنی ہی گندی ہو، اسکی پرواہ نہیں تھی۔

-----

آج فاطمہ اتنے دنوں بعد یونیورسٹی گئی تھی، اس سارے عرصے میں اسکا موبائل آف رہا تھا۔  
 "کہاں غائب تھی فاطمی؟"

"یار بندہ کانٹیکٹ کر کے انفارم ہی کر دیتا ہے؟"

"فاطمہ کتنی چیخ لگ رہی ہو اور کمزور بھی، سب خیریت ہے؟"

"(کہیں شادی وادی تو نہیں کروالی) (قہقہہ)"

"اعتکاف میں بیٹھی تھی کیا جو اتنی بڑی چادر لپیٹ کر آئی ہو؟"

نئے دوستوں (قرت کی طرف آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے) کا اثر ہونے لگ گیا ہے تم پر تو"

((قہقہہ))

غرض کتنے ہی سوال اور کمنٹس تھے جو اسکی دوستوں اور کلاس فیلوز نے کیے تھے۔ وہ زچ ہو گئی تھی۔ بیمار ویسے بھی اپنی بیماری سے تنگ ہوتا ہے، لوگوں کو مزید سوال کر کے اسے اذیت نہیں دینی چاہیے۔

وہ آج بڑی چادر میں خود کو لپیٹ کر آئی تھی، معلوم نہیں اندر کیا بدل رہا تھا؟ مگر اب اسکا دل کرتا تھا کہ وہ سب سے چھپ سی جائے اور یہ اسکی پہلی کوشش تھی۔ مگر دوستوں کے کمنٹس سن کر اسکی برداشت ختم ہو رہی تھی۔

جب میں نے کبھی انکی ڈریسنگ پر یا انکی فرینڈشپ پر بات نہیں کی تو انکی ہمت کیسے ہوئی؟"

"انھیں بھی کوئی حق نہیں پہنچتا مجھ پر ایسے طنز کرنے کا۔"

اس نے نہایت غصے میں قرۃ العین سے کہا جو اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اچھا چھوڑو نا، دیکھو تم نے اللہ کے لیے خود کو ڈھانپا ہے نا؟ اب اللہ کے لیے اگنور بھی کرو"

"میری جان۔

اس نے فاطمہ کے نرم گلابی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر نرمی سے دباتے ہوئے کہا۔

میرا دل کر رہا ہے ابھی جا کر انکا منہ توڑ دوں، سمجھتی کیا ہیں اپنے آپکو؟؟ اس وقت پتہ نہیں"

"میں نے کیسے ضبط کر لیا تھا۔

فاطمہ کا چہرہ غصے سے تلملارہا تھا۔ اسے حیرت بھی تھی کہ قرۃ العین کیسے اتنے عرصے سے ان سب کی باتیں برداشت کر لیتی تھی؟

"تمہیں غصہ نہیں آتا انکی باتوں پر؟"

"غصہ تو نہیں، مگر دل ضرور دکھتا ہے۔"

"پھر تم کیسے خاموش رہ لیتی ہو؟"

"اللہ تھام لیتے ہیں نا پھر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔"

"کبھی کبھی مجھے تمہاری باتیں سمجھ نہیں آتیں قرت۔"

اس نے منہ بنا کر کہا تھا۔

قرۃ العین ہنس پڑی۔

"اچھا رکو! تمہیں دکھاتی ہوں اللہ کیسے سنبھالتے ہیں مجھے۔"

اس نے اپنے بیگ سے چھوٹا سا قرآن نکالا جو ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتا تھا، فاطمہ اسے دیکھ کر ایک دم ٹھٹکی۔

"یہ کیا کرنے لگی ہو؟"

"تم بہتر جانتی ہو، تمہیں سمجھانے کا اسکے علاوہ کوئی اور طریقہ نظر نہیں آتا مجھے۔"

قرۃ العین نے مسکرا کر کہا اور قرآن کھولنے لگی۔

"تم اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی ہو؟"

"اسکے بغیر گزارہ نہیں میرا۔"

فاطمہ کے سوال پر قرۃ العین نے کھلے ہوئے قرآن کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا چلو دیکھتے ہیں آج کونسی تسلی ملتی ہے میری دوست کے لیے؟"

قرۃ العین کی اس بات پر فاطمہ کا دل ایک دم دھڑکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اب اسے یقیناً کوئی نا

کوئی جواب ملے گا۔ آخر کار اتنے عرصے بعد اسے قرآن سے جواب ملنا تھا۔ اسے اچانک سے

اپنے دل میں قرآن کے لیے محبت محسوس ہونے لگی۔

"تو جناب نے ہمیں چھوڑ کر نئے دوست بنائے ہیں؟"

سفیان نے اچانک سے فاطمہ کے پیچھے سے آکر اسکے کان میں سرگوشی کی جبکہ وہ لائبریری میں بک شلف کے پاس کھڑی بک دیکھ رہی تھی۔

اسے اچانک سے جھٹکا لگا، اس نے دو قدم پیچھے ہٹ کر مڑ کر اسے دیکھا۔ اسے بالکل امید نہیں تھی کہ سفیان سے اسکی ایسے ملاقات ہو سکتی ہے۔ اب تک وہ اسے مکمل انور ہی کرتی آئی تھی، اس دن آخری میسج کرنے کے بعد قرت العین کے کہنے پر اس نے سفیان کو ہر جگہ سے بلاک کر دیا تھا۔

میں آئندہ تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔ بہتر ہے تم اپنی زندگی جیو اور میں اپنی اور پلیز " آئندہ مجھ سے ملنے یا رابطہ کرنے کی بالکل کوشش مت کرنا۔ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں " رہا۔

یہ سفیان کو ملنے والا فاطمہ کا آخری میسج تھا۔ فاطمہ جانتی نہیں تھی وہ کس انسان سے الجھ بیٹھی ہے۔

"ہاں تو تم نے کیا کہا تھا کہ تمہیں مجھ میں کوئی انٹرسٹ نہیں رہا؟؟؟"

سفیان شیطانی ہنسی ہنسا تھا، فاطمہ کا دل یک دم تیز دھڑکنے لگا۔



یاد رکھنا! تمہارا بہت کچھ ہے میرے پاس۔۔ بہت کچھ۔۔ پکس بھی!! تمہیں لگتا ہے کہ اتنی "  
(آسانی سے مجھ سے جان چھڑوا لو گی؟؟)" (قہقہہ  
"!! سفیان پلیز ایسا کچھ مت کرنا"

مجھے تم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے مس فاطمہ ریان۔ میں تمہیں ایسے چھوڑنے والا "  
"نہیں، دوبارہ سوچ لو تمہیں ٹائم دیتا ہوں۔

یہ کہتے ہی سفیان مڑا اور تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا لائبریری سے نکل گیا۔  
فاطمہ کا وجود پسینے میں ڈوبا کانپ رہا تھا، سانس پھول چکا تھا، ہاتھ پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے ہو  
چکے تھے۔

وہ پردہ نہیں کرتی تھی لیکن عزت اسے بھی پیاری تھی۔ اسکی پکس کے ساتھ کچھ بھی کیا جاسکتا  
تھا۔

کیا اس گناہِ عظیم کی سزا اسے ملنے والی تھی؟؟ مگر وہ تو توبہ کر چکی تھی؟ وہ تو پلٹنا چاہتی تھی پھر  
کیوں اسکا گناہ گار ماضی اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا؟ کیا اللہ نے اسے معاف نہیں کیا تھا؟؟  
اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ لڑکھڑا گئی۔

شہریار کی امی کی طبیعت کافی حد تک سنبھلنے لگی تھی مگر ڈاکٹر نے ابھی بھی گھر جانے کی اجازت  
نہ دی تھی۔ انھوں نے نائلہ کی ٹینشن لی تھی، اسکے سسرال والوں نے بھاری بھر کم جہیز کا

مطالبہ کیا تھا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اس گھر میں صرف ایک شہریار کمانے والا ہے جسکی بدولت گھر کے اور انکی پڑھائی کے اخراجات مکمل ہو رہے ہیں۔

اماں میں کہہ رہا ہوں آپ انکار کر دیں، جنکی بھوک مال ہو وہ کہاں کسی کی بیٹی کو عزت دے " سکتے ہیں؟ ہماری بہن کوئی گری پڑی چیز تو نہیں ہے کہ اسکے لیے رشتوں کی کمی ہو۔

یہ بات شہریار نے ماں کو ہارٹ اٹیک آنے سے چند دن پہلے کہی تھی۔ کیسے کر دیتیں وہ رشتہ ختم؟ اتنی مشکل سے تو پڑھا لکھا گھر انہ ملا تھا مگر اب انکی ڈیمانڈز سے اس غریب ماں کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

"انکار کر دیا تو اس عمر میں اور کہاں سے رشتہ ڈھونڈتی پھروں گی؟"

"کاش نائلہ کے ابو زندہ ہوتے تو یہ حالات نہ دیکھنے پڑتے۔"

"نائلہ کتنی خوش ہے اگر اسے بتا دیا تو اس معصوم کے سارے ارمان مرجائیں گے۔"

کتنے ہی خیالات تھے جنہوں نے چند دنوں میں اسکی ماں کے بال سفید کر دیئے تھے، چہرے کی جھریاں بڑھادی تھیں۔ کاش کہ لوگ ایسے مطالبہ کرتے ہوئے اپنی بچیوں کو انکی جگہ رکھ کر بھی سوچ لیتے۔ صرف دکھاوے، نمائش کے لیے کہ بہو اتنا سامان لائی ہے۔ اس ہوس نے پیار بھرے رشتے کاٹ ڈالے تھے، دلوں میں دراڑیں ڈال دی تھیں، نئے رشتے بننے سے پہلے ہی توڑ دیئے تھے۔

یہ رشتہ بھی بننے سے پہلے ہی "ٹوٹ" گیا تھا۔ یہ خیرانکے لیے بہت بھاری تھی۔ نائلہ اس دن خاموشی سے کام کرتی رہی تھی۔ ماں بیٹی کی آنکھوں کی سوجن اور سرخ ناک سے چہرے پر لکھا دکھ سہہ نہیں پار ہی تھی۔ اکلوتی بیٹی تھی اور یہ رشتہ اسے بھی پسند تھا۔

"امی جی آپ پریشان نہ ہوں، شاید زکام ہو گیا ہے۔"

"امی اللہ کی حکمت ہو گی نا، ان سے بہتر لوگ مل جائیں گے۔"

سارا دن مختلف جملوں سے وہ اپنی ماں کو تسلیاں دیتی رہی مگر ماں تو ماں ہوتی ہے، اولاد کا درد کہاں برداشت کر پاتی ہے؟

اور اچانک۔۔ اسی رات ہارٹ اٹیک ہو گیا۔

-----

اچھا ہوتا اگر تم پیدا ہونے سے پہلے ہی مر جاتی، کم از کم ہماری ناک تو نہ کٹواتی۔ کیا جواب "

"دوں گی تمہارے باپ اور بھائیوں کو؟ کہ اکلوتی بیٹی کے یہ کرتوت ہیں؟؟

مسز ریان فاطمہ کو کوستے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

سفیان نے فاطمہ کی پکس مختلف لڑکوں (جنہیں اس نے کبھی دیکھا بھی نہ ہوگا) کے ساتھ قابل

اعتراض حالت میں ایڈٹنگ کر کے فاطمہ کے والدین اور دونوں بھائیوں کے فیسبک اکاؤنٹ

پر بھیج دی تھیں۔

وہ ایڈ ٹنگ بہت مہارت سے کی گئی تھی جس سے وہ بالکل اصل لگ رہی تھیں۔ نہایت ہی بے ہودہ اور قابل اعتراض پوز دکھائے گئے تھے۔

مسز ریان نے سفیان کے ساتھ ریلیشن شپ پر پہلے ہی خوب ڈانٹا تھا مگر اب اس طرح کے حالات؟

یہ بات انکی پوری فیملی کے سر پر پہاڑ کی طرح گری تھی۔

ماما پلیز میرا یقین کریں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا تھا اسی لیے وہ مجھ سے دشمنی نکال رہا ہے۔ یہ "پکس اصل نہیں ہیں۔"

فاطمہ مسز ریان کے گھٹنے پکڑ کر فرش پر بیٹھی روتے ہوئے سماجت کر رہی تھی۔

میں کیسے یقین کر لوں فاطمہ؟ اس دن اپنی آنکھوں سے وہ گفٹس دیکھے میں نے۔ میں نے "تمہیں اس لیے تو اتنی آزادی نہیں دی تھی کہ تم یہ کام کرتی پھر؟"

"ماما مجھ سے غلطی ہوئی میں نے اس سے دوستی کی۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

مجھے تو تمہارے بابا کی فکر ہو رہی ہے، جیتے جی مار ڈالا تم نے فاطمہ!! اپنے نام کا ہی کچھ پاس رکھ "لیتی۔"

"ماما وہ سب جھوٹ ہے، میرا یقین کریں۔ میں نے تو کبھی ان لڑکوں کو دیکھا بھی نہیں۔" وہ سسکیوں سے رو دی تھی۔

میری نظروں سے دور ہو جاؤ فاطمہ! وہ تصویریں دیکھ کر تو مجھے خود پر گھن آرہی ہے کہ کیسی "!! اولاد کو جنم دیا میں نے

مسزریان نے نہایت توہین آمیز لہجے میں فاطمہ کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔  
وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے ماں کے اس لہجے کو دیکھتی رہی۔

"جیتے جی مار ڈالا تم نے فاطمہ۔"

"اپنے نام کا ہی کچھ پاس رکھ لیتی۔"

"اچھا ہوتا اگر تم پیدا ہونے سے پہلے مر جاتی۔"

"وہ تصویریں دیکھ کر مجھے خود پر گھن آرہی ہے کہ کیسی اولاد کو جنم دیا میں نے۔"

مسزریان کے یہ الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔ سر میں درد کی ایک شدید لہر دوڑی، وہ لڑکھڑاتے ہوئے کھڑی ہوئی اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

اور دروازہ بند کر کے اسکے ساتھ پشت لگا کر نیچے بیٹھ گئی۔ چہرے کو دونوں ہاتھوں سے چھپا کر  
سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

کیا کر دیا سفیان تم نے؟

میری زندگی برباد کر دی۔

کاش میں نے تم سے دوستی نہ کی ہوتی۔

کاش میں نے تمہیں اپنی پکس نہ بھیجی ہوتیں۔

!! میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی

وہ روتے ہوئے خود سے کہے جا رہی تھی۔

"بابا، بھائی۔۔ کیسے سامنا کروں گی انکا؟؟ کیسے بتاؤں گی انکو کہ یہ سب سچ نہیں ہے؟؟"

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

اسے اس وقت اس گناہ کی شدت کا احساس ہو رہا تھا۔ کاش کہ وہ پہلے جان جاتی کہ یہ نامحرم سے

دوستیاں کرنا کتنا بڑا خسارہ ہے۔

اسکا دل کر رہا تھا کہ چیخ چیخ کر ہر لڑکی کو بتائے کہ وہ اتنی حقیر نہیں ہے کہ ایک نامحرم سے

تعریف کی خاطر اسے اپنی تصویریں دے کر یا اس سے مل کر اپنی عزت کا جنازہ نکلواتی

پھرے۔

کاش کہ یہ نازک لڑکیاں کچی عمر کے جذباتی پن کو کنٹرول کرنا سیکھ لیں، ورنہ یہ غلطیاں انسان

کی پوری زندگی کیسے برباد کر دیتی ہیں۔

کاش کہ وہ جان لیں کہ جس مرد نے بیوی بنانا ہوتا ہے وہ شادی سے پہلے ہوس پوری نہیں

کرتا۔

کاش کہ وہ جان لیں کہ اللہ نے انہیں کتنا قیمتی بنایا ہے۔ صاف ستھرا پاکیزہ۔۔۔ سیپ میں بند موتی کی طرح، جو ہر ایک کو دکھانے کے لائق نہیں ہوتا۔

کیوں کیا میرے ساتھ آپ نے ایسے؟؟ میں تو توبہ کر رہی تھی نا؟ قرت آپ کی پیاری بندی ہے، اس نے کہا تھا کہ آپ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں، پھر ایسا کیوں ہو امیرے ساتھ اللہ؟؟

فاطمہ شدید جذبات میں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی گویا گھٹی گھٹی آواز میں چیخ کر اس مالک سے شکوہ کر رہی ہو۔ ایک غلام۔۔ مالک سے سوال کر رہا تھا۔ آنکھوں سے سیلاب رواں تھے، حلق جیسے بند ہو رہا تھا، آنکھوں میں شدید جلن ہو رہی تھی۔

"تم کیسے اتنا صبر کر لیتی ہو؟"

"مجھے اللہ تھا متے ہیں۔"

"مجھے کبھی کبھی تمہاری باتوں کی سمجھ نہیں آتی قرت۔"

"اچھا چلو میں تمہیں دکھاتی ہوں۔"

اچانک اسکے ذہن میں وہ اس دن کا سارا سین گھوم گیا جب وہ اپنی کلاس فیلوز کے کمنٹس کی وجہ سے شدید غصے میں قرۃ العین کے پاس گئی تھی۔

وہ جھٹکے سے اٹھی، الماری کھولی اور اس میں سے اپنا بیگ نکالا۔

بیگ سے ساری کتابیں نکال کر بیڈ پر پھینکیں جیسے وہ کچھ ڈھونڈ رہی ہو اور اچانک اسکے ہاتھ رک گئے۔

اس نے بہت احتیاط سے وہ سفید چمکتی ہوئی جلد والی کتاب نکالی اور اسے دیکھنے لگی۔  
تمہیں پتہ ہے قرت مجھے تمہارا یہ قرآن بہت پسند ہے، میں نے آج تک ایسا قرآن نہیں دیکھا۔ جس طرح سے تم نے اس میں مختلف آیات میں اپنے لیے ریما سنڈرز رکھے ہوئے ہیں،  
"آسان ترجمے کے ساتھ کلر فل آیات۔ مجھے بہت اٹریکٹ کرتا ہے یہ۔

یہ میری محبت ہے فاطمہ! بہت پیار سے سجایا اور ایسے تیار کیا ہے اسکو۔ میری سالوں کی محنت ہے، اسے ہر لمحہ ساتھ رکھتی ہوں۔

تم تب تک نیک نہیں بن سکتے جب تک تم اپنی محبوب ترین چیز قربان نہ کر دو، یہ آیت تم نے  
"اس دن مجھے سنائی تھی نا۔

اس نے مسکراتے ہوئے قرت سے کہا تھا۔ وہ یقیناً مذاق کر رہی تھی مگر قرۃ العین یک دم  
سنجیدہ ہو گئی، آنکھوں میں نمی اتر آئی، چہرے کا رنگ بدل سا گیا۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد۔۔



یہ میری طرف سے تمہارے لیے فاطمہ! تم اسے رکھ لو۔ جب بھی ٹوٹنے لگو، جب بھی دنیا سے تھک جاؤ، جب بھی اللہ کی یاد آئے، جب بھی کسی سوال کا جواب چاہیے ہو، اسے کھول کر "پڑھ لینا۔"

فاطمہ یکایک گھبرا گئی۔

"میں تو چھیڑ رہی تھی قرت! یہ تمہاری محبوب چیز ہے میں کیسے لے سکتی ہوں؟"

تم تب تک نیک نہیں بن سکتے، تم تب تک بھلائی نہیں پاسکتے، تم تب تک اللہ کی محبت نہیں پا سکتے، اسکا قرب نہیں پاسکتے۔۔ جب تک تم اپنی محبوب ترین چیز میں سے خرچ نہ کر لو۔

"محبوب (اللہ) کے لیے محبوب چیز (قرآن) قربان۔۔"

فاطمہ کے ذہن میں اس دن والی سار گفتگو گھوم گئی تھی۔ اسی وقت ہی یہ سب ذہن میں آنا، اسی بات کا اشارہ تھا کہ رب چاہتا تھا کہ اس سے رابطہ کیا جائے۔

اسکے ہاتھ یک دم ٹھنڈے پڑ گئے تھے، جسم میں ایک لہر دوڑ گئی۔

مجھے اپنے سوال کا جواب چاہیے۔

!!مجھے جواب دیں اللہ

آنسو بہنے لگے۔

کانپتے ہاتھوں کے ساتھ درمیان سے وہ سفید چمکتی جلد والا قرآن کھولا۔

اسکے سامنے سورت النحل کا آخری صفحہ کھلا۔

اسکے آخر کی آیات کلرڈ میں تھیں اسکی نظر خود بخود ان آیات پر پھسل گئی۔

اللہ کا فرمان اسکے سامنے تھا۔

اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو اور اگر تم صبر کرو تو " \* یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ اور صبر کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور تم ان پر غم نہ کرو اور نہ تمہارا (دل) تنگ ہو اس سے جو وہ چالیں چلتے ہیں۔ یقیناً \* " اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔ اسکے رونگٹے یک دم کھڑے ہو گئے تھے۔

اسے ایسے لگا جیسے کسی نے اسکے پاؤں تلے زمین کھینچ لی ہو، اسکا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو، ٹانگوں سے جان نکال لی ہو۔

وہ بیڈ پر دھڑام سے بیٹھ گئی۔ اس میں کھڑے ہونے کی مزید سکت نہ تھی۔

وہ بار بار سورت النحل کی وہ آیات پڑھتی جا رہی تھی۔ آنسو جو تھوڑی دیر پہلے تھمے تھے، پھر سے ابل کر باہر آنا شروع ہو گئے۔ وہ آنسو جو اسکے دل کو دھورہے تھے، اب وہ آنسو اس پاک کلام کے کاغذ بھگونے لگے۔ اسے اسکا خیال ہی نہ رہا۔

"آپ مجھے جواب دے رہے ہیں اللہ؟؟"

اس نے ان الفاظ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ یہ دوسری بار تھا کہ اسے عرش والے کی طرف سے تھاما گیا تھا۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ بندہ مالک سے گڑ گڑا کر جواب مانگے اور وہ اسے سمجھائے نہ؟؟ دنیا بھلے سے نہ سمجھتی ہو مگر یہ عابد اور معبود کا رشتہ جب قائم ہو جاتا ہے پھر ایسے ہی آسمان والے کی طرف سے تسلیاں ملتی ہیں، جھولی بھر بھر کر محبت ملتی ہے۔

اسے بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ جب اسکے اتنے پیارے رشتے اس سے بدگمان ہو چکے تھے، اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ وہیں کوئی تھا جس نے اسے نہیں چھوڑا تھا، جس نے اسے اندھیرے کمرے میں پیار سے دلا سہ دیا تھا۔

اسے یک دم اپنے دل میں اللہ کی محبت محسوس ہوئی۔

(آپ چاہتے ہیں نامیں صبر کروں اللہ؟) "آنسو"

میں کروں گی۔ مگر پلیز مجھے بتائیں کیا یہ میرے گناہ کی سزا ہے؟؟ کیا میری توبہ قبول نہیں "ہوئی؟؟ مجھے جواب چاہیے۔

اس نے روتے ہوئے کہا اور ایک ساتھ ہی کئی اوراق پلٹ دیئے۔

یہاں مختلف اقوام کے قصے تھے، اسے اپنے لیے کچھ سمجھ نہ آیا، مزید ورق الٹائے پروہاں بھی کوئی آیت کلرڈ میں موجود نہ تھی۔

اللہ آپکو پتہ ہے میں آپکے قرآن سے جاہل ہوں، میں اس جہالت کا اعتراف کرتی ہوں۔ پلیز "

مجھے واضح واضح سمجھا دیں۔ مجھے قرأت کی طرح آپکی کتاب کا علم نہیں ہے۔

ندامت کے آنسو آنکھوں سے پھسل پھسل کر مصحف کے اوراق کو گیلایا کر رہے تھے۔

ابھی وہ کہہ ہی رہی تھی کہ اچانک اسکی نظر مزید کچھ کلڑ آیات پر جاٹکی۔

اب تو گویا دل پھر سے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

یہ سورت الفرقان تھی۔

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ \*

\* "تعالیٰ نیکوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

(سورة الفرقان: 70)

اس سے مزید برداشت نہ کیا گیا، اس نے جلدی سے قرآن بیڈ کے کراؤن پر رکھا اور سنگ

مرمر کے ٹھنڈے فرش پر سجدے میں گر گئی۔

کیا وہ رب واقعی اتنا قریب تھا؟؟؟ کہ ادھر زبان سے الفاظ نکلے اور ادھر سامنے اسکے سوال کا

جواب موجود تھا؟؟؟

!!! اللہ اکبر

وہ یو نہی سجدے میں پڑی روتی رہی، ایک ادنیٰ سا غلام اس مالک کے آگے گڑ گڑا رہا تھا سسک رہا تھا، جو "رحمان" تھا۔ کیسے نہ اس مالک کی رحمت جوش میں آتی؟؟  
اسے اس سجدے میں ایسا سکون ملا کہ وہ وہیں سو گئی۔

-----  
"!السلام علیکم"

اگلے دن وہ قدرے فریش اور مضبوط دل کے ساتھ کمرے سے باہر آئی۔  
اپنے بابا اور بھائیوں کو ماما کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرتے دیکھ کر ٹھٹک گئی مگر خود کو  
سنجھال کر سلام کیا۔ اسے صبر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اسے تعمیل کرنی تھی۔  
"آپ سب کب آئے؟"

حالانکہ وہ جانتی تھی کہ انکے آنے مقصد کیا تھا۔ ان سب کو اپنے کام چھوڑ کر آنے ہی تھے۔  
جب گھر کی عزت داؤ پر لگ جائے تو کاغذ کے ٹکڑوں کی قیمت بہت گر جاتی ہے، یہاں بھی  
عزت داؤ پر لگی تھی۔

کسی نے سلام کا جواب نہ دیا۔

شاید اب انکی نظر میں وہ "سلامتی بھیجنے" کے لائق نہیں رہی تھی۔

بابا نے بہت نفرت کی نگاہ سے اسے دیکھا۔

حیدر تو اسے دیکھتے ہی جھٹکے سے اٹھا اور ناشتہ ادھورا چھوڑ کر باہر چلا گیا۔  
مگر چھوٹا بھائی سیف خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔  
"یہ کیا رنگ رلیاں مناتی پھر رہی ہو تم؟؟؟ ہاں؟؟؟"

اس نے فاطمہ کے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کیا۔  
وہ اس اچانک حملے کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔ ابھی وہ سنبھل ہی نہ پائی تھی کہ اسکے بھائی نے  
اسے بہت زور سے دھکا دیا اور وہ نیچے جا گری۔ پیچھے پڑی ٹیبل کا کونہ اسکے پیٹ میں لگا، اسکے  
منہ سے چیخ نکلی مگر کسی نے اسکی طرف دھیان نہ دیا۔

غصے سے گھورتے ہوئے سب اسے وہیں پڑا چھوڑ کر اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔  
"بابا کیا آپکو بھی اپنی بیٹی پر یقین نہیں ہے؟"

وہ تو انکی لاڈلی بیٹی تھی، منہ سے جو فرمائش نکالتی تھی پورا کی جاتی تھی۔ کبھی آنکھ سے آنسو نہ  
نکلنے دیا تھا۔

اور آج وہ ایسے درد سے سسکتے ہوئے اپنے باپ کو پیچھے سے پکار کر کہہ رہی تھی۔  
مگر اسکی سسکتی آواز سن کر ان سنی کر دی گئی تھی۔  
بابا نے کمرے کا دروازے زور سے بند کر دیا۔

فاطمہ ڈانٹنگ ہال کے فرش پر بیٹھی بے یقینی سے دیکھتی ہی رہی۔

اسکے متعلق یہ باتیں یونیورسٹی میں پھیل چکی تھیں۔ اسکے لیے وہاں جا کر سب کا سامنا کرنا بہت مشکل تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی انسان کسی کی زندگی اس حد تک برباد کر سکتا ہے۔ وہ جب بھی سفیان کے بارے میں سوچتی اسے اس سے شدید نفرت محسوس ہوتی۔ یہ وہی انسان ہی تو تھا جس سے شادی کے خواب دیکھے تھے، جس سے بات کئے بغیر دن نہ گزرتا تھا، جس کے بغیر گزارہ مشکل لگتا تھا۔ اب اسے سمجھ آتا تھا کہ "یہ محبت نہیں تھی، محبت کب اذیت دیتی ہے؟ محبت کہاں لوگوں میں بدنام کرتی ہے؟ محبت اگر شرعی حدود میں ہو تو وہ تو محافظ بن جاتی ہے۔"

یہ ہوس تھی، نفس کی خواہش تھی۔ کاش کہ اس نے اپنے لمحات، اپنے جذبات ایسے ضائع نہ کئے ہوتے

وہ اپنا سمسٹر فریز کرنا چکی تھی، قرۃ العین کو بھی پتہ چل گیا تھا۔ یہ وہی تھی جس نے فاطمہ کو ہر لمحہ قرآن کے ذریعے تھامے رکھا تھا اور نہ فاطمہ تو کب کی خود کشی کر چکی ہوتی۔

گھر والوں نے ایک دو سالوں تک یونیورسٹی جانے پر پابندی لگادی تھی تاکہ معاملہ آیا گیا ہو جائے، مگر گھر سے باہر آنے جانے پر اتنی روک ٹوک نہ تھی۔ اس لیے وہ اکثر قرۃ العین کے

گھر چلی جایا کرتی تھی اور اسکے ساتھ مل کر قرآن پڑھا کرتی تھی، مل کر پڑھے جانے والے قرآن کا اثر ہی اور ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو دو ہفتے گزر گئے تھے۔

قرت میں پر اپر قرآن سیکھنا چاہتی ہوں، مجھے لگتا ہے میں اپنی زندگی ضائع کر رہی ہوں۔ میں " گھر جاتی ہوں تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔ سب کی چبھتی ہوئی نگاہیں، بابا کی بے رخی نہیں برداشت ہوتی۔ پتہ نہیں مجھے دیکھ کر انکے ذہن میں کیسے کیسے خیالات آتے ہوں گے ان تصاویر کے "متعلق؟؟

وہ رودی تھی۔ رونا اس کا معمول بن چکا تھا۔ روز قرۃ العین اسے دلا سے دیتی، آیات سے صبر کی تلقین کرتی۔ مگر انسان ہے نا؟ تھڑ دلا پیدا کیا گیا ہے۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع (کرنے لگتا ہے۔) (سورت المعارج

وہ بھی تھوڑی دیر پر سکون ہوتی مگر پھر سے سب یاد کر کے آنسو بہانے لگتی۔ اس نے قرۃ العین کے کہنے پر اپنا نمبر بھی چینج کر لیا تھا، وہ کسی سے رابطہ نہیں کرنا چاہتی تھی اور اس لیے بھی کہ کہیں سفیان دوبارہ سے اس سے رابطہ کر کے کوئی اور دھمکی نہ دے۔



اچھا تم پریشان مت ہو چندا، میں ان شاء اللہ مدرسے کی ٹائمنگ پتہ کر کے تمہیں بتاؤں گی۔"

"ہمم؟ تم تو بہت سٹر انگ ہو، اللہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔

ہمیشہ کی طرح قرۃ العین نے اسے دلا سہ دیا۔

قوت ایک بات بتاؤ؟ تمہیں کیوں لگتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے ساری زندگی اس رب کی نافرمانی کی۔ وہ محبت جو اس سے کرنی چاہیے تھی اسے حرام رستے میں لگا دیا، قدم

"قدم تو ناقدری کی ہے میں نے۔ وہ کیوں محبت کریں گے مجھ سے؟

اچھا میں تمہیں حدیث سناتی ہوں۔"

بڑا ثواب، بڑی آزمائش کے ساتھ ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو"\*

ان کو کسی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ جو اس آزمائش پر راضی ہوا (اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان نہ رکھا) تو اس کے لیے رضا ہے اور جو آزمائش پر ناراض ہو (صبر کی بجائے غلط شکوے اور

\*"گمان کئے) تو اس کے لیے ناراضی ہے۔

صحیح سنن الترمذی، رقم: ۱۹۵۴۔

دیکھو اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ جب کسی سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں مبتلا

"کر دیتے ہیں۔

مگر قرت مجھے اسکی لاجک نہیں سمجھ آئی۔ ہم جب کسی سے محبت کرتے تو ہم چاہتے کہ "ہمارے محبوب کو ایک کانٹا بھی نہ چھبے۔ اسکی افیت پر ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر یہ اللہ کی محبت کیسی ہے؟ کہ وہ انسان کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے؟؟"

قرۃ العین فاطمہ کے اس معصومانہ سوال پر بے اختیار ہنسنے لگی۔

"اچھا اب تم ایسے تو مت ہنسا کرو، پہلے ہی مجھے ڈر لگتا ہے کہ کوئی غلط سوال نہ کر لوں۔"

فاطمہ نے جھوٹ موٹ موٹ کا ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں بھئی! دل کے اطمینان کے لیے تو سوال کرنا چاہیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اطمینان قلب کے لیے سوال کیا تھا کہ اللہ آپ مردوں کو زندہ کیسے کریں گے؟ اور اللہ نے بہت پیارے انداز سے پریکٹیکل کروا کر سمجھا دیا۔ تمہارا سوال بالکل بجا ہے، میں بتاتی ہوں اسکی محبت میں تکالیف کے آنے کی کیا لاجک ہے۔

فاطمہ کو کچھ سکون ہوا کہ اس کا سوال ادب کے خلاف نہ تھا۔ قرۃ العین کی صحبت سے اس کے اندر پاز یو چینج آرہا تھا۔ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے لگی تھی۔ جب بھی وہ سفیان کو بددعا دینے لگتی قرۃ العین اسے آیات اور احادیث سنا سنا کر ٹھنڈا کرتی تھی۔ یہ صالح دوست بھی کتنی بڑی نعمت ہوتے ہیں نا؟ آپکو گرنے نہیں دیتے، گناہ نہیں کرنے دیتے۔ گویا اس نے ابھی قرآن پر اپر طریقے سے سیکھنا شروع نہیں کیا تھا مگر قرآن کی طالب علم کی صحبت سے قرآن

کی خوشبو ضرور محسوس کرنے لگی تھی (حدیث کے مطابق اچھا دوست خوشبو بیچنے والے کی طرح ہوتا ہے)۔ انسان اگر ایسے اللہ والوں کو دوست بنالے، ان سے محبت کرے اور ان سے سیکھنا چاہے تو کیسے نہ وہ بھی سدھرنے لگے؟

:اسلام میں دوستی کے متعلق اتنی زیادہ تاکید بلا وجہ تو نہیں آئی تھی۔ حدیث کے مطابق آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لئے تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ”\* (کس سے دوستی کر رہا ہے۔“ \* جامع ترمذی: 2378

اتنا زیادہ اثر ہوتا ہے دوستی کا، فاطمہ کو اب سمجھ آیا تھا۔ مگر وہ ایسے نیک ساتھ کے لیے اللہ کی بہت شکر گزار بھی تھی۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی گویا پورے اعضاء کو جواب سننے کے لیے متوجہ کر رہی ہو۔  
دیکھو! جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو ہم کیا چاہتے ہیں؟؟ کہ وہ بھی ہم سے محبت کرے،  
"وہ بھی ہمیں یاد کرے، وہ بار بار ہم سے بات کرے۔ ایسے ہی ہے نا؟؟  
فاطمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

تو اللہ تعالیٰ کو بھی ہم سے یہی مطلوب ہے کہ ہم اسے یاد کریں، ہم اس سے محبت کریں، ہم " اسے بار بار بلائیں، اسکے پاس جائیں۔ مگر مسئلہ پتہ کیا ہے؟ ہم انسان اسکے پاس جاتے ہی تب ہیں جب دنیا ہمیں توڑ چکی ہوتی ہے، جب ہمارے اوپر کوئی مشکل ہوتی ہے۔ حقیقت میں وہ

سب بھی اللہ کے اذن سے ہی ہوتا ہے تاکہ ہم اسکی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ تم دیکھو خوشی میں کون اللہ کو یاد کرتا ہے؟ بلکہ ہم تو سب سے زیادہ ناراض ہی اسے اپنی خوشی کے مواقع پر "کرتے ہیں۔ سمجھ رہی ہوں ان آزمائشوں کے آنے کا مقصد؟

فاطمہ نے اداسی میں سر ہلایا۔

یعنی اگر یہ سب نہ ہوتا تو میں آج ایسے تمہارے پاس بیٹھ کر اللہ کی باتیں نہ کرتی، اسکا قرآن "نہ پڑھ رہی ہوتی۔ ہے نا؟

بالکل! یہ سب اسکی پلاننگ ہے۔ ہمارے حق میں کیا ہوا اسکا کوئی ایک فیصلہ بھی ہمارے لیے برا نہیں ہوتا۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ میرے ساتھ برا ہوا، مجھے یہ محرومی دیکھنی پڑی، مگر اصل میں وہ اسکی حکمت ہوتی ہے اور اسکی حکمت میں ہی ہمارے لیے رحمت ہوتی ہے۔ اگر ہم سمجھ جائیں، خود کو جھکا دیں تو زندگی بہت پرسکون ہو جاتی ہے۔

فاطمہ شرمندگی کے آنسو بہا رہی تھی۔ یہ سب اس نے کیوں نہیں سوچا تھا؟ وہ اپنے رب سے پہلے تو ایسے کبھی نہ جڑی تھی جیسے اس حادثے کے بعد۔۔۔

"سسسس"

یہ ایک اسکے منہ سے درد سے آواز نکلی اور وہ بے اختیار اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے جھک سی گئی۔

"کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک ہو فاطمہ؟؟"

قرۃ العین نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہمم میں ٹھیک ہوں۔ بس پیٹ میں درد ہے، شاید کھانا نہیں کھایا صبح۔"

"اچھا میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے قرۃ العین کمرے سے نکل گئی۔

فاطمہ اسے کیا بتاتی؟؟ کہ اسکے پیٹ میں اسے کچھ سخت سی گولی بنتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے سر جھٹک کر انور کر دیا۔

-----  
"اسلام علیکم ورحمت اللہ! بھائی ہمیں لفظی ترجمے والا قرآن چاہیے۔"

"وعلیکم السلام! باجی آپ کچھ دیر انتظار کر سکتی ہیں؟ میں پتہ کر کے بتاتا ہوں۔"

قرۃ العین اور فاطمہ، النور بک سٹور پر قرآن پاک خریدنے گئی تھیں۔ فاطمہ کا مدر سے میں

ایڈمیشن کنفرم ہو چکا تھا۔ آج وہ قرۃ العین کے ساتھ اپنا سلیبس خریدنے آئی تھی۔

شہر یار شام کے وقت اب سٹور پر آجایا کرتا تھا، اسکی غیر موجودگی سے انکا کام پیچھے جانے لگا

تھا۔ والدہ کے ہاسپٹل کا خرچ اٹھانے کے لیے ایسا کرنا اسکی مجبوری تھی۔

باجی بھائی بس آرہے ہیں، وہ آپکو خود نکال دیتے ہیں۔ دراصل ابھی دو دن پہلے ہی نیوسٹاک "آیا ہے، وہ کھولنے والا پڑا ہوا ہے۔"

"!جی"

قرۃ العین نے مختصر جواب دیا۔ دونوں لڑکیاں انتظار میں وہاں کھڑی تھیں۔ قرۃ العین مکمل سیاہ عبایا میں، جبکہ فاطمہ ابھی چادر سے زیادہ نہ کرپائی تھی۔ اسکا چمکتا ہوا چہرہ نگاہ تھا، جس پر پریشانی کے آثار ظاہر تھے۔

"قرت! میں کرلوں گی نا؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

فاطمہ! قرآن سب سے آسان کتاب ہے۔ تم جب سیکھنے لگو گی تو تمہیں پتہ لگے گا کہ یہ جو تم "نے 14، 15 سال اپنی پڑھائی پر لگائے ہیں ان سب کتابوں سے آسان کتاب یہ ہے۔"

"اللہ کرے ایسا ہی۔۔۔۔"

"السلام علیکم! سوری میم آپکو انتظار کرنا پڑا، میں ابھی نکال کر لاتا ہوں۔"

یکایک شہر یار سٹور میں داخل ہوا اور انتظار میں کھڑی دو لڑکیوں کو دیکھ کر کچھ شرمندہ بھی ہوا۔ لہذا معذرت کرتے ہوئے اندر سٹور میں چلا گیا۔  
مطلوبہ قرآن نکال کر لانے کے بعد وہ انھیں دکھا رہا تھا۔

مگر وہ اپنی نظریں مسلسل جھکانے کی کوشش میں تھا۔ کچھ تو تھا جسکی وجہ سے اسکا دل بار بار عبایا میں چھپی اس لڑکی کی طرف کھنچتا چلا جا رہا تھا جسکی آنکھیں تک نظر نہیں آرہی تھیں۔ وہ دونوں قرآن لے کر جا چکی تھیں مگر شہریار کے خیالات ابھی تک انکا پیچھا کر رہے تھے۔

"یقیناً وہ مدرسے کی لڑکیاں ہوں گی۔"

وہ منہ میں بڑبڑایا اور پھر سر جھٹک کر اپنے دوسرے کام نمٹانے لگا۔

-----

"تمہیں ہوتا کیا جا رہا ہے آخر؟؟ اور کتنا میرا امتحان لوگی تم؟؟"

مسز ریان فاطمہ پر چلا رہی تھیں، فاطمہ نے انہیں اپنے مدرسے میں ایڈمیشن کے متعلق بتایا تھا۔

"اگر میں نے تمہیں آزادی دی ہوئی ہے اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم جو چاہو کرتی پھرو۔"

اما! میں قرآن ہی تو سیکھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے یونیورسٹی چھڑوائی میں نے چھوڑ دی۔ مگر"

"آپ بتائیے اب میں کیا کروں فارغ رہ کر؟ مجھے پلیز جانے دیں۔

فاطمہ نے اپنی ماں سے سماجت کرتے ہوئے کہا۔

فاطمہ میرا دماغ مت خراب کرو مزید۔۔ اپنے کرتوت دیکھو پہلے!! کس منہ سے تم اس پاک"

"!! کتاب کو سیکھنے جا رہی ہو؟؟ یہ تو وہی حال ہو گیا کہ نو سو چوہے کھا کر بلی جج کو چلی

فاطمہ بے یقینی سے مسز ریان کے اس تحقیر آمیز لہجے کو دیکھتی رہ گئی۔  
یعنی ماما کو ابھی تک وہ سب سچ لگتا ہے؟؟

پورا مہینہ اس نے قسمیں کھا کھا کر اپنی اتنی صفائیاں دی تھیں، شاید اتنی بار توبہ بھی نہ کی ہو مگر یہ کیسے لوگ تھے جو اپنے خون سے زیادہ ایک غیر کی باتوں پر یقین کر رہے تھے؟  
اسکی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ واقعی اللہ سے زیادہ معاف کرنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ تو سچی توبہ پر اعمال نامے سے بھی غلطیاں مٹا دیتے ہوں گے مگر یہ انسان؟؟ عزت پر لگنے والے داغ کبھی مٹنے نہیں دیتے۔ وقت کی گردان داغوں کو ڈھانپنا بھی چاہے، مگر دنیا بار بار ان داغوں کو نیا کر کے انسان کو دکھاتی رہتی ہے کہ انسان اپنی اوقات نہ بھولنے پائے۔  
"کتنی بری تھی یہ دنیا۔"

اسکے لیے وہاں مزید رکنا مشکل ہو گیا تھا، وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں روکتے ہوئے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"فاطمہ تم تو بہت سڑانگ ہو۔"

"!نوسو چوہے کھا کر بلی جج کو چلی"

"تم سے تو اللہ بہت محبت کرتے ہیں۔"

ماما اور قرۃ العین کی باتیں اسکے کانوں میں گونج رہی تھیں۔



میرا دل کبھی کبھی کرتا ہے اللہ کہ میں اس دنیا سے دور بھاگ جاؤں۔ یہ بہت عجیب دنیا ہے کرنا جانتا ہے اللہ۔۔ کیوں لوگ دوسروں satisfy اللہ! یہاں ہر ایک بس اپنے جذبات کو کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے؟؟؟ آپ مالک ہو کر ہم غلاموں کے جذبات کا اتنا خیال رکھتے ہیں کہ قرآن میں جگہ جگہ مومنوں کو صبر، توکل اور غم سے نکلنے کے طریقے بتاتے ہیں، مگر اللہ یہ آپکے غلام کیسے ہیں؟ جو ایک دوسرے پر کوئی ملکیت بھی نہیں رکھتے مگر دل ایسے توڑتے ہیں کہ روح چیخ اٹھتی ہے۔ کاش کہ اللہ یہ جانتے ہوتے کہ انکے مالک نے تو یہ سب نہیں!! سکھایا انھیں! کاش کہ انھوں نے وہ سیکھا ہوتا اللہ جو آپ نے سکھایا

الرحمان۔۔ علم القرآن۔

آپکی رحمت کی سب سے بڑی نشانی کہ آپ نے ہمیں قرآن دیا، اسکو سکھایا۔ مگر ہم نے دنیا کا ہر چھوٹا بڑا علم حاصل کیا۔ نہ حاصل کیا تو ہم غلاموں نے مالک کی پہچان کا علم۔۔

! نہ جانی تو مخلوق نے اپنے خالق کی قدر

!! دوسروں کو خود غرض کہنے والا انسان آپکے معاملے میں کتنا خود غرض نکلا اللہ

سخت پتھروں کو کاٹنے والا اپنے دل کی سختی دیکھنا بھول گیا۔

اللہ کیا واقعی ہی آپکے غلاموں کو آپکا وجود محسوس نہیں ہوتا؟

کیا کبھی انھوں نے سانس کو روک کر نہیں دیکھا؟ کیا کبھی انھوں نے اپنی انگلیوں کو نہیں دیکھا کہ کیسے لمحات میں سوچے بغیر چلنے لگتی ہیں؟ کیا کبھی انھوں نے آسمان کو نہیں دیکھا؟ کیا کبھی انھوں نے نہیں سوچا کہ اتنے بڑے وجود کو وہ کیسے اپنے دو پیروں پر اٹھا کر چلتے پھرتے ہیں؟ کیا آج انسان اتنا غافل ہو گیا اللہ کہ اسے آپکے بارے میں سوچنے کا ہی وقت نہ ملا؟؟

جو آپکو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے، جو چاہتا ہے وہ محسوس کر لیتا ہے۔ میں نے آپکو پایا اللہ! ہر درد میں، اپنے ہر آنسو میں، قرآن کی آواز پر تیز ہوتی دھڑکن میں۔ میں نے محسوس کیا اللہ آپکو! اکیلے میں گڑ گڑا کر مانگی دعاؤں کے سنے جانے میں، میں نے ہر جگہ آپکا نشان پایا اللہ! کاش کہ غلام مالک کی طرف رہتے وقت میں پلٹ آئیں اللہ

ورنہ قہار کی صفت تو بھول بیٹھے ہیں، بس یاد ہے تو رحمان۔۔۔ اعتدال میں جینا تو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے تیرے بندوں نے۔ نظر آتی ہے تو بس اپنی خواہش اللہ! دین میں بھی بس اپنی

!!! خواہش۔۔۔ الہ تو آپکو بنانا تھا، ہم اپنے نفس کو بنا بیٹھے اللہ

وہ سسکیوں سے روتی ہوئی میکا کی انداز میں اپنی ڈائری پر لکھتی جا رہی تھی۔ مسز ریان کی باتوں سے فاطمہ کا دل بہت ٹوٹ چکا تھا۔

اسے بہت دکھ تھا اپنے ماضی پر، اپنے حال پر، لوگوں پر۔۔۔ وہ لوگ جو نہ خود قرآن سیکھتے تھے اور نہ سیکھنے دینا چاہتے تھے۔

آج اسکی ماں کی حالت کافی بہتر ہو رہی تھی۔

"امی ڈاکٹر نے تسلی دی ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی آپکو ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیں گے۔"

شہریار اپنی ماں کا رنگوں کے جال سے بھرپور، بڑھاپے کے بے کیف رنگ میں رنگا ہاتھ پکڑ کر سہلا رہا تھا۔

واقعی بیٹا اب بس ہو چکی ہے۔ یہاں پورا مہینہ ہو گیا۔ ارد گرد کے مریضوں کو دیکھتی ہوں تو "حیرت ہوتی ہے کہ اس جگہ سے باہر ہم کبھی اپنی صحت کی قدر نہیں کرتے اور یہاں آؤ تو ایسے"

"لگتا ہے ہر کوئی بس جی جان کی بازی لگا رہا ہے خود کو اس قید خانے سے نکالنے کے لئے۔"

انکی جھریوں زدہ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ شہریار کو آج اپنی ماں بہت کمزور اور ضعیف لگیں۔ اس ایک مہینے نے انکے چہرے کی رونق چھین لی تھی۔

"واقعی ہم کہاں قدر کرتے ہیں امی۔ اللہ سب کو عافیت دیں۔"

آمین! بیٹا میری زندگی کا کچھ نہیں پتہ۔ بس میں چاہتی ہوں جلد از جلد تم دونوں کو اپنے گھر کا"

"کر جاؤں۔"

شہریار اپنی ماں کی بات سن کر ٹھٹکا۔ سیاہ عبایا والی لڑکی کا سایہ اسکے دماغ میں ایک لمحہ کے لہرایا۔

اس نے فوراً سے سر جھٹک کر کہا۔

امی آپ ٹھیک ہو جائیں۔ ان شاء اللہ پہلے ہم مل کر نائلہ کو اسکے گھر کا کریں گے پھر میرا بھی " بعد میں سوچ لیں گے۔

ماؤں کو بن بیاہی بیٹیوں کی فکریں ہی کھا جاتی ہیں۔ نائلہ کے رشتے کی بات سے انھوں نے بھی ٹھنڈی آہ لی اور آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے کروٹ بدل لی۔

ہاسپٹل سے وہ اپنی سوچوں میں گم نکلا۔

دور دور سے عصر کی اذانوں کی آواز آرہی تھی۔

اس نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی اور کنپٹی کو انگلیوں سے مسلنے لگا۔

اس نے پہلے بھی عبا یا والی لڑکیاں دیکھی تھیں مگر اس میں کیا تھا جو اسے اسکی طرف کھینچے چلے جا رہا تھا؟ اسکی تو آنکھیں بھی نظر نہیں آرہی تھیں۔

اس نے کش لگاتے ہوئے دھواں ہوا میں اڑایا۔ وہ سگریٹ کا عادی نہیں تھا مگر کبھی کبھی بہت

پریشانی میں پی لیا کرتا تھا۔ ماں کی اس حالت کے بعد اب وہ ہر تیسرے چوتھے دن ایک

سگریٹ پینے لگا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ ٹھیک نہیں کر رہا مگر ان دنوں وہ جن الجھنوں میں

گرفتار تھا بے چینی اسکے رگ و پے میں دوڑ رہی تھی۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں مسجد کے سامنے سے گزر گیا۔ نمازی مسجد میں جا رہے تھے اور شہریار مسجد سے دور چلتا گیا، یہ سوچے بغیر کہ مستقبل کے بننے والے گھر کے خواب دیکھتے دیکھتے اس نے عصر کی نماز ضائع کر کے اپنا اہل و مال ہلاک ہونے کی وعید کا ٹیگ خود پر لگا لیا تھا۔

آسمان پر وہ دو الفاظ چمک رہے تھے، وہ مسلسل رسی کو مضبوطی سے پکڑے اوپر جانے کی ان "تھک کوشش کر رہی تھی۔ اسکے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے۔ وہ جیسے جیسے اوپر جا رہی تھی اندھیرا کم ہوتا جا رہا تھا۔ اسے اس روشن آسمان تک پہنچنا تھا اور قریب جا کر ان الفاظ کو پڑھنا تھا کہ۔۔۔

"اچانک ایک چمگاڑ آئی اور اس سے ٹکرائی۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ فاطمہ کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ رات کے تین بج رہے تھے۔

"یہ پھر سے؟ دوسری بار یہی خواب کیوں؟"

قرت نے مجھے بتایا تھا کہ رسی قرآن ہے، مگر وہ دو الفاظ کیا ہیں؟؟ اور یہ چمگاڑ؟؟ اللہ مجھے "سمجھ نہیں آتی ایسی الجھی باتیں۔

اس نے اداس ہوتے لہجے میں الجھتے ہوئے خود سے سوچا

مگر پچھلی بار کی طرح وہ آج دوبارہ نہیں سوئی۔ وہ اٹھی اور واش روم کی طرف وضو کرنے کے لیے گئی۔

آج اس نے تہجد پڑھ کر اپنے رب کو منانا تھا کہ وہ اسکی فیملی کا دل نرم کر دیں تاکہ وہ قرآن سیکھ سکے۔

چلو فاطمہ میں چلتی ہوں۔ زندگی کا نیا سفر مبارک ہو۔ اب تم پر زندگی اپنی حقیقتوں کے راز "کھولے گی ان شاء اللہ۔"

"مجھے ڈر لگ رہا قرت! میں کیسے کروں گی؟"

تم کر لو گی میری جان ان شاء اللہ! اللہ تمہیں چن کر لائے ہیں یہاں۔ جو اسکی کتاب سیکھنے کے لیے کوشش کرتا ہے، اللہ اسے خود سکھاتے ہیں۔

فاطمہ پریشان تھی، آج اسکا مدرسے میں پہلا دن تھا۔ قرۃ العین اسے خود چھوڑنے آئی تھی۔ "مجھ جیسی لڑکی کو بھی وہ سکھائیں گے؟"

ایسے مت سوچا کرو لڑکی! اللہ نے سورت القیامہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "

فرمایا ہے کہ اس (وحی کو) جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ واحد ایسی کتاب ہے جو

اللہ ہر بندے کو اسکی طلب کے مطابق خود سمجھاتے ہیں۔ تم نے بس بہت دعائیں کرنی ہیں،

"محنت کرنی ہے، باقی اللہ پر بھروسہ کرنا ہے۔ ہممم؟"

اس نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کے گال پر تھپکی دی۔

سفید لباس پر نیوی بلیو سکارف میں اسکی سفید گلابی سکن چمک رہی تھی، یہ اس مدرسے کا یونیفارم تھا۔ فاطمہ آخر کار بہت دعاؤں کے بعد اپنی فیملی کو منانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ آخر اس سے پہلے اس نے اپنی کتنی دنیاوی خواہشیں بھی تو پوری کروائیں تھیں، تو دین کے معاملے میں آکر وہ کیسے ہار مان جاتی؟ جبکہ دین سیکھنا تو اس پر فرض تھا۔ بہر حال دو ہفتے کی مسلسل کوشش کے بعد آج وہ اس قرآن کلاس میں موجود تھی۔

قرۃ العین جاچکی تھی، فاطمہ کنفیوز سی حالت میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ اس طرح کی جگہ پر پہلی بار آئی تھی۔ آج سے پہلے مدرسے اور اسکی لڑکیوں کے متعلق اسکے عجیب عجیب خیالات تھے، جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہوں۔ مگر وہاں اسے جو چیز بہت مانوس کر رہی تھی وہ وہاں کی سٹوڈنٹس کی اپنایت تھی، بہت مسکراتے ہوئے اسے سلام کر کے گزر رہی تھیں۔ دو تین نے تو بہت خوشی سے ویلم بھی کیا تھا۔

مگر ایک عجیب سا خوف تھا جو اسے اپنے حصار میں لیے ہوا تھا۔  
 "اپنے کرتوت دیکھو! کس منہ سے یہ پاک کتاب سیکھو گی؟"

ماما کا طعنہ اسکے کانوں میں بار بار گونج رہا تھا۔

آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ اس نے بے اختیار گود میں رکھا قرآن شروع سے کچھ صفحات چھوڑ کے کھولا۔

ہاں جو شخص اپنا آپ اللہ کے سپرد کر دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے " \*  
 پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں  
 " \* گے۔

(البقرہ: 112)

!! اوہ میرے اللہ!! میں خود کو آپ کے سپرد کرتی ہوں، آپ سنبھالیں مجھے  
 اس نے کرسی کی پشت پر سر ٹکالیا، آنسو گال سے پھسلتے ہوئے کانوں تک چلے گئے۔ معاشرے  
 کی ٹھکرائی ہوئی اس خدا کی بندی کو سکون ملا بھی تو خدا کی آغوش میں۔۔۔

-----

"اپنے گھر میں آ کر کتنا سکون ملتا ہے۔ جیسی بھی ہو، اپنی چھت اپنی ہی ہوتی ہے۔"  
 شہریار کی امی کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا، کمزوری کی وجہ سے شہریار اور نائلہ نے انھیں  
 سہارا دے کر بیڈ پر لٹایا تھا۔ نائلہ اب انکی ٹانگیں سیدھی کر کے انکے لیے پانی لینے گئی تھی جبکہ  
 شہریار انھیں دبائے لگا تھا۔

امی آپکے بغیر تو گھراٹا ویراں لگتا تھا، میں جب کپڑے وغیرہ لینے آتا تھا مجھے ایسے لگتا تھا جیسے "  
 اسکی دیواروں سے وحشت ٹپک رہی ہے۔ اللہ آپکا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں۔ ابو  
 " کے بعد اب ہم میں مزید ہمت نہیں ہے کہ آپکو کچھ ہوتا دیکھیں۔



شہر یار نے آنکھوں میں اترنے والی نمی کو چھپا لیا تھا مگر آواز کا بھاری پن اسکی ماں نے بخوبی محسوس کر لیا تھا، آخر ماں تو ماں ہوتی ہے نا۔

انہوں نے اسے ہاتھ سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور اسکا سر چومنے لگیں۔ شہر یار کی آنکھ سے آنسو نکل کر ماں کے دوپٹے میں جذب ہو گیا۔

رات کا آخری تہائی حصہ تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھی، آنکھیں ملیں اور نیند سے بیدار ہونے کی دعا پڑھتے ہوئے چہرے پر ہاتھ ملتے ہوئے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ معمول کے مطابق اسکا اپنے محبوب رب سے ملاقات کا وقت تھا، وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی گرل کا دروازہ کھولنے لگی۔ کنڈی کی آواز سن کر اسکی ماں بیدار ہوئی اور آواز دے کا پوچھا:

"عینی ہو؟"

"جی امی۔"

قرۃ العین کی آواز سن کر وہ مطمئن ہو کر سو گئیں۔ وہ باہر آ کر آسمان کو دیکھنے لگی۔ رات کے اس پہر آسمان بہت خوبصورت نظر آتا تھا، سیاہ آسمان پر چمکتے ستاروں کی روشنی گویا مزید بڑھ جاتی تھی۔ شاید آسمان دنیا پر رب کا نزول اسے مزید خوبصورت بنا دیتا تھا۔ وہ جب بھی اوپر دیکھتی اس حسین منظر میں کھو ہی جاتی تھی۔

"اللہ آپ آگئے ہوں گے نا؟"

اس نے مسکرا کر پوچھا۔

آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا اللہ؟؟؟ آپ ابھی مت جائیے گا، آپ کی قرت آپ کے لیے اپنا گرم بستر "چھوڑ کر آئی ہے۔ مجھے آپ سے بہت باتیں کرنی ہیں۔

وہ بہت محبت سے آسمان کی طرف چہرہ اٹھائے کہہ رہی تھی گویا وہاں سے کسی جواب کی منتظر ہو۔

دل میں سرگوشی ہوئی۔

ہاں وہ آئے ہوئے ہیں، تمہیں یوں اپنے لیے نیند قربان کرتے دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں "گے۔

چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی۔ نومبر کا مہینہ تھا، وہ بازو چڑھا کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے لگی۔

نماز کے بعد وہ ہاتھ پھیلائے اللہ رب العزت سے رو کر دعائیں مانگنے میں مشغول تھی۔ یہ اس کی فیورٹ نماز تھی، اس تنہائی کے وقت وہ اپنے اللہ سے اپنا ہر دکھ، درد اور خوشی شیر کرتی تھی جیسے وہ اسکے سامنے موجود ہوں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز مانگتی تھی۔ آج کی دعا معمول کی نسبت لمبی ہو گئی تھی۔ وجہ کیا تھی؟؟

آج یونیورسٹی میں اسکی کانووکیشن تھی۔ اسے آگے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ غریب گھرانے سے تعلق رکھنے والی وہ لڑکی اب تک اتنی مہنگی یونیورسٹی تک مکمل سکالرشپ پر پہنچی تھی، بورڈز میں ٹاپ کرنے والی قرت العین کے لیے آج ایک نیا چیلنج تھا۔ اسے آگے بڑھنا تھا، آگے پڑھنا تھا، وہ نہیں جانتی تھی کیسے؟ مگر اسکا رب جانتا تھا۔ اس لیے وہ اسے منانے میں مشغول تھی کہ دور دور سے فجر کی اذانوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

عصر کی نماز سے فارغ ہوا تو شہریار کی نظر اچانک اس نوجوان پر پڑی جسے مہینے قبل بہت عاجزی اور خشوع سے دعا مانگتے دیکھا تھا۔ آج بھی وہ نوجوان چپ چاپ ہاتھ اٹھائے خاموش آنسو بہا رہا تھا۔ شہریار بنا کچھ سوچے سمجھے اس کی طرف چل دیا۔

!! السلام علیکم بھائی

!! وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ

معاذ نے دعا ختم کر کے آنسو پونچھے اور کھڑے ہو کر گرم جوشی سے شہریار کے سلام کا جواب دیا۔

"آپ کا کیا نام ہے بھائی؟ اور آپ کبھی کبھار ہی ادھر دکھائی دیتے ہیں؟"

میراناام معاذ ہے، میں یہاں نہیں ہوتا مگر اس علاقے میں میرا گھر ہے اس لیے کبھی کبھار ہی "یہاں آنے کا اتفاق ہوتا ہے۔"

"اهاں! ميرانا مشرياره، آپ سئ مل كر خوشى هوئى۔"

مجهه بهى اچها لگا آپ سئ مل كر، معذرت اب ميں چلتا هوں شريار بهائى۔ مجهه ذرا جلدى هئ،"  
"الله نئ چاها تو پهر مليں گئ۔"

يئ كه كر معاذ تيز قدموں سئ چلتا هوا مسجد سئ باهر نكل گيا۔ شريار چپ چاپ رشك بهرى  
نگا هوں سئ معاذ كو جاتا ديكتارها۔

ايسئ بهى نوجوان هيں؟ چهرئ پر داڑهى، سر پر ٹوپى، شلوار ٹخنوں سئ اوپر اور دعا ميں وه رونا،  
وه تڑپ! بلاشبئ اسئ ديكه كر اللہ ياد آتا تھا۔ اور ايك ميں هوں كه۔۔۔ كاش ميں اس سئ دوباره  
مل سكوں۔

ايك احساسِ ندامت نئ اسكئ دل كئ گرد گهير اڈال ليا تھا۔ وه بو جهل قدموں سئ مسجد سئ  
نكل كر اپنے بك سٹور كى جانب بڑھ گيا۔

فاطمئ كى پہلى كلاس شروع هو چكى تهى۔ چونكه اس نئ كورس كئ درميان ميں ايڈميشن ليا تھا  
جب قرآن آدھا هوئئ كو تھا، 14 واں پارئ سورت الحجر پڑھائى جارهى تهى۔  
پهلا ليكچر تجويد كا تھا۔

میڈم سبینہ نے فاطمہ کا تعارف کروانے کے بعد تجوید کی اہمیت کے موضوع پر چند ایک باتیں کہیں۔

جیسے ہر زبان کا اپنا ایک لہجہ ہوتا ہے، اسی طرح عربی زبان کا بھی ایک لہجہ ہے اور ہمیں حکم "دیا گیا ہے کہ ہم قرآن کو عربوں کے لب و لہجہ میں پڑھیں۔ اب چونکہ ہم عجمی ہیں، ہماری زبان عربی نہیں ہے تو ہم کیسے اپنا لہجہ بنا سکتے ہیں؟

میڈم کے سوال پر کلاس میں موجود طالبات نے یک لخت جواب دیا۔  
"سیکھ کر۔"

جی بالکل! جیسے ہم انگلش بولنے کے لیے "انگلش سپوکن کورسز" کرتے ہیں، مختلف طریقوں سے اسکا لہجہ سیکھتے ہیں، ویسے ہی عربی لہجہ بھی سیکھنے سے آئے گا۔ اور قرآن کی اصل خوبصورتی اور تاثیر عربی لہجے میں ہی پتہ چلتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جو شخص قرآن خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔" \*

(ابوداؤد: 1469)

تو ہم نے ان شاء اللہ "اللہ کی کتاب" کو ویسے ہی پڑھنا ہے جیسا اسے نازل کیا گیا۔ یہ باقی ہر کتاب سے زیادہ حق رکھتی ہے کہ اسکو سیکھا جائے۔

"!ان شاء اللہ تعالیٰ"

سب طالبات نے اکٹھے جواب دیا۔

وہ حیران تھی، اس نے پہلے کبھی یہ حدیث نہیں سنی تھی۔ اتنی بڑی بات رسول اللہ صلی اللہ!! علیہ وسلم نے فرمائی؟ کہ وہ ہم میں سے نہیں؟؟ اللہ اکبر

اسے یاد تھا بچپن میں ماما نے قاری لگوا یا تھا جو انھیں ایسے قرآن پڑھاتے تھے جیسے اردو کا سبق یاد کروا رہے ہوں۔ اکثر اوقات تو وہ غلطیاں بھی نہیں نکالتے تھے۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کتنا غلط قرآن پڑھتی رہی ہے۔ یہاں تو ہر حرف کی ادائیگی کا طریقہ ہی الگ ہے۔ انکا قرآن سن کر لگ رہا تھا کہ واقعی یہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

اسے افسوس ہوا کہ وہ جو اتنے اتنے قرآن ختم کر کے خوش ہوتی تھی، فخر سے سب کو تعداد بتاتی تھی، اگر غلط پڑھنے کی وجہ سے وہ ثواب کی بجائے گناہ کما کر بیٹھی ہوئی تو؟؟؟

اس نے جھر جھری لیتے ہوئے استغفار کرنا شروع کر دیا اور دل سے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ نے اسے موقع دیا قرآن سیکھنے کا۔

اس نے سب کے ساتھ پڑھنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ جانتی تھی اسے محنت کرنا ہوگی مگر وہ رب کے رستے پر جب نکل آئی تو پھر ڈرنا کیا؟ قرت نے کہا تھا نا کہ اللہ خود سکھائیں گے۔ اب! میں اللہ آپکے سپرد۔۔ آپ نے سکھانا ہے مجھے

اس نے مسکراتے ہوئے قرآن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔

-----

"اب تم نے یہ کیا بوڑھوں کی طرح چادریں پہننا شروع کر دی ہیں؟؟"

ابھی وہ گھر میں داخل ہی ہوئی تھی کہ ماما نے اسے دیکھتے ہی بھڑکتے لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم ماما! میں بس خود کو کور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

اس نے اپنے چہرے سے چادر ہٹاتے ہوئے نہایت تحمل سے مسکراتے ہوئے کہا۔

خبردار جو اپنی اس ملائی دوست کی طرح تم نے کلائٹنٹ پہنا تو!! میں خاندان میں مزید ناک

"نہیں کٹوانا چاہتی تمہاری وجہ سے۔"

ماما آپ قرت کو ایسے تو مت کہیں، وہ اتنی اچھی مسلمان ہے اور اس میں کیا برا ہے اگر کوئی

"دین پر عمل کرنے کی کوشش کرے؟"

اسے انکے قرۃ العین کے متعلق ایسے تحقیر آمیز الفاظ بہت برے لگے، مگر خود کو کنٹرول کرتے

ہوئے کہا۔

مسز ریان کو اب اسکی ہر چھوٹی بڑی بات پر غصہ آتا تھا۔ اب انکی بیٹی انکی مرضی کے بجائے کسی

اور کی مرضی کے مطابق خود کو ڈھالنا چاہ رہی تھی، بڑائی کو جب چوٹ لگتی ہے تو غصہ تو آتا

ہے۔

بس بس! اپنے لیکچرزا اپنے پاس رکھو، مجھے زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پتہ ہے سب "

"مجھے، تمہارا بھی اور اچھے مسلمانوں کا بھی۔

یہ کہتے ہوئے وہ پاؤں پٹختی ہوئیں اوپر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

فاطمہ کا دل کٹ کر رہ گیا، آنسو ٹپ ٹپ کرنے لگے۔ وہ خاموشی سے اپنی ماں کو پیچھے سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

اسے بے ساختہ یہ شعریاد آگیا

یہ قدم قدم مصائب، یہ صراط کوئے جاناں "

" وہ یہیں سے لوٹ جائے، جسے زندگی ہو پیاری

اس رستے سے اب لوٹنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس نے آنسو پونچھے اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

-----

"کون؟؟؟"

دروازہ پھر سے کھٹکا۔

"کون؟"

کوئی جواب نہ آیا۔



پھر سے دستک ہوئی۔

"کون ہے بھئی؟"

قرۃ العین نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"تمہارا بھائی۔"

ایک ہنستی ہوئی خوشگوار آواز آئی۔

اس نے جھٹ سے دروازہ کھولا اور خوشی سے اپنے بھائی سے لپٹ گئی۔

"اس بار کتنے دنوں بعد آئے ہو بھائی؟"

"کیوں بھئی ہماری بہنا اس ہو گئی تھی کیا؟؟؟"

معاذ نے قرۃ العین کے گال پر پیار سے تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پیچھے ہو کر کھلا دروازہ بند کرنے لگا۔

"امی! امی!! دیکھیں کون آیا ہے؟"

اس نے مسکراتے ہوئے معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسکی ماں سر پر دوپٹہ لیتے ہوئے کمرے سے نکلیں۔

"او ماں صدقے، میرا پتر آیا ہے۔"

"!السلام علیکم ورحمت اللہ امی"

وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ! سدا خوش رہو۔ کب آئے؟ پتہ ہے کتنا اداس ہو گئے تھے " اس بار ہم؟ نہ تمہارے ابو نے رابطہ کیا نہ تم نے۔

باپ کا ذکر سن کر معاذ نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"جی امی بس وہ۔۔ اس بار کام زیادہ تھا تو رابطہ نہیں کر سکے، اس لیے مجھے اکیلے آنا پڑا۔"

"اللہ خیر و عافیت سے رکھیں۔ چل تو منہ ہاتھ دھو آ، عینی کھانا لاتی ہے۔"

عینی جابھائی کے لیے تازی روٹی اور سالن لے کر آ اور سن وہ فریج میں گاجر کا حلوہ پڑا ہے وہ " بھی گرم کر کے لیتی آنا۔

قرۃ العین جو باپ کے تذکرے پر اپنے بھائی کے بدلتے تاثرات بڑے غور سے دیکھ رہی تھی، ماں کی بات پر چونک پڑی۔

"جی امی، ابھی لائی۔"

کہتے ہوئے سوچوں میں گم چلی گئی۔

"!کچھ تو بات ہے جو بھائی چھپا رہے ہیں، اللہ خیر رکھنا"

وہ اپنی کتابیں اور قرآن کھول کر بیٹھی اپنا ہوم ورک کرنے میں مشغول تھی۔ پہلا دن تھا اس لئے اسے سمجھنے میں مشکل ہو رہی تھی مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔

آخر دنیا کا علم بھی تو پہلی بار ہی پڑھنا پڑتا ہے نا؟ جتنی بھی موٹی اور مشکل بکس ہوں، پڑھتے "ہی ہیں نا؟ ان شاء اللہ میں قرآن سیکھوں گی۔ میرا رب مجھے سکھائے گا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے سوچا اور آج کلاس میں ہونے والی آیات کی تفسیر کے نوٹس دیکھنے لگی۔

(سورت الحجر آیت 26-43)

انسان کی تخلیق، جنات کی تخلیق، پھر ساتھ ہی تخلیق آدم کا قصہ اور پھر شیطان کا کردار۔ آج میری زندگی کے نئے سفر کا آغاز اور اسی دن اللہ آپ نے مجھے انسانی زندگی کے آغاز کے متعلق سکھایا۔

وہ دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوئی۔ اسکی عادت بنتی جا رہی تھی ہر بات اللہ سے کرنے کی، وہ بھی تو اسکو جواب دیتے تھے آخر۔ وہ محبت کی راہوں میں قدم رکھ چکی تھی۔

(اللہ نے کہا "اور تحقیق ہم نے انسان کو کھنکتی بدبودار مٹی سے پیدا کیا" (الحجر: 26)

(اور جن آگ سے پیدا ہوئے (الحجر: 27) پھر فرشتوں کا ذکر (الحجر: 28)

! فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی۔ مٹی، آگ اور نور

اللہ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انسان (آدم علیہ السلام) کو سجدہ کریں تو اللہ نے انھیں

(بھی بتایا کہ اس انسان کو بدبودار مٹی سے پیدا کیا گیا ہے (الحجر: 28)

فرشتوں کو بھی پتہ تھا کہ انسان مٹی سے بنا، بدبودار مٹی سے۔ شیطان کو بھی پتہ تھا۔ فرشتوں (نے تو سجدہ کر لیا مگر شیطان نے نہیں کیا) (الحجر: 31، 30)

کیوں؟

شیطان نے اسی مٹی کو حقیر کہتے ہوئے اللہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حقارت! تکبر! جس نے اسے کتنی نعمتوں سے محروم کر دیا۔ فرشتوں کی صحبت سے، ملائے اعلیٰ سے، اللہ کے قرب سے، اللہ کی رحمت سے، اطاعت سے۔

ایک طرف مٹی کا کردار ہے، جسے اتنی مخلوق نے تعظیمی سجدہ کیا مگر پھر بھی وہ تکبر میں مبتلا نہ ہوا۔ جبکہ دوسری طرف شیطان کا کردار۔۔۔ حسد، غصہ، تکبر۔ آگ سے بنی مخلوق کو مزید جلا دیا ان جذبات نے

یعنی اللہ! تکبر انسان کی سرشت میں نہیں ہے نا؟ لیکن جب وہ تکبر میں مبتلا ہوتا ہے، اس کا مطلب وہ شیطان کے گھیر میں آتا ہے۔

مٹی کی تو فطرت ہی عاجزی ہے۔ اسی لیے تو جنت میں غلطی ہوتے ہی آدم علیہ السلام جھک گئے تھے، معافی مانگ لی تھی۔ انھوں نے اس چیز پر تکبر نہیں کیا کہ انھیں کتنے لوگوں (فرشتوں) نے (سجدہ کر کے) عزت دی، انھیں کتنی خوبصورت جگہ (جنت) دی گئی، انھیں علم دیا گیا،

انہیں خوبصورت بیوی دی گئی۔ وہ سب چیزیں تو دنیا کی اعلیٰ ترین چیزیں تھیں پھر بھی وہ تکبر میں مبتلا نہیں ہوئے۔

تو اللہ! ہم کیوں ہو جاتے ہیں؟؟؟ ذرا اسی عزت ملنے پر، مقام اور شہرت ملنے پر، علم، حسن یا مال ملنے پر؟؟؟

ہاں! یہ تکبر شیطان کی طرف سے ہوتا ہے نا، اسی لیے انسان کو اندر سے جلانے رکھتا ہے۔ تکبر کرنے والا کبھی پر سکون نہیں ہو سکتا۔

!مٹی کی فطرت عاجزی ہے اور انسان کی اوقات مٹی

اللہ کو انسان کا اپنی اوقات یاد رکھتے ہوئے اپنی اصل فطرت پر لوٹنا بہت پسند ہے۔  
ہممم عاجزی۔۔۔

اسے اب غور کرنا تھا کہیں اس کے اندر تو کسی چیز کا تکبر نہیں؟

یہ تو شیطانی خصلت ہے۔ اور شیطان کون؟ اسے تو اللہ نے دشمن کہا ہمارا۔  
پھر آگے چلی۔

اس شیطان نے اللہ سے مہلت مانگی تھی اور اسے دے دی گئی تھی، قیامت کے دن تک اختیار۔

شیطان نے) کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں) " \*  
 \* " بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی۔

(الحجر: 39)

!! مزین! برے کاموں کو مزین۔۔ گناہوں کو اٹریکٹو۔۔ نافرمانی کو آسان  
 اسے اپنا گناہوں سے بھر اماضی یاد آنے لگا۔ کیسے وہ نامحرم سے دوستی کو ٹرینڈ کہتی تھی، کیسے وہ  
 میوزک کو روح کی غذا کہتی تھی، کیسے وہ بے پردگی کو آزادی کہتی تھی، نماز کو بوجھ سمجھتی تھی،  
 قرآن کو پچھلوں کے قصے سمجھتی تھی۔ شیطان کہاں کہاں سے نہیں آیا تھا؟ اسے کچھتاوا ہوا۔  
 یعنی وہ ہر غلط کام کی تاویلیں دے کر ہم سے گناہ کروائے گا۔ ہم اس بے حیائی کو فیشن اور  
 ماڈنزم سمجھیں گے اور درحقیقت یہ اللہ کی نافرمانی ہوگی؟  
 اللہ اکبر!! ایک سے دشمنی کا بدلہ وہ ہم سے، ہر انسان سے لے گا؟  
 !حسد! غصہ!

اسے یاد آیا کہ تفسیر کی میڈم فریال نے ان جذبات کا علاج بتایا تھا۔ حسد کا علاج اپنی نعمتوں پر  
 نظر، اللہ کی تقسیم پر راضی رہنا۔ غصے کا علاج فوراً پانی پینا یا وضو کرنا۔ اور تکبر! اپنی اوقات پر  
 غور کرنا، آغاز اور انجام، مٹی سے مٹی تک۔

وہ دوبارہ آیات کی طرف متوجہ ہوئی۔

اللہ!! پھر ہمارا کیا قصور اگر وہ آزاد ہے تو؟ وہی ہمیں بہکاتا ہے نا؟ اس نے الجھتے ہوئے جیسے اللہ سے سوال کیا۔

(مگر ان میں سے تیرے خالص بندے (محفوظ رہیں گے) "\*(الحجر:40)\*"

اوہ!! یعنی اللہ تعالیٰ سارا قصور شیطان کا نہیں ہے۔ کچھ خاص لوگ ہوں گے جو اس کے واروں سے بچ جائیں گے۔ مگر اللہ! خالص لوگ؟؟ یہ کیسے ہوتے ہیں؟ یہ کون ہوتے ہیں؟ جو خود کو صرف اور صرف اللہ کے لیے جھکا دیتے ہیں۔ جنکا دل کفر و شرک، گناہوں، دنیا کی "ہوتا ہے اللہ کی محبت میں۔ جن کا مرنا، جینا، ہنسنا، رونا pure محبت سے میلا نہیں ہوتا، جنکا دل "سب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات سے منسوب ہوتا ہے۔ اللہ کی محبت میں شدید لوگ دل میں کسی نے شر گوشتی کی، جیسے الھام کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ! مجھے بھی بننا ہے "خالص" کہ میں بھی اس دشمن کے واروں سے بچ جاؤں، میں بھی گمراہی سے نکل آؤں۔ مجھے آپکے رستے پر چلنا ہے اللہ تعالیٰ! وہ رستہ جو مجھے آپ سے جوڑ دے۔

وہ دل ہی دل میں گویا شرمندگی سے گڑ گڑا رہی تھی۔  
اس رب کے آگے۔۔ جو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب تھا۔

اللہ نے فرمایا) یہ ہے مجھ تک آتا سیدھا راستہ، بے شک میرے بندوں پر تیرا زور نہیں)"\*

چلے گا سوائے ان بہکے ہوؤں میں سے جو تیری پیروی کریں اور بے شک جہنم ان سب کے لیے وعدے کی جگہ ہے۔

(الحجر: 41-43)

معاذ اور شہریار کی اب اکثر مسجد میں نمازوں کے بعد ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ معاذ کی صحبت کا خوشگوار اثر شہریار کو بے حد متاثر کر رہا تھا۔

"تم کیا مولوی بنتے جا رہے ہو؟"

ایک دن نائلہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے کئی دنوں سے شیو نہیں کی تھی۔

"مولوی؟ کیا مطلب؟ میں نے کونسا مولویوں والا کام کیا ہے؟"

نائلہ کی بات سے شہریار کو حیرت ہوئی۔

یہ جو داڑھی بڑھنے لگی ہے جناب کی، پینٹ ٹخنوں سے اوپر فولڈ ہونے لگی ہے۔ کوئی تو ماجرا"

"ہے نا؟"

نائلہ! کیا داڑھی بڑھانے والا شخص مولوی بن جاتا ہے؟ اگر آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

ہمارے درمیان زندہ ہوتے، کیا تم انکی داڑھی اور ننگے ٹخنے دیکھ کر انھیں بھی مولوی کہتی؟

"!! استغفر اللہ"



شہریار کی بات پر نائلہ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

نہیں نا؟ تو اپنی سوچ درست کرو۔ جانتا ہوں چند ایک کی غلطیوں کی وجہ سے مولوی طبقہ " بالکل بدنام کر دیا گیا ہے مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر مولوی خراب ہو۔ کیا ایک ڈاکٹر کے فراڈ ہونے کی وجہ سے تم ہر ڈاکٹر کو غلط کہو گی؟ علاج کے لیے اسکے پاس جانا چھوڑ دو گی؟ نہیں نا؟ تو " پھر دین کے معاملے میں پانچوں انگلیاں برابر کیوں لگنے لگتی ہیں لوگوں کو؟؟؟  
نائلہ کو اسکی باتوں نے واقعی ہلادیا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو شہریار۔"

یہ کہہ کر وہ فوراً سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ اسے خدشہ ہوا کہ کہیں اب وہ اسے بھی نصیحتیں نہ کرنے لگ جائے۔ ویسے بھی اسے خود کو چادر اور چار دیواری میں قید کر کے رکھنے والیاں بے وقوف لگتی تھیں۔

-----

آج اسے ایک ہفتہ ہو چکا تھا مدر سے جاتے ہوئے۔ ابھی اس نے ترجمہ یاد کر کے اپنا ہوم ورک مکمل کیا ہی تھا کہ

اچانک سے موبائل کی بیپ بجی۔

اس نے موبائل کو سائنڈ ٹیبل پر رکھنے کے لیے اٹھایا تو سکرین پر علیینہ کا نام چمک رہا تھا۔

"ہیلو؟ کیسی ہو؟ آج ہماری کانو کیشن تھی، تمہیں بہت مس کیا۔"

فاطمہ اسکا میسج پڑھ کر پچھلی یادوں میں گم ہو گئی۔

!!! کلاسز، انجوائے کرنا، آزادی، فرینڈز، پارٹیز، سفیان

آنکھوں میں نمی سی آکر جیسے رک گئی۔ کیا تھی نا میں؟؟ آج زندگی کس موڑ پر آگئی ہے۔

وہ جیسے لاشعوری سی کیفیت میں ٹائپ کرنے لگی۔ حالانکہ ایک عرصے سے اس نے کسی سے

کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا۔

سلام دعا کے بعد مبارک باد دی اور سب کا حال حوال پوچھا۔

شکر ہے بی بی! تم نے کوئی جواب تو دیا۔ اتنی ساری باتیں کرنی ہیں تم سے۔ تمہیں پتہ چلا کہ

"سفیان کی شادی ہو رہی ہے؟"

(علینہ کے اس میسج پر فاطمہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا)

"کب؟"

اس نے کانپتی انگلیوں سے ٹائپ کیا۔

"اگلے مہینے۔ آج اس نے ٹریٹ دی تھی پوری کلاس کو۔"

"ہمم! وہ خوش ہے؟"

"لگتا تو ہے۔ تم خوش ہو؟"

علینہ اس سارے واقعے سے لاعلم تھی۔  
”ہمم۔“

رپلائی سینڈ کر کے اس نے موبائل آف کر کے سائنڈ پر رکھ دیا۔  
اسکا سانس پھولنے لگا، جیسے دل حلق میں آگیا ہو۔ اسکا دل کیا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے،  
چنچے، چلائے۔

مگر کیوں؟؟

کس کے لیے؟

اسکے لئے جس نے اس سے دھوکہ کیا؟

جس نے اسکی زندگی برباد کر کے رکھ دی؟

جس نے اسے کہیں کانہ چھوڑا؟

(وہ اس کے لیے کیوں روئے؟؟) (آنسو بہنے لگے

کیا وہ واقعی خوش ہے؟

کیا اس نے مجھے واقعی بھلا دیا ہو گا؟؟

ہم نے تو ساتھ رہنے کے کتنے وعدے کئے تھے؟

(قتیج مخلوق پھر سے ماضی کے مناظر میں لے گئی)

اسے یاد آنے لگا اسکے ساتھ گزر اوقت، اسکے دیئے ہوئے تحائف، اسکی باتیں، اسکا ہنسنا ہنسانا۔  
(پہلے دن کا پڑھا قرآن کا پہلا سبق بھولنے لگا)

رونا سکیوں میں بدل چکا تھا۔ اندر کہیں چھپا اسکی جدائی کا درد ابھی باقی تھا۔  
اسکا دل چاہا کہ اسے میسج کر کے مبارک باد دے۔ شاید کہ اسے یاد آئے کہ "فاطمہ" بھی کوئی تھی۔

جس کے ساتھ اس نے زندگی کے کچھ دن گزارے تھے۔  
(دشمن نے وعدہ سچا کر ناچاہا۔ اسے اسکا برا عمل مزین کر کے دکھانے لگا)  
اس نے موبائل اٹھایا۔ وہ نمبر ڈیلیٹ کر چکی تھی مگر کچھ چیزیں انسان کے ذہن کے ساتھ ہمیشہ  
چپکی رہتی ہیں، اسکا نمبر بھی انھی میں سے ایک تھا۔

پرٹچ ہو (islam 360) موبائل جیسے ہی آن کیا تو میسنجر کی بجائے ہاتھ ایک اسلامک ایپ  
گیا۔ وہ کھلتے ہی  
سامنے یہ آیت تھی۔

: قال اللہ تعالیٰ

( Al-Baqarah - 268 )

اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام) " \*  
 کرنے کو کہتا ہے۔ اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور خدا بڑا وسعت  
 \* والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

دل یک دم سے رک گیا جیسے۔ کتنی دیر وہ ساکت ہو کر یہ آیت پڑھتی رہی۔  
 !! شیطان۔۔ میرا دشمن

(مدرسے میں پہلے دن کا سبق گویا منظر پر روشن ہو گیا)

وہ مجھے بے حیائی (نامحرم سے فضول بات) کا حکم دے رہا ہے، میرے عمل کو میرے لیے

مزین کر کے اور اللہ اپنی رحمت کا وعدہ کر رہے؟؟

یعنی؟؟ اگر میں اللہ کے لیے بے حیائی سے بچوں گی تو وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے؟؟ بخشش؟؟

رحمت؟؟

!! اللہ اکبر

آنسو بہنے لگے۔ مگر اب کی بار کسی نامحرم کے لیے نہیں، اپنے رب کی محبت کے تھے، احساس

تشکر کے تھے۔ دل تھم چکا تھا۔ وہ استغفار کرنے لگی اور ساتھ میں اللہ کا شکر ادا کرنے لگی کہ

بروقت اس نے بچا لیا۔

ورنہ وہ بے وقوف کیا کرنے جا رہی تھی؟ کتنا غلط نتیجہ نکلتا اسکا۔

شاید لڑکیاں اپنے جذباتی پن کی وجہ سے آسانی سے پھسل جاتی ہیں، اس لیے ہر کوئی آکر انہیں پھسلا جاتا ہے۔ مگر ایک مضبوط کردار لڑکی، اللہ کی محبت میں جینے والی، اس طرح کی مصنوعی محبتوں کے جالوں میں نہیں پھنستی۔

اس طرح اچانک اللہ کی طرف سے جواب ملنے پر اسکا دل شکر سے بھر گیا۔ وہ قرۃ العین کو دعائیں دینے لگی جس نے اسے اس ایپ کے متعلق بتایا تھا۔ فاطمہ اکثر دیکھتی تھی کہ قرۃ العین جب بھی یہ ایپ آن کرتی تھی تو ہر بار کوئی نئی آیت اسکے سامنے آتی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ اللہ اسے ایسے گائڈ کرتے ہیں، جواب دیتے ہیں۔ بعض اوقات لاشعوری طور پر جب انسان کچھ سمجھ نہیں پارہا ہو تا تو اس طرح سے اچانک سے سامنے آنے والی آیات میں اسکا جواب ہوتا ہے جس سے انسان کا دل تھم جاتا ہے۔ آج اسکے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

قرت نے اسے سارا طریقہ بتایا تھا۔

لکھ کر سرچ کرنا۔ "islam 360" پلے سٹور پر

پھر وہاں سے انسٹال کر لینا۔

اور فاطمہ! اللہ جزائے خیر دے جس نے یہ بنائی، اسکا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس ایک ایپ میں احادیث کی تمام بڑی کتب، قرآن، اسکا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ اور تفاسیر موجود ہیں۔ ایک عام شخص اس ایپ کے ذریعے دین کا مطالعہ آسانی کر سکتا ہے الحمد للہ اور سب سے بڑھ

کر یہ کہ اسے جب بھی آن کرو آیت اور حدیث آف دی مومنٹ سامنے آ جاتی ہے، جس سے "انسان کو رہنمائی ملتی ہے۔"

اوہ واہ! یہ تو بہت زبردست ہے، میں ضرور انٹال کروں گی۔ اس طرح تو میں کبھی بھی کسی بھی "وقت جو آیت یا جو حدیث نکالنا چاہوں نکال لوں گی اور اسکے نمبر سے اسکی اتھنٹسٹی چیک کر!!" لوں گی۔ الحمد للہ بہت زبردست

"بالکل الحمد للہ! اللہ ہمیں اپنا بہترین اور فرمانبردار بندہ بنائیں۔ آمین"

اللہ کی خاطر محبت کرنے کا نتیجہ اللہ کا قرب ہوا کرتا ہے، جو دونوں کو مل رہا تھا اور دونوں اس پر شکر گزار تھیں۔

الحمد للہ الحمد للہ کثیر!! مجھے تو یقین نہیں آرہا فاطمہ۔ میں نے تو بس اللہ سے رورو کر دعائیں کی "!!" تھیں۔ اللہ پاک نے مجھ پر اتنا بڑا کرم کر دیا۔ الحمد للہ رب العالمین

وہ آنکھوں میں نمی لیے فاطمہ کے گلے لگ کر پر جوش انداز میں بتا رہی تھی۔

"میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں قرت۔ اللہ تمہیں بہت آگے لے کر جائیں۔"

اس نے قرت کو پیار سے سہلاتے ہوئے کہا۔

قرۃ العین نے پوری یونی میں ٹاپ کیا تھا۔ اسے مزید پڑھائی کے لیے سکالرشپ مل چکا تھا۔

اسلامک سٹڈیز میں آگے جانے کا اسکا خواب اپنی تکمیل کی دہلیز پر تھا۔

وہ جس خاندان سے تعلق رکھتی تھی وہاں مالی حالات ایسے نہیں تھے کہ اولاد کو اتنی زیادہ تعلیم دی جائے اور خصوصاً جب دنیاوی فائدے سے زیادہ دینی فائدہ جڑا ہو۔ مگر جب انسان کی سچی طلب اور تڑپ ہوتی ہے تو عرش کا مالک رستے خود ہی بناتا چلا جاتا ہے۔ خلوص کا اثر تو پوری کائنات پر پڑتا ہے۔ اسکی بھی دین سے خلوص بھری محبت اسکے لیے دروازے کھولتی جا رہی تھی۔

"مگر فاطمہ ایک مسئلہ ہے۔"

اس نے فاطمہ سے جدا ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

تمھیں پتہ ہے نایونیورسٹیز کے ماحول کس طرح دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں، کو "ایجوکیشن، بے حیائی، فحاشی، ان سب میں خود کو فتنوں سے بچا کر رکھنا بہت مشکل ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو قرت! مگر الحمد للہ تم تو مکمل پردہ کرتی ہو، تمھیں تو اسکی ٹینشن نہیں " ہونی چاہیے؟

فاطمہ! یہی تو وہ سوچ ہے جو درست نہیں۔ تمھیں پتہ ہے شیطان ایسوں کی طرف تو لشکر لے کر آتا ہے جو اللہ کے رستے پر چلنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں، جو اپنے دامن کو گناہوں کے کانٹوں سے بچا بچا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ شیطان کے لیے سب سے زیادہ خطرے کی گھنٹی یہی



لوگ ہوتے ہیں کیونکہ انھی کے ذریعے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اپنی پوری طاقت انھی کو بہکانے میں لگا دیتا ہے۔

فاطمہ کو یاد آیا اس نے قرآن میں وہ آیت پڑھی تھی کہ

اس نے اللہ سے کہا تھا کہ

"میں ضرور انکے لیے آپکے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔"

(سورت الاعراف: 16)

اس نے اس آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا

اوہ! تو اس آیت کی سمجھ مجھے اب آرہی ہے۔ واقعی جو پہلے سے بہکے ہوئے ہیں انکے لیے تو"

اس دشمن کا ہلکا سا دوسوہ کافی ہے، اصل رکاوٹ تو یہ انکے لیے بنا ہوا ہے جو سیدھے رستے کی

"طرف آنے کی یا اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"بالکل ایسا ہی ہے فاطمہ"

فاطمہ کو یاد آیا کہ کیسے شیطان نے اس کے لیے اتنا مشکل بنا دیا تھا سیدھے رستے پر آنا۔ جب

بھی اسے دین کی بات بتائی جاتی یا کسی دینی مجلس کی دعوت ملتی تو وہ کیسے جھوٹے بہانے بنا کر

ٹال دیا کرتی تھی کہ ٹائم نہیں ہے۔ اللہ اکبر! یعنی یہ سب شیطان کی چالیں ہوتی ہیں جن میں ہم

ایسے پھنستے چلے جاتے ہیں کہ انھی دین والوں کو بے وقوف سمجھنے لگتے ہیں۔

"تو پھر اب تم کیا سوچ رہی ہو آگے؟؟"

اس نے اپنی شرمندگی کو چھپاتے ہوئے قرۃ العین سے پوچھا۔

وہی تو سمجھ نہیں آرہا۔ مگر میں اللہ تعالیٰ سے پوچھوں گی۔ ان شاء اللہ وہ ضرور میری رہنمائی کریں گے۔

قرۃ العین نے جیسے مطمئن ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

فاطمہ اسکا اللہ سے تعلق اور اس پر یقین دیکھ کر رشک بھری نگاہوں سے بس مسکرا کر ہی رہ گئی۔

اسکی تکلیف دن بدن بڑھتی جا رہی تھی مگر اس نے کسی سے بھی ذکر نہیں کیا۔ اب اسے زیادہ دیر تک بیٹھنے پر بھی درد محسوس ہونے لگا تھا۔

"ایک چوٹ ہی تو تھی۔ مہینہ ہونے کو ہے، اب تک تو درد ختم ہو جانا چاہیے تھا۔" بریک کے دوران کلاس روم میں بیٹھے اس نے خود سے سوچتے ہوئے کہا۔

"السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ! کیسی ہیں آپ؟"

کسی نے پیچھے سے اسے سلام کیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ویل چیئر پر یونیفارم میں ملبوس پیاری سی لڑکی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟"

فاطمہ نے درد کو چھپانے کے لیے نقلی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر پوچھا۔

"الحمد للہ! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بہت احسان۔ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔"

میرا نام نور ہے۔ آپ شاید یہاں نئی طالبہ ہیں، میں کافی دنوں سے آپ سے ملنا چاہ رہی تھی "مگر موقع نہیں ملا۔"

"جی مجھے یہ دوسرا ہفتہ ہے اس مدرسے میں ایڈمیشن لیے ہوئے، آپ سے مل کر اچھا لگا۔"

اسکے نام کے ساتھ اسکا چہرہ بھی کسی نور کے ہالے کی طرح سکارف میں چمک رہا تھا۔

مجھے بھی الحمد للہ! اللہ بھی کیسے کیسے اپنے پیارے بندوں سے ملواتے ہیں۔ آپکو دیکھ کر مجھے "

"ایک عجیب سی کشش محسوس ہوئی اور میں دور سے کھینچی چلی آئی۔"

"کشش؟ کیا مطلب؟"

ہاں نا! شاید آپکو نہیں پتہ مگر آپ پر اللہ کی کوئی خاص رحمت ہے۔ آپکو دیکھ کر پتہ نہیں کیوں "

"ایک احساس سا ہوتا ہے کہ آپ چنی ہوئی بندی ہو۔"

"چنی ہوئی بندی؟ کیا مطلب؟ میں کچھ سمجھ نہیں پارہی؟"

فاطمہ کو اسکی باتوں میں اپنا درد بھول گیا تھا۔ یہ کیسی باتیں کر رہی تھی؟ میں تو اسے جانتی بھی

نہیں۔

جی! میں کافی دنوں سے آپ پر بہت غور کر رہی تھی۔ یہاں آنے والے ہر شخص میں اللہ کی محبت پانے کی تڑپ نہیں ہوتی، چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ جو ایسی جگہوں پر بھی اپنا مقصد سیٹ کر کے آتے ہیں اور پھر اسی پر جی جان لگا دیتے ہیں۔

"مدرسوں میں تو سب ایک ہی مقصد لے کر آتے ہیں نانور۔"

اسے حیرت ہوئی۔

ہاں فاطمہ! مگر بہت کم ہوتے ہیں جو واقعی اس مقصد پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خیر"

"آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گی۔ بتانا یہ تھا کہ آج میرا یہاں آخری دن ہے۔

نور نے اداس ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں خیریت؟ میں تو خوش ہو گئی تھی کہ مجھے اللہ نے اتنی اچھی دوست دے دی۔"

فاطمہ کی بات سن کر نور بے اختیار مسکرا دی۔

وہ تو میں ان شاء اللہ ہوں آپکی دوست۔ اللہ نے چاہا تو ہم دوبارہ ملیں گے، یہاں نہیں تو ان"

"شاء اللہ جنت میں۔

"! ان شاء اللہ"

"مگر جانے سے پہلے میں دینی ساتھی ہونے کی حیثیت سے آپکو کچھ نصیحت کرنا چاہتی ہوں۔"

"جی ضرور"

دیکھو! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا جتنا شکر کیا جائے وہ کم ہے۔ اس نے آپکو ہدایت کے لیے چنا ہے نا؟" تو آپ نے اس کتاب کی بہت قدر کرنی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو بالکل ضائع نہیں کرنا، اس زندگی کو مقصد دینا ہے۔ آپکا مرنا اور جینا صرف اس رب کی خاطر ہو جس نے آپکو پیدا کیا۔ دیکھو! اللہ آپکو جو بھی حکم دیں گے آپ نے فوراً سے سر جھکا کر مانتے جانا ہے، خواہ وہ کوئی شریعت کا حکم ہو یا ذاتی زندگی میں اسکا کوئی فیصلہ، آپ نے ہمیشہ بندگی دکھانی ہے اسے۔ ساری دنیا مخالف ہو جائے، آپ نے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین پر کمپر و مائز نہیں کرنا۔ اور سنو! اللہ کی رضا کو، اسکے دیدار کے حصول کو، اسکی جنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالو۔ اسے موٹیویشن بناؤ، اسکے لیے ایسی تڑپ رکھو کہ آپکو اس رب کے لیے کچھ بھی کرنا مشکل نہ لگے۔ ایسی زندگی گزارنا کہ موت کے وقت آپکا رب آپکو اپنی رضاؤں کی خوشخبریاں سنائے اور ہاں! سب سے بڑھ کر بس اسی سے محبت کرنا۔

(بریک ختم ہو گئی)

"ان باتوں کو اپنے دل پر لکھ لو، کبھی مٹنے مت دینا۔ میں چلتی ہوں، اللہ آپکا حامی و ناصر ہو۔ وہ مسکراتے ہوئے ویل چیئر کو اپنے ہاتھوں سے تیزی سے موڑتے ہوئے کلاس روم سے باہر چلی گئی۔

فاطمہ وہیں کی وہیں کھڑی سکتے میں خالی دروازے کو تکتی رہی۔

کیا تھا اسکی باتوں میں؟ وہ لمحوں میں اسے کیا کچھ جتا گئی؟ کیا کچھ سکھا گئی؟ اسکے رونگٹے پوری شدت سے کھڑے ہو چکے تھے۔ دل رب کے آگے جھک رہا تھا، آنکھیں بہہ پڑی تھیں۔ نور کی باتیں اسکے کانوں میں ایسے گونج رہی تھیں کہ وہ ارد گرد سے بے پرواہ کھڑی تھی۔ اسکے لیے دعا کرنا کہ اللہ آسانی فرمائیں۔ بہت دور سے پڑھنے آئی تھی، صرف دین سیکھنے کے لیے اتنی مشقت اٹھائی ہوئی تھی۔ مگر کچھ دن پہلے اطلاع آئی کہ اسکی ماں مر گئی ہے، باپ تو بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ آج وہ صرف یہی بتانے آئی تھی کہ اسکا یہاں آخری دن ہے۔

"اب اسے جا کر اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھالنا ہے۔ اللہ رحم فرمائے۔"

یہ فاطمہ کی کلاس فیلو طیبہ کی آواز تھی۔

اسکی باتیں سن کر فاطمہ کو مزید جھٹکا لگا، دماغ گویا ماؤف ہو گیا۔ اتنا صبر؟ اتنا سکون؟ اس حالت میں بھی اس نے اپنے حواس نہیں کھوئے؟؟ یہ کس دنیا کے لوگ تھے؟؟ خود اتنے ٹوٹے ہوئے اور دوسروں کو سمیٹ رہے تھے؟؟

فاطمہ سکتے کے عالم میں چیئر پر جا گری۔

اسے بے اختیار وہ شعر یاد آیا

وہ جسکو دیکھے تو دکھ کا لشکر بھی لڑ کھڑائے، شکست کھائے

!!لبوں پہ اپنے وہ مسکراہٹ سجا کے رکھنا، کمال یہ ہے

"نائلہ کا رشتہ آیا ہے شہریار، بہت اچھے اور بڑے گھر کے لوگ ہیں۔"

آج اسکی والدہ کے چہرے پر خوشی کے آثار واضح تھے۔ شہریار ابھی بک سٹور سے گھر آیا ہی تھا کہ والدہ نے فوراً سے یہ خوشخبری سنائی۔ وہ واش بیسن سے منہ ہاتھ دھو رہا تھا اور ساتھ ساتھ ماں کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ ساتھ والی خالہ صفیہ ہیں نا؟ وہ لے کر آئیں تھیں لڑکے کی ماں کو۔ بہت بڑی گاڑی پر آئے تھے وہ، ہماری تو تنگ گلی تھی ان بیچاروں نے نکلڑ پر گاڑی کھڑی کی۔ مجھے تو شرمندگی مارے جا رہی تھی مگر مجال ہے اس لڑکے کی ماں کے ماتھے پر کوئی شکن ہو۔ بڑی خوش ہو کر ملیں۔ نائلہ کو بھی بڑے پیار سے دیکھ رہی تھیں۔

اسکی والدہ جیسے خوشی میں سارے دن کی روداد سنائے جا رہی تھیں۔ شہریار اب فریش ہو کر ماں کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

"کیا کام کرتا ہے لڑکا؟"

"کسی انشورنس کمپنی میں بہت بڑا آفیسر ہے۔"

ماں نے لفظ "بہت بڑا" پر زور دیتے ہوئے خوشی سے کہا۔

"اماں!! انشورنس کمپنی؟؟؟"

وہ حیران ہوا۔

ہاں تو اور کیا؟ ماشاء اللہ کتنے لاکھ کماتا ہے مہینے کے۔ ہماری نانکہ تو عیش کرے گی۔ اور تو اور "

"اکلوتا بیٹا ہے ماں باپ کا۔

وہ جیسے فخر سے بتانے لگیں۔

"اماں! کیا وہ نماز پڑھتا ہے؟"

شہریار نے سنجیدگی سے پوچھا۔

لو اب بھلا میں یہ پوچھتی اس کی ماں سے؟ سب مسلمان ہیں بیٹا۔ اب بھلا یہ باتیں پوچھتے "

"ہوئے اچھا لگتا ہے بندہ؟

"اماں پھر آپ نے ہمیں بچپن سے نماز پڑھنا کیوں سکھائی؟"

"تاکہ کل تمہاری آخرت سنور جائے۔"

تو کیا اپنی بیٹی کو بیاہتے وقت نہیں دیکھیں گی کہ وہ بندہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے کیا کر "

"رہا ہے؟

تو کیسی عجیب باتیں کرنے لگ گیا ہے شہریار! پہلے تو ایسا نہیں تھا تو۔ پتہ نہیں کہاں کس کے "

"پاس جانے لگ گیا ہے۔

اسکی ماں نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔



اماں کچھ غلط نہیں کر رہا میں، آپ تسلی رکھیں۔ بس گمراہی سے نکلنا چاہ رہا ہوں۔ بہر حال " آپ اس لڑکے کے دین کا پتہ کریں اس خالہ سے۔ اسکی جاب سے تو میں بالکل مطمئن نہیں، "بندہ تھوڑا کھائے حلال کھائے۔"

اسکی ماں نے حیرت سے منہ کھولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔

شہریار آج کا زمانہ دیکھا ہے ناتونے؟ لوگ دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں، اب اگر ایسا "

"رشتہ ملا ہے تو ان حلال حرام کے چکروں میں کیوں پڑنے لگ گیا تو؟

اماں! دنیا میں ان حرام کاغذ کے ٹکڑوں پر عیش کرنے والے کل اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں " گے؟

شہریار میرا دماغ نہ خراب کر۔ تو جا یہاں سے! اللہ اللہ کر کے ایک اچھے گھر کا رشتہ آیا ہے، "

"اب تو ٹانگ مت اڑانا اس میں۔

اسکی والدہ کو اچانک سے غصہ آ گیا تھا۔ شہریار حیران رہ گیا کہ اسکی ماں کو آخر ہو کیا گیا ہے؟ وہ تو ایسی نہیں تھیں۔ کیا مال واقعی ایسا نشہ رکھتا ہے کہ انسان کو قبر بھول جائے؟ حشر کا دن اور اسکا سخت حساب بھول جائے؟ اسے یاد تھا جب اس نے معاذ کو بتایا تھا کہ کبھی کبھار وہ اپنے کسٹمرز چھپا (Fault) سے کیسے جھوٹ بول کر زیادہ پیسے وصول کر لیا کرتا تھا یا کسی پروڈکٹ کا نقص

لیتا تھا۔ اس پر معاذ نے چند سوال کیے تھے جنہیں وہ جب بھی سوچتا اسکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

شہریار ہمیں اپنے سارے مال کا حساب دینا ہے، کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اللہ نے اگر " پوچھ لیا کہ میرے بندوں کو دھوکہ دے کر مال کمایا تھا؟  
تو کیا جواب دو گے اللہ کو؟؟

کیا اس مال کے ذریعے جہنم کی آگ میں پھینک دیا گیا تو؟  
کیا موت کا، قبر کا، □ اللہ کو حساب دینے کا اور جہنم کا ڈر کافی نہیں کہ انسان ہر طرح کی بے  
" ایمانی اور دھوکہ بازی یا حرام کمائی سے بچ جائے؟  
معاذ کے یہ الفاظ اب بھی اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔

-----

نور کی باتوں نے اسے بہت متاثر کیا تھا، جیسے کسی نے انگلی پکڑ کر رستہ دکھا دیا ہو کہ وہ ہے منزل  
اور ادھر تم نے پہنچنا ہے۔ کیسے؟ وہ قرآن سکھائے گا۔ کبھی کبھی کسی کی کہی ایک بات انسان  
میں نئی روح پھونک دیتی ہے، اس لیے اچھی بات کہنے اور سننے والے بننا چاہیے۔ کیا پتہ کب کام  
آجائے؟

فاطمہ اب مکمل کوشش کرتی تھی کہ جو اسے عمل کی بات پتہ چلے وہ فوراً سے اس پر عمل کر لے۔ فرائض کی پابندی، نمازوں میں خشوع اور اخلاقیات پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ تہجد تو اسکا معمول بن گئی تھی، اس وقت وہ اپنے دل کی ہر بات اپنے رب سے شیئر کیا کرتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی سنتوں پر عمل کرنا اسکا شوق بن گیا تھا خصوصاً جب سے اس نے یہ آیت پڑھی تھی۔

اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو، اللہ) \* تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ بہت معاف \* کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

(سورۃ آل عمران: 31)

اسے اللہ کی محبت پانی تھی۔ ہر سنت پر عمل اسی نیت سے کرتی تھی کہ اللہ مجھے آپکی محبت چاہیے۔ دنیا کی محبتوں کی حقیقت دیکھنے کے بعد ہی انسان اللہ کی محبت کا مزہ چکھ سکتا ہے۔ وہ !! ان حقیقتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی

دنوں سے ہفتے، ہفتوں سے مہینے گزرتے جا رہے تھے۔ مسز ریان نے فاطمہ کو زیادہ نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ جب دیکھتیں کہ بیٹی ہر بات مانتی ہے، پہلے کی نسبت انکا زیادہ خیال رکھنے لگی ہے، محبت اور ادب لہجے میں بڑھ گیا ہے تو اس چیز نے انکے دل کو فاطمہ کے لیے مزید نرم کر دیا تھا۔

مگر انبیاء اور صحابہ کی سنت ہے کہ اللہ کے لیے دین پر چلنے والوں کے رستوں پر محبتوں سے پہلے آزمائشوں کے کانٹے ہوا کرتے ہیں، جن پر انھیں استقامت سے چلنا ہوتا ہے۔ پھر ہی پھولوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین منزل (جنت) ملا کرتی ہے۔ فاطمہ کی آزمائش بھی اس دن شروع ہوئی جب وہ سورت النور میں پردے کا حکم پڑھ کر عبایا خرید کر گھر لے آئی تھی۔

"ماما! میں پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ آج میں سورت النور میں اللہ کا حکم۔۔"

فاطمہ تمھارا دماغ ٹھیک ہے؟؟ اب مزید کونسا پردہ رہتا ہے؟ اتنی بڑی چادر میں تو لڑھکتی " پھرتی ہو۔ اب کیا ٹینٹ میں بند ہونے کا ارادہ کر لیا ہے؟

مسز ریان کو اچانک غصہ آیا تھا۔ انھوں نے فاطمہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سخت ڈانٹ پلا دی تھی۔

"ماما یہ مکمل پردہ نہیں ہے۔"

اس نے آنسو ضبط کرتے ہوئے مکمل کوشش کے ساتھ نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں تو وہی پوچھ رہی ہوں اور کونسا پردہ رہتا ہے تمھارا؟؟؟"

انکی اونچی آواز سن کر فاطمہ کا چھوٹا بھائی اپنے کمرے سے نکل آیا۔

"کیا ہو ااما؟"

دیکھو اپنی بہن کے کام۔ اب اس نے پوری ملانی بننا ہے۔ پہلے چادر پہن کر ہمیں خاندان میں "شرمندہ کرتی پھرتی ہے، اب اسے ٹینٹ پہننے کا شوق لگ گیا ہے۔"

"Are you crazy Fatima?"

کیا تم پاگل ہو گئی ہو فاطمہ؟ (آج تک تم نے ماما کو یا خاندان میں کسی کو دیکھا ہے ایسے حلے)

look برقعہ؟ رائٹ؟ i think its کہ اسے کیا کہتے ہیں۔ i don't know میں؟

مت کرو۔ اس طرح کی فضول ضدیں چھوڑو، ہم مل کر panic ماما کو مزید fatima

"کے متعلق کچھ بہتر سوچتے ہیں۔ future تمہارے

سیف نے خود کو کنٹرول کرتے ہوئے فاطمہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بھائی کیا آپ جانتے ہیں میرے فیوچر کے لیے بہترین کیا ہے؟"

سیف نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

مجھے اپنی زندگی کو ضائع نہیں کرنا۔ مجھے اسے ویسا گزارنا ہے جیسے مجھے اور آپکو پیدا کرنے

والے رب نے حکم دیا ہے۔ آپکو بتاؤں ہمارا فیوچر کیا ہے؟ موت!! اور اسکے بعد قیامت کا دن،

جب اللہ تعالیٰ کو اپنے کیے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ مجھے ڈر لگتا ہے اپنے اس فیوچر سے۔ مجھے

فضول ضدوں کو پورا کرنا ہے۔ مجھے پرواہ نہیں so called اسکو بہترین بنانے کے لیے ان

ہے کہ کون اس حلے میں رہا ہے اور کون نہیں۔ لوگ کیا کہتے ہیں؟

It doesn't matter to me at all

پہلے لوگوں نے کونسے ایوارڈز دے دیئے ہیں؟ کیا وہ میری قبر میں جائیں گے؟ کیا وہ میری جگہ اللہ کو جواب دیں گے کہ اللہ فاطمہ کو معاف کر دیں اس نے ہماری خوشی کی خاطر پردہ نہیں کیا تھا؟ بتائیے؟ کیا آپ میری قبر میں میرے ساتھ لیٹیں گے؟

فاطمہ جذب کے عالم میں بولتی جا رہی تھی۔

سیف کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا۔

"فاطمہ تم اتنی بد تمیز ہو گئی ہو کہ ماں کے سامنے زبان چلاؤ گی اب؟ یہ سیکھ رہی ہو تم؟"

"!اما میں بھیا کی بات کا جواب دے رہی ہوں۔ آپ کو برا لگا تو آئی ایم ریٹلی سوری"

فاطمہ نے اپنا لہجہ دھیمّا کرتے ہوئے ماں کی طرف رخ کر کے جواب دیا۔

بہر حال! آئندہ تم پردے کا نام بھی نہیں لو گی۔ سمجھی تم؟ میں تمہاری وجہ سے مزید"

"!!!! نہیں کر سکتی۔ جاؤ اب اپنے کمرے میں Suffer

"اما!! میں اللہ کا حکم کسی کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتی۔"

یہ کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

!!سیف اور مسز ریان ماتھے پر شکن لیے ایک دوسرے کو تکتے ہی رہ گئے

فاطمہ آنسو ضبط کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور اندھیرے کمرے کے بند دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی کتنی ہی دیر روتی رہی۔ اب کی بار دل خاموش تھا، بس آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔ وہ جان چکی تھی جنت کی راہ آسان نہ تھی، اس لیے وہ زبان سے کوئی شکوہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ دل ٹوٹا تھا، اسکے ٹوٹنے کا اثر آنکھوں کو دھندلائے جا رہا تھا۔ یکایک اسے کچھ یاد آیا، وہ آنسو صاف کرتے ہوئے واش روم کی طرف چلی گئی۔

وہ وضو کرنے کے لیے بیسن پر جھکی ہوئی تھی کہ اچانک اسکی نظر بیسن میں جاتے پانی پر پڑی، پانی کا رنگ سرخ ہو رہا تھا گویا کسی نے رنگ ڈالا ہو۔ وہ پانی کھلا چھوڑے یک دم سے ڈر کر پیچھے ہوئی اور حیرت سے پھٹی آنکھوں سے پانی کو غور سے دیکھنے لگی۔ سرخ پانی بیسن کے سوراخوں سے جا چکا تھا مگر اس نے اپنے نشان چھوڑ دیئے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ رنگ پانی میں آیا کہاں سے؟ ابھی وہ حیرانی سے دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک سے اسے لگا کہ اس کے منہ میں کچھ آیا ہے، وہ فوراً سے آگے بڑھ کر بیسن پر جھکی اور ابکائی کی۔

اسکا دل دھڑکنا بھول گیا تھا، ہاتھ کانپ رہے تھے، ماتھا پسینے سے شرابور تھا۔ وہ رنگ نہیں تھا، وہ خون تھا جو اسکے منہ سے نکلا تھا اور اب خون کی لٹی۔

وہ بہت ڈر گئی تھی۔ کیا اس پیٹ کے درد کو اس نے انور کر کے کچھ غلط کر دیا تھا؟؟  
اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کرے

"بی بی جی! بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں تیار ہو جائیے، شام کو حیدر بابا کے لیے لڑکی دیکھنے جانا ہے۔"  
صغراں نے فاطمہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔  
فاطمہ جو کہ سوچوں میں گم اپنی کتابیں بک شیلف میں درست کر رہی تھی، صغراں کے اچانک آنے پر چونک پڑی۔

"حیدر بھائی کے لیے؟ یہ بات کب شروع ہوئی؟"  
فاطمہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں بی بی جی! بڑی بی بی جی تو دو دن سے تیاری کر رہی ہیں۔ شاید حیدر بابا نے پرسوں ہی "  
"انھیں بتایا ہے۔"

"اوہ!! اچھا ٹھیک ہے۔"

فاطمہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی بی بی جی! میں آپ کے کپڑے پریس کر دوں شام کے لیے؟"

"ہاں؟؟ نہیں میں ان شاء اللہ دیکھتی ہوں۔ آپ چلی جائیے۔"



"کیسے بتاؤں ماما کو؟ تکلیف اب بڑھتی جا رہی تھی۔"

فاطمہ نے جاتی ہوئی صغراں کو دیکھتے ہوئے سوچا جواب تک دروازہ بند کر کے جا چکی تھی۔ صغراں تب سے مسزریان کے گھر کام کرتی تھی جب سے فاطمہ پیدا ہوئی تھی۔ تب صغراں کنواری اور جوان لڑکی تھی، اب اسکے چھ بچے پیدا ہو چکے تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ مسزریان کی کوٹھی کی پچھلی سائڈ پر بنے سرونٹ کوارٹر میں رہتی تھی۔ بہت ایماندار اور خلوص والی عورت تھی۔

"السلام علیکم ورحمت اللہ! ماما آپ نے بتایا ہی نہیں حیدر بھیا کے متعلق؟"

"تم گھر بیٹھو تو کچھ بتاؤں۔ تمھاری تو اپنی زندگی ہے کسی اور سے کیا لینا دینا؟"

فاطمہ جانے سے آدھا گھنٹہ پہلے مسزریان کے کمرے میں ڈرتے ڈرتے آئی۔ وہ صبح کو ڈانٹ سن چکی تھی اس لیے خود کو نارمل رکھنے کی پوری کوشش کی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ مسزریان ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بال سٹریٹ کرنے میں مصروف تھیں۔ انھوں نے فاطمہ کو ڈریسنگ ٹیبل کے مرر سے ہی دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

خیر! تمھارے بھائی کی پسند ہے۔ ڈاکٹر ہے، تمھارے بھائی کو تو ویسے بھی ڈاکٹر چاہیے تھی۔" اس نے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ میں خود ڈھونڈوں گا۔ تصویر دکھائی تھی حیدر نے، پیاری بھی

ہے۔ آج ان شاء اللہ دیکھ آؤں گی، اگلے ہفتے تمہارے بابا آرہے ہیں پھر ہم سب جلد ہی "فائل کر دیں گے۔ شاید لڑکی والوں کو بھی جلدی ہے۔

"! اچھا ماشاء اللہ! اللہ سب بہتر کریں۔ بھائی کو ڈھیروں خوشیاں دکھائیں۔ آمین"

مسزریان نے ڈائی شدہ بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے فاطمہ کی اس بات کو بالکل انکور کرتے ہوئے پوچھا۔

خیر! تم آج کیا پہن رہی ہو؟ وہ جو پچھلے ویک ڈیزائنر سے تمہارے لیے آؤٹ فٹ منگوا یا تھا نا"

"لیمن کلر کا؟ وہ تم پر سوٹ کرے گا وہ پہن لو اور سنو! اچھے سے تیار ہو کر جانا۔

ابھی وہ یہ بات کر رہی تھیں کہ اتنے میں مسزریان کا فون بجا۔

فاطمہ کے چہرے کا رنگ اڑچکا تھا۔ وہ کیا بتانے آئی تھی اور اب کیا نئی آزمائش اسکے سامنے کھڑی تھی؟

اپنی بات ختم کرتے ہی مسزریان فون سننے میں مصروف ہو گئیں۔

فاطمہ اداس چہرہ لیے انکے روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے نیچے اپنے کمرے میں آگئی اور الماری سے اپنا نیا عبا یا نکال کر ڈریسنگ کے شیشے کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

\*"جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔"

(سورۃ النور: 40)

سورت نور کی آیت اسکے کانوں میں گونجی۔

نور!! "وہ کیسے خود کو نور سے محروم کر دے؟؟ وہ نور جو خود کو اللہ کے لیے چھپائے بغیر نہیں" ملتا۔ آنکھ سے ایک آنسو نکل کر ہاتھ میں پکڑے نرم و ملائم سیاہ عبایا پر گر کر جذب ہو گیا۔

دوماہ سے شروع ہوئی شادی کی تیاریاں آج اپنے اختتام پر پہنچ چکی تھیں۔ آج رات نائلہ کی رخصتی تھی۔ شہر یار اس رشتے سے بالکل خوش نہیں تھا مگر اسکی ماں اسے کچھ بھی بولنے نہیں دے رہی تھیں۔ اگر وہ کچھ کہنے بھی لگتا تو بس ایک ہی جملہ کہتیں۔

تو نے کونسا بہن کے لیے اچھے رشتے دکھا دیئے ہیں جو اب تیرے کہنے پر اس رشتے سے ہاتھ "دھو بیٹھوں؟"

یہ سن کر وہ سر جھکا لیتا۔ درست ہی تو کہہ رہی تھیں اماں، کہاں ملتے تھے آج نیک اور شریف لڑکے؟ نہ اسکا سوشل سرکل بڑا نہ اسکی بہن دیندار۔ واقعی کہاں سے ڈھونڈتا وہ؟ اس لیے خاموش ہو جاتا۔

"کیسی لگ رہی ہوں شہر یار؟"

رات کو وہ کرائے کی لی گاڑی پر اسے پارلر سے لینے آیا تھا۔ پارلر کے دروازے سے نکلتی نائلہ تو کسی اور ہی جہاں کی شہزادی لگ رہی تھی۔ بلاشبہ وہ خوبصورت تھی مگر شادی کا الگ ہی روپ ہوتا ہے۔ اسی روپ میں ڈھلی وہ معصوم اور شرمائی ہوئی سی گڑیا لگ رہی تھی۔

"ماشاء اللہ! اللہ بہت خوش رکھے تمہیں۔"

شہریار نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خوش ہونا شہریار؟"

"میرے خوش ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ تم اور اماں خوش ہیں۔ مجھے اور کیا چاہیے؟"

اس نے اپنی نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ شاید آنکھوں میں آنے والی نمی چھپانا چاہ رہا تھا۔

دونوں خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ کر میرج ہال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

-----

"

"کتنی پیاری بہو ملی ہے زنیہ کو۔"

"عزیر تو بڑا خوش قسمت نکلا۔"

مگر غریب گھر کی لڑکی ہے، پتہ نہیں زنیہ نے اپنے سٹینڈرڈ کے لوگوں میں کیوں نہیں رشتہ "

"کیا عزیر کا؟"

زیزہ بڑی چالاک ہے، چھوٹے گھروں کی لڑکیاں ذرا دب کر رہتی ہیں نا اس لیے اس نے "سوچ سمجھ کر ہاتھ مارا ہے۔"

شہر یار شادی ہال میں مختلف عورتوں کے کمنٹس سن کر مزید پریشان سا ہو رہا تھا۔ ان سب کی نظریں سیٹیج پر تھیں جس پر نائلہ اور اسکا شوہر عزیز مل کر کیک کاٹ رہے تھے۔ سیٹیج کے آگے بلا کا طوفان تھا۔ لوگ دھڑا دھڑا اس نئے جوڑے کی تصاویر لینے میں مشغول تھے۔

شہر یار کا دل کر رہا تھا وہ ایک ایک کا کیمرو اور موبائل پکڑ کر توڑ دے۔ اسے اس لمحے انتہا کی بے بسی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا یا شاید کر نہیں پار رہا تھا۔

"اماں! کیا عورت دلہن بن کر نمائش کی دکان بن جاتی ہے؟"

دل گھٹن سے بھر چکا تو بے بس ہو کر شہر یار اپنی ماں سے پوچھنے لگا جو سیٹیج کے سامنے صوفے پر بیٹھیں اپنی بیٹی اور داماد کے صدقے واری جا رہی تھیں۔

"چپ کر جا! اب بندہ کیا خوشی بھی نہ منائے؟"

اسکی ماں نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"یہ دلہن کا بھائی ہے۔"

"ہیں؟؟ یہ تو مولوی لگتا ہے۔"

"مولوی تو پردے کے بڑے سخت ہوتے ہیں۔"

آج بس نام کے ہی مولوی رہ گئے ہیں۔ انکو دین بس مسجد مدرسوں میں ہی یاد آتا ہے ورنہ "بہن کی شادی ایسی جگہ کرتا؟"

باراتیوں میں سے دو عورتیں شہریار کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑیں اسکے متعلق باتیں کر رہی تھیں جنہیں اس نے سن لیا تھا۔

اس لمحے اسے شدید دکھ ہوا تھا۔ پیچھے مڑے بغیر اس نے دکھ بھری اک نظر سیٹج پر بیٹھی بہن اور داماد پر ڈالی جواب ایک دوسرے کو ہنستے ہوئے کیک کھلانے میں مصروف تھے۔ ارد گرد کھڑے لڑکے واحیات قسم کی ہووٹنگ اور چیخ و پکار کر رہے تھے جیسے اس رومانٹک سین سے محظوظ ہو رہے ہوں۔ بیک پر لگا ہلکا میوزک اور عورتوں کے لگائے پر فیومز کی خوشبو سے ماحول مہکتا جا رہا تھا۔ ہلکی تیز ہوتی روشنیاں اس مخلوط فنکشن میں بیٹھے ہر مرد و عورت کے جذباتِ شہوت کو ابھار رہی تھیں۔

ہال اندر باہر سے جگمگا رہا تھا۔ ویٹرز کھانا سرو کرنے میں مشغول تھے۔ شہریا کا اندر مزید سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھائے باہر آگیا۔ باہر قدرے سکون تھا۔ لان میں آکر وہ ہال کی اوٹ میں بنی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دھڑکن تیز تھی، آنسو گویا حلق میں پھنس چکے تھے۔

اس نے تاریک آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں جہاں جھلملاتے ستارے بھی شاید اس سے خفا لگ رہے تھے۔

اے میرے رب!! مجھے معاف کر دینا۔ آج میری بے غیرتی اور بزدلی کی وجہ سے تیرے "دین پر نام آگیا۔"

آنسو چھلک کر باہر نکل پڑے تھے۔

اسے اس بات کا اتنا دکھ نہیں تھا کہ اس نے کتنی مشکل سے قرض لے کر بہن کا منگا جہیز بنایا تھا، اسے زیادہ افسوس تھا تو اس بات پر۔۔۔

کہ وہ کیوں نہیں اسکے لیے دیندار لڑکا ڈھونڈ سکا؟؟

وہ کیوں نہیں اپنی بہن کو پردہ کروا سکا؟؟

وہ کیوں نہیں کچھ کر سکا جب غیر مرد اسکے سامنے نمائش بنی بیٹھی اسکی بہن کی تصویریں اپنے

موبائلز میں محفوظ کر رہے تھے؟؟ کس کس اینگل سے لے رہے تھے، کس کس اینگل سے

دیکھیں گے؟ اسکا سر شدید درد سے پھٹنے لگا۔ وہ مزید سوچ نہیں پارہا تھا۔

وہ ہال کے دروازے کی اوٹ میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا آنسو بہا رہا تھا۔

\* ایک مرد۔۔ عورتوں کے ہاتھوں بے بس ہو چکا تھا۔ \*

"مولوی تو پردے کے بڑے سخت ہوتے ہیں۔"

آج بس نام کے ہی مولوی رہ گئے ہیں، انھیں دین تو بس مسجدوں اور مدرسوں میں یاد آتا ہے۔

انکی باتیں اسکے دماغ پر ہتھوڑوں کی طرح برس رہی تھیں۔

یکایک اسکی نظر لان میں بیٹھی دو برقعہ دار عورتوں پر پڑی، انکی پشت شہریار کی طرف تھی۔

اسکے دماغ سے اچانک سے سب غائب ہو گیا۔

"کیا یہ نائلہ کی شادی پر آئی ہیں؟ اگر ہاں تو یہ اس وقت اندر کیوں نہیں ہیں؟"

اسکے ذہن میں سوال اٹھنے لگے۔

وہ دونوں خواتین مکمل پردے میں اکٹھی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

مگر جسامت کے لحاظ سے ایک جوان لڑکی لگ رہی تھی اور دوسری کچھ عمر رسیدہ۔

وہ فوراً سے آگے بڑھتا کہ ان سے پوچھ سکے کہ رات کے اس وقت جب سب خواتین اندر

ہیں، وہ باہر کیوں بیٹھی ہیں؟ کہ یکایک پیچھے سے آواز آئی۔

"شہریار بھائی! آپ تو شادی پر بلا کر ہمیں بھول ہی گئے۔"



آواز جانی پہچانی تھی، اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ معاذ تھا۔۔۔

"اوہ! بہت معذرت یار۔ تم باہر کیوں ہو؟ اندر کھانا سرو ہو رہا ہے۔"

"ہاں بس۔۔۔"

"سب خیریت ہے نا؟"

شہر یار نے معاذ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

پیچھے ہال کے اندر لڑکے لڑکیوں کی آوازوں اور قہقہوں کا شور اٹھ رہا تھا۔ شاید دودھ پلائی کی رسم ہو رہی تھی جو شہر یار کی خالہ کی بیٹی نیلم اور اسکی بہنیں کر رہی تھیں۔

ہاں ہاں! الحمد للہ بھائی کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ بس نماز پڑھ کر آیا تھا تو ادھر ہی بیٹھ گیا۔

معاذ نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

نماز کا نام سن کر شہر یار کو شرمندگی ہوئی۔ پتہ نہیں کیوں ہم اپنی خوشی کے موقعوں پر سب سے پہلے اپنے رب کو ناراض کرتے ہیں؟ اور پھر امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خوشیاں سلامت رکھے۔ آج اس نے شادی کے کاموں کی وجہ سے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

"اچھا چلیں اب چلتے ہیں اندر۔"

شہریار نے شرمندگی چھپاتے ہوئے معاذ کا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں شہریار! میں اندر نہیں جاسکتا۔"

"کیوں معاذ؟"

شہریار حیران ہوا۔

بھائی بس آپکو تو پتہ ہے نامیوزک اسلام میں حرام ہے۔ اوپر سے پھر یہ شادیوں کا کمبائن "سٹم۔ جوان لڑکے لڑکیاں، وہ بھی اکٹھے اور انکے لباس۔۔ نظروں، کانوں کی حفاظت بہت مشکل ہو جاتی ہے ایسے ماحول میں۔ پھر ان چیزوں کا ڈائریکٹ اثر روح پر پڑتا ہے، ایمان پر پڑتا ہے، نمازیں خشوع سے خالی ہو جاتی ہیں۔ مجھے اپنا ایمان بہت عزیز ہے اس لیے میں ان سب سے بہت دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائیں۔

معاذ نے ادا سی بھرے لہجے سے کہا کہ جیسے اسے افسوس تھا اس نوجوان نسل کی اس غفلت بھری زندگی پر۔

بے حیائی کے اس دور میں یوسف (علیہ السلام) کی سی روش اختیار کرنے والے بازی جیت !! جاتے ہیں، خواہ ایمان کی ہو، دلوں کی یا جنتوں کی

"اوہ!! میں بہت معذرت چاہتا ہوں معاذ۔"

شہریار نے شرمندگی سے نگاہیں جھکا لیں۔

ارے آپ کیوں معذرت کر رہے ہیں شہریار بھائی؟ کوئی بات نہیں۔ اچھے برے کا علم تو "سب کو ہے نا؟ بس شیطان نے انھیں نفسانی خواہشات میں مبتلا کر رکھا ہے، انھیں غفلت سے جگانے کی ضرورت ہے۔ تمھیں پتہ ہے جب میں پاکستان کے ان جوانوں کو دیکھتا ہوں نا مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ اللہ نے ان میں بہت پوٹینشل، بہت خیر رکھی ہے۔ دیکھو جو انسان کسی دوسرے انسان (نامحرم) کی محبت میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہے، حتیٰ کہ جان دینے کی حد تک جا سکتا ہے۔ مال کی محبت میں خود کو دن رات تھکا سکتا ہے، اولاد کی محبت میں راتیں جاگ سکتا ہے۔ سوچو اگر اسکے دل میں اللہ کی محبت آجائے، جنت کو پانے کا شوق لگ جائے، جہنم سے بچنے کا خوف لگ جائے، تو کیوں نہ وہ اپنی زندگی اپنے رب کے نام کرے گا؟ وہ اسکی محبت میں خود کو تھکانے، راتوں کو جگانے، حتیٰ کہ جان دینے تک کو تیار ہو جائے گا۔ بس انکو ڈائریکشن "دینے کی ضرورت ہے۔"

"مگر معاذ! کیا دوسرے ہی لوگ انکو پکڑ پکڑ کر جھنجھوڑیں گے؟"

ہاں! دوسروں کو گہری نیند سے جگانے کے لیے پہلے تو انھی کو ہی کوشش کرنی پڑتی ہے جو خود "جاگ رہے ہوں۔"

"اور جو جاگنا نہ چاہے۔ بار بار جگانے پر؟؟"

شہریار نے افسردہ لہجے میں پوچھا۔

ہمیں پھر بھی اپنی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ البتہ ہدایت کا معاملہ تو واقعی دو طرفہ ہے۔"

انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنا پیغام پہنچایا تھا۔ جنہوں نے جاگنا پسند کیا انہوں نے غفلت کی زندگیاں چھوڑ دیں، اپنے آپ کو اللہ کی راہوں میں وقف کر دیا، اپنے جسم اسکی رضا پانے میں گھلا دیئے۔ مگر جنہوں نے جاگنے کو پسند نہ کیا، غفلت اور نفس پرستی کی زندگی میں رہنا چاہا، انہیں

"انبیاء کے پیغام، معجزوں، کتابوں تک نے فائدہ نہ دیا۔ کفار مکہ کی مثال سامنے ہے۔"

"یعنی قصور وار تو پھر انسان ہی ٹھہرا؟"

بالکل وہی ٹھہرا۔ اللہ ہر ایک کو ہدایت کا رستہ دکھاتے ہیں کسی نہ کسی ذریعے سے۔ اب"

انسان کی چوائس کا امتحان ہوتا ہے، وہ کیا چوز کرتا ہے؟ دنیا اور اسکی فانی زندگی یا دین اور

"آخرت کی کامیابی؟؟"

شہریار کے پاس مزید کوئی جواب نہیں تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں آتا ہوں۔"

معاذ نے شہریار کے پیچھے کسی کو ہاتھ بلند کر کے اشارے سے کہا۔

شہریار نے اسکے اشارے کے تعاقب میں پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیچھے وہی برقعہ پہنی خاتون معاذ کی طرف متوجہ تھیں۔

"یہ آپکے ساتھ ہیں؟"

شہریار نے فوراً معاذ کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"جی جناب! آپ بھول گئے آپ نے مجھے فیملی کے ساتھ انوائٹ کیا تھا؟؟؟"

معاذ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں!! مجھے واقعی یاد نہیں رہا۔"

"جی وہ میری والدہ اور بہن ہیں۔"

"پھر وہ باہر کیوں ہیں؟ اندر امی اور سسٹر سے مل لیتیں؟"

شہریار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

"شہریار! جس ریزن سے میں باہر ہوں، وہ بھی انھی وجوہات پر باہر بیٹھی ہیں۔"

مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے معاذ۔ تم خوش قسمت ہو کہ تمہاری فیملی دین پر عمل پیرا ہے۔"

کاش میں بھی اپنی فیملی کو اس طرف لاسکتا تو آج یہ سب اندر نہ ہو رہا ہوتا۔ میرے باہر آنے

کی وجہ بھی یہی سب فحاشی تھی۔

شہریار نے روہان سے لہجے میں کہا۔ شرمندگی کا ایک آنسو گر کر نیچے گھاس میں چھپ گیا۔

پیچھے ہال میں چیخوں، قہقروں اور تالیوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔

معاذ نے آگے بڑھ کر شہریار کو گلے سے لگا لیا۔

"دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جو انکو بدل سکتا ہے اسی سے مدد مانگو۔"

شہریار معاذ کے گلے لگے بس سر ہلا کر ہی رہ گیا۔

وہ ندی کے کنارے سبز گھاس پر بیٹھی پانی میں نیلے آسمان اور اس میں تیرتے سفید روئی کے گالوں جیسے بادلوں کا عکس دیکھ کر بہت محظوظ ہو رہی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی انگلیوں کو ندی کے پانی میں ڈال کر ہلاتی جس سے پانی پر ارتعاش پیدا ہوتی تھی۔ آسمان کا بنا ہوا وہ خوبصورت سا عکس ہل جاتا تھا۔

وہ کمزور ہو گئی تھی۔ اسکا وزن بہت گر چکا تھا، رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ مگر مسکراہٹ ویسی ہی گہری تھی۔ ارد گرد بنے سیاہ حلقوں میں موجود آنکھوں کی چمک اب بڑھ چکی تھی۔ اسکی آنکھیں اسکے دل کے گہرے رازوں کی عیاں لگتی تھیں مگر ہر ایک کے پاس ایسی نگاہ نہ تھی کہ ان رازوں کی حقیقت کو پاسکے۔

سیاہ عبایا میں ملبوس، چہرے پر نقاب ڈالے وہ اس باغ میں اکیلی بیٹھی تھی۔ پیچھے بہت دور۔ اسکے والدین بیٹج پر بیٹھے اداس لہجے میں اسکو پیچھے سے دیکھ کر باتیں کر رہے تھے۔ مگر وہ اتنے دور تھے کہ فاطمہ کو انکی آواز نہیں آرہی تھی۔ وہ اپنی دنیا میں مگن۔۔ معصوم سی گڑیا۔۔ پانی سے کھیلنے میں مگن تھی۔

میں نے سنا تھا کہ جب محبت ہوتی ہے تو ہر خوبصورت چیز کو دیکھ کر محبوب کی یاد آتی ہے۔"

اس کی یاد میں لب خود ہی مسکراتے رہتے ہیں۔ واقعی ایسا ہوتا ہے۔ مجھے بھی محبت ہو گئی ہے

اللہ! اب کائنات کی ہر چیز کو دیکھ کر مجھے آپ یاد آتے ہیں، آپ کی یاد میرے ہونٹوں پر

مسکراہٹ بکھیر دیتی ہے۔ چار سو پھیلے اس وسیع نیلے آسمان کو دیکھ کر، آنکھوں کو بھاتی ہری

گھاس کو دیکھ کر، ندی کے اس ٹھنڈے اور نیلے پانی کو دیکھ کر، آس پاس بکھرے ان رنگ

برنگے پھولوں کو دیکھ کر، ٹھنڈی گدگداتی ہوا۔۔۔ مجھے یہ سب آپ کی یاد ہی تو دلاتے ہیں اللہ۔

"ہاں اللہ!! مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔"

گہری ہوتی دلکش مسکراہٹ اور چمکتی آنکھوں سے اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر اپنے رب

سے سرگوشی کی۔

میں کیسے اس سے شادی کر سکتی ہوں امی؟ آپ نے دیکھا نہیں تھا اسکی بہن کی شادی کیسے

"ہوئی تھی؟ وہ دیندار ہوتا تو اپنے گھر میں یہ سب بے حیائی ہونے دیتا؟

عینی! تم نے کسی کے دل میں جھانک کر دیکھا ہے؟ اگر تمہارا بھائی اس رشتے کے حق میں ہے"

"تو تمہیں بھروسہ ہونا چاہیے اپنے بھائی کی پسند پر۔"

نائلہ کی شادی کے تین ماہ بعد شہریار کی والدہ نے شہریار کے مجبور کرنے پر معاذ کے گھر آ کر قرۃ العین کا رشتہ مانگا تھا۔ ان دونوں ماں بیٹی نے شہریار کو نائلہ کی شادی پر دور سے دیکھا تو تھا مگر مکمل طور پر جانتی نہ تھیں۔ قرۃ العین اچانک سے اس سب کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھی۔ اس نے تونیک اور عالم شوہر کے لیے دعائیں کی تھیں جو اسکے دین میں اسکو آگے بڑھاتا، اسکا ہاتھ پکڑ کر جنت کے رستے پر لے چلتا۔ مگر یہ۔۔۔۔

"مجھے بھائی پر بھروسہ ہے امی۔ مگر اس انسان کے دین پر نہیں۔"

"تم ججمنٹل ہو رہی ہو عینی۔"

پیچھے کھڑے معاذ نے کہا۔ غالباً گمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے عینی کی ساری باتیں سن لی تھیں۔

تم کیسے کسی کی پارسائی کو جج کر سکتی ہو؟ اگر وہ ایک موقع پر دین کے کسی حکم پر عمل کرنے"

"میں ناکام ہو گیا ہے تو اسکا کیا مطلب ہے وہ ایمان والا نہیں رہا؟؟؟"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا بھیا۔"

جو بھی مطلب تھا۔ مجھے آدھا سال ہو گیا ہے اسکے ساتھ وقت گزارے۔ وہ میرے ساتھ مل"

کر قرآن سیکھتا ہے، وہ فرائض کا پابند ہے، وہ اپنی ذات پر مکمل طور پر دین نافذ کرنے کی



کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس نے بری صحبت، فلمیں، گانے، سگریٹ، حرام کمائی ہر چیز چھوڑ دی ہے۔ اسے پردہ دار اور دیندار بیوی چاہیے۔ کیا یہ اسکی دین سے محبت نہیں؟

قرۃ العین نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ اسے اپنے کہے پر افسوس ہوا۔ کسی کو مکمل جانے بغیر، اسکی ذات کا ایک پہلو دیکھ کر، اسکی ایک خامی دیکھ کر، وہ کیوں ایسے رائے قائم کر گئی؟ اور رائے کے بعد ایسے الفاظ زبان پر۔۔۔

"سوری بھیا۔"

اٹس اوکے! اپنے کہے پر استغفار کرو اور ہاں استخارہ کرنا۔ امی آپ بھی استخارہ کیجئے گا، میں "

"بھی کر چکا ہوں اور الحمد للہ میں مطمئن ہوں۔"

بہت سنجیدگی سے یہ بات کہہ کر وہ تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

قرۃ العین اور اسکی امی ایک دوسرے کو شرمندگی سے دیکھنے لگیں۔

"!السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ"

اس نے مسکرا کر جھکتے ہوئے اپنے والدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام! ام! کب آیا میرا بیٹا؟؟ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔"

ریان صاحب نے فاطمہ کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے پاس بٹھالیا۔

مسز ریان بھی پاس بیٹھیں اسے اداس مسکراہٹ سے دیکھ رہی تھیں۔

جی بابا! بس ابھی آئی۔ آپ لوگوں کو شاید ڈسٹرب کر دیا۔ آپ بھی کہتے ہوں گے کہ ہمیں " اتنی خوبصورت جگہ پر بھی سکون سے ایک دوسرے کے ساتھ وقت نہیں گزارنے دیتی یہ " لڑکی۔

فاطمہ نے شرارتی سی ہنسی ہنستے ہوئے اپنا نقاب نیچے کرتے ہوئے کہا۔ اسکے ماما بابا دونوں نے بلند آواز میں قہقہہ لگایا مگر اس باغ کے ہر شجر، ہر پرندے نے انکے قہقہوں میں اداسی کو محسوس کیا تھا۔ کچھ تھا انکے قہقہوں میں جو انکے ٹوٹے دلوں کی غمازی کر رہا تھا۔ ہنستے ہنستے ان کی آنکھوں میں نمی آگئی۔

"ہم دونوں کا سکون تو تم ہو بیٹا، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک۔"

ریان صاحب نے فاطمہ کے سر کو چومتے ہوئے سینے سے لگا لیا۔

میرے اللہ آپ کو صحت اور ایمان والی لمبی زندگی دیں۔ آپ دونوں کو جنت میں بھی ایک " دوسرے کا ساتھی بنائیں۔

فاطمہ نے اپنے بابا کے گلے لگے ہوئے ہی مسز ریان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔  
"آپکو بھی۔۔"

مسزریان بس اتنا ہی کہہ پائیں اور اس سے نظریں پھیر کر آسمان کی طرف دیکھنے لگیں۔ شاید وہ آنکھوں میں تیر تادرد اپنی بیٹی سے چھپانا چاہتی تھیں یا شاید وہ اسکی دی ہوئی زندگی کی دعا واپس اسی کو دے کر آسمان والے کی طرف سے قبولیت پانے کی منتظر تھیں۔

"بابا ہاسپٹل جانے کا ٹائم ہو گیا ہے۔ چلیں؟؟"

فاطمہ نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اپنے والد سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

"جی میری جان"

آنکھوں میں نمی لیے وہ اسکا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

-----

وہ جائے نماز پر ایسے بیٹھی تھی جیسے کوئی زنجیروں میں جکڑا غلام دوزانو ہو کر بالکل بے بس ہوتا ہے۔

یہ تہجد کا وقت تھا۔ قرۃ العین۔۔ اس نے ساری رات اس پہر کے انتظار میں کروٹیں بدلتے گزار دی تھی کہ جب اسکے رب نے آسمان دنیا پر آنا تھا۔

یا اللہ!! اے میرے خالق!! اے میرے مالک!! میں تیری کمزور بندی۔۔ تیرے در کی محتاج ہوں۔ جسکے پاس تیرے سوا کوئی سہارا نہیں، جسے تیرے سوا کوئی سمجھتا نہیں، جسے تیرے سوا

کوئی نہیں تھام سکتا۔ اے میرے خالق!! میں تیری ادنیٰ سی مخلوق۔۔ تیرے اتنے بڑے کائنات کے نظام میں میری اوقات ہی کیا؟

سولر سسٹم کے ایک چھوٹے سے سیارے میں۔۔ چھوٹے سے براعظم کے ایک چھوٹے سے ملک کے ایک چھوٹے سے شہر کی ایک چھوٹی سی گلی میں بنے چھوٹے سے گھر کے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھی۔۔ تجھے پکارنے والی تیری ادنیٰ اور حقیر سی بندی۔۔

اے وہ رب جو الودود ہے! اے وہ رب جو العلیم ہے! اے وہ رب جو اللطیف ہے! آپ سے میرا درد چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں کس کے پاس جاؤں اللہ؟؟ آپ کی ذات کے سوا اور کون ہے جو میری دعا سن سکے؟؟ آپ کے سوا کون ہے جو میری مشکل حل کر سکے؟؟ میں نے آپ کے سوا کسی کو نہیں پایا اللہ!! اے میرے پروردگار! (اسکی سسکتی آواز سے کمرے کی ہر چیز عاجزی سے جھکی جا رہی تھی) مجھے تھام لیں نا، مجھے بتادیں نا، پلیز مجھے جواب دیں نا، مجھے سمجھا دیں۔ آپ نے مجھے کبھی خیر سے محروم نہیں کیا۔ اللہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے میرے حق میں کوئی فیصلہ کیا ہے تو یہ میرے حق میں بہترین ہو گا۔ پھر اللہ جی!! او میرے مالک!! کیوں اس غلام کا "!! دل تھم نہیں رہا؟؟ آپ اسے تھام لیں اللہ! پلیسیز

روتے ہوئے اسکا جسم کانپ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسک رہی تھی، بلک رہی تھی۔

اس نے تہجد کے نوافل کے بعد استخارہ کے دو نفل پڑھے تھے۔ اسے شہریار کے رشتے کے حوالے سے اللہ سے خیر طلب کرنی تھی۔ اسکا دل بے چین تھا، وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔ وہ عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی جو شادی کو صرف ایک انجوائمنٹ، رومانس اور فینٹسی کی چیز سمجھتی۔ اسکے لیے شادی ایک بہت بڑی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ زندگی کا ایک بہت بڑا فیئر تھا۔ جس پر اسکے ایمان کی تکمیل اور اسکی آخرت کا انحصار تھا۔ بلاشبہ صحبت اثر رکھتی ہے اور زوج کی صحبت تو بہت زیادہ! اسکی نسل کے دین کا انحصار اسکے زوج پر تھا۔ اسے تو نسلوں کو اسلام کی سربلندی کی راہ میں لگانا تھا۔ اس لیے اسکا فکر مند ہونا بجا تھا۔

اس نے آنسو صاف کر کے دوبارہ ہاتھ اٹھائے۔

:اسے یقین تھا استخارے پر، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو، وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔) (طبرانی) وہ استخارہ کی مسنون دعا پڑھنے لگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَانِّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ، وَ یَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدُرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِیْنِیْ بِهِ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتی ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتی ہوں اور میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتی ہوں۔ بے شک آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتی اور آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (شخص) میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے تو اسے میرے لئے مقدر کر دیں، اسے میرے لیے آسان کر دیں، پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (شخص) میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے، میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے تو اسے مجھ سے پھیر دیں اور مجھے اس سے پھیر دیں اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دیں جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دیں۔

(صحیح بخاری: 6382)

وہ دعا مانگتی جا رہی تھی، آنسو بہاتی جا رہی تھی۔ اسے اس دعا پر یقین تھا۔ بہت زیادہ یقین!! اسے پتہ تھا اب اس کا رب اسے بھلائی سے ہی نوازے گا۔ اللہ مجھ پر رحم فرمائیں۔ میرے لیے میری بھلائی کے رستے کھول دیں۔ میں نے اپنے زوج کی شکل میں ہمیشہ آپ سے آپ کا محبوب بندہ مانگا ہے۔ وہ بندہ جو مجھ سے زیادہ آپ سے محبت

کرنے والا ہو، وہ جو آپکو محبوب ہو، وہ جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کے رستے پر چلائے۔ وہ جو میرے ایمان کا، میری روح کا ساتھی ہو۔ وہ جسکی صحبت مجھے آپکی محبت میں شدید کر دے، وہ جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ یا اللہ! آپ جانتے ہیں میں نے ہمیشہ آپ سے یہی مانگا ہے۔ میں اس شخص (شہریار) کو نہیں جانتی، آپ جانتے ہیں۔ پلیز! مجھ پر رحم فرمائیں۔ میں محتاج "(ہوں اس خیر کی جو آپ میری طرف نازل فرمائیں۔ اللہ پلیز!! ارحمنی) مجھ پر رحم کریں اس نے روتے ہوئے درود شریف پڑھ کر دعا مکمل کی۔ دل اب قدرے پرسکون ہو چکا تھا۔ اسے ایسے لگا کوئی بوجھ تھا جو دل سے اتر گیا۔

سو جھی آنکھوں کے ساتھ اٹھ کر اس نے اپنے کمرے کی لائٹ آن کی اور قرآن اٹھا کر پڑھنے کے لیے جائے نماز پر ہی بیٹھ گئی۔ یہ اسکا معمول تھا، وہ فجر کی اذانیں ہونے تک تلاوت کیا کرتی تھی۔

اس نے اپنا کل کا چھوڑا ہوا سبق کھولا کہ آگے پڑھ سکے۔ جیسے ہی صفحہ کھلا تو سامنے موجود آیت پڑھ کر اس کے

ہاتھ وہیں رک گئے، دھڑکن تیز ہو گئی، وہ آنسو جو ابھی چند لمے پہلے تھمے ہی تھے پھر کسی سیلاب کی طرح رواں ہو گئے۔

ترجمہ: \* "جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت، لیکن مومن ہو تو ہم اُسے یقیناً نہایت پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔"

(النحل: 97)

"!!! اوہ میرے پیارے اللہ"

اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔

وہ قرآن سینے سے لگائے سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے؟ عرش والے نے ہمیشہ کی طرح آج پھر اسے تھام لیا تھا، اسکی پکار کو سن لیا تھا، اسے جواب دے دیا تھا۔

وہ انھی سو جھبی ہوئی گیلی سرخ آنکھوں کے ساتھ بار بار اس آیت کو دیکھتی، اس پر پیار سے ہاتھ پھیرتی اور روتی جاتی۔

اسکے بعد اس نے کئی صفحے پلٹ دیئے۔

آگے سورت نور کھلی تھی، اسکی فیورٹ سورت۔۔

آیت کا آدھا حصہ ہائی لائٹ تھا جس پر اسکی نگاہ جا کر ٹک گئی۔

\* "اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔"



(سورت النور: 26)

اللہ میں نے آپکے لیے خود کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کی۔ اپنی عزت کی حفاظت کی۔ یونیورسٹی کے ماحول میں آپ جانتے ہیں ناکتنا مشکل تھا اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا؟ اس بے حیائی کے ماحول میں خود کو صرف آپکی خاطر پردے میں لپیٹ کر رکھنا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔

اس نے روتے ہوئے سرگوشی کی گویا اس کا رب اس کے سامنے ہی محبت سے اسے دیکھ رہا ہو۔ کانپتے ہاتھوں سے مزید آگے صفحات پلٹے۔

اور غالب، نہایت رحم والے پر بھروسہ رکھو۔ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم (تہجد کے لیے) \* کھڑے ہوتے ہو۔ اور سجدہ کرنے والوں میں تمہارے پھرنے کو بھی۔ یقیناً وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

(سورت الشعراء: 217-220)

وہ ہمیشہ کی طرح شاکڈ تھی، مگر قدرے پرسکون۔ آنسو سکون سے بہہ تو رہے تھے مگر دل ٹھہر چکا تھا۔ وہ جواب پاچکی تھی۔ اسکے لیے اسکے رب نے پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ انسان کا انتخاب کیا تھا۔ اسے بس توکل کرنا تھا اپنے رب پر۔ بے شک اس سننے والے کی طرف اسکی دعائیں لی گئی تھیں۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے سجدہ شکر میں گر گئی۔ بے شک یہ اللہ کی طرف سے جواب ملنا اس پر بہت بڑا انعام تھا۔

وہ ہاسپٹل بیڈ پر لیٹی اپنی ماں کو پیار سے دیکھ رہی تھی جو اسکے ساتھ بیٹھیں اسے دباتے دباتے اسی کے بازو پر سر رکھ کر سو گئی تھیں۔ فاطمہ کے دوسرے بازو پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ اسکے بابا اسکے لیے کینٹین سے فریش جوس لینے گئے ہوئے تھے۔

یکایک اس نے مسز ریان سے نگاہیں پھیر کر ہاسپٹل روم کی چھت پر گاڑھ لیں۔ شکر گزاری کے آنسو چہرے کے اطراف سے چھلکتے ہوئے اسکے کانوں تک چلے گئے۔ وہ دل ہی دل میں اللہ کے شکر کے ساتھ قرۃ العین کو دعائیں دینے لگی۔ 6 ماہ پرانی یادوں کے مناظر اسکے ذہن کے پردوں پر چھانے لگے تھے۔

کَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ،  
سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو پر (آخرت میں) بھاری ہیں اور اللہ رحمن کے یہاں“  
پسندیدہ ہیں وہ یہ ہیں «سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم»۔

صحیح بخاری #6682

موبائل کی گھنٹی کافی دیر سے بج رہی تھی۔

قرۃ العین ہاتھ دھوتے ہوئے کچن سے بھاگتی ہوئی یہ تسبیح پڑھتے ہوئے آئی اور بیڈ پر پڑا موبائل فوراً سے اٹھایا۔

"!السلام علیکم ورحمت اللہ"

یہ فاطمہ کا فون تھا۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو؟؟؟"

"الحمد للہ میں ٹھیک۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ آواز بہت بھاری لگ رہی ہے۔"

"ہاں بس! قرت میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی؟"

"ہاں ابھی۔"

"ہاں میں گھر ہوں آ جاؤ۔"

"!اوکے"

سلام کرتے ہوئے فاطمہ نے موبائل بند کر دیا۔ قرۃ العین سوچوں میں گم، اللہ خیر رکھنا کہتی ہوئی موبائل رکھ کر کچن کی طرف چلی گئی۔

دو گھنٹے بعد فاطمہ قرۃ العین کے سامنے اس کے کمرے میں بیٹھی تھی۔

یہ دوپہر 4 بجے کا وقت تھا۔ قرۃ العین کی والدہ قیلولہ (دوپہر کا آرام) کر رہی تھیں اس لیے انھیں فاطمہ کی آمد کی خبر نہ تھی۔

خلاف معمول آج فاطمہ اپنے آپ کو مکمل کور کر کے عبایا، نقاب میں آئی تھی۔ قرۃ العین کو بہت خوشی ہوئی تھی جس کا اظہار وہ بار بار فاطمہ کو گلے لگا کر کر رہی تھی۔

مجھے یقین نہیں آ رہا فاطمہ! میری دوست جنت کی راہوں میں اتنا تیزی سے آگے نکلنے لگی ہے " "ماشاء اللہ ماشاء اللہ!! اللہ تمھیں بہتت استقامت دیں۔

اس نے پھر سے فاطمہ کو پُر جوش طریقے سے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"قرت! کیا دین پر چلنا، اس جنت کی راہ پر چلنا کوئی جرم ہے کہ اپنے ہی دشمن بن جائیں؟؟"

فاطمہ نے آنکھوں میں نمی لیے پھیکی سی مسکراہٹ سے اس سے جدا ہوئے بغیر ہی پوچھا۔

"نہیں فاطمہ! ایسا تو بالکل نہیں ہے۔ مجھے پوری بات بتاؤ آخر ہوا کیا ہے؟"

اس نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے اثرات سے اس سے جدا ہوتے ہوئے پوچھا۔

قرت میرا دل بہت تنگ ہونے لگ گیا ہے۔ میرے اپنے ہی گھر والے مجھ سے نفرت کرنے لگ گئے ہیں۔ کیوں اس پردے کو ہمارا معاشرہ اتنا برا سمجھتا ہے؟ کیا یہ حکم اللہ کی طرف سے "قرآن میں نہیں ہے؟

وہ کہتے کہتے رو پڑی تھی۔ قرۃ العین نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔

ماما حیدر بھائی کے لیے لڑکی دیکھنے جا رہی تھیں۔ میں اکلوتی بہن ہوں اور وہ مجھے ملوائے بغیر ہی "بات پکی کر آئے۔

"تمہیں کیوں نہیں لے کر گئے؟"

"میرے پردے کی وجہ سے۔"

"کیا مطلب؟؟"

قرۃ العین نے ماتھے پر بل لاتے ہوئے پوچھا۔

میں عبایا میں جانا چاہ رہی تھی ان کے ساتھ کیونکہ مجھے پتہ تھا وہاں مکس گید رنگ ہوگی۔ میں "خوشی خوشی انکے ساتھ جانے کے لیے کمرے سے نکلی تھی مگر مجھے عبایا میں دیکھ کر سیف بھائی نے اتنے غصے سے ڈانٹا۔ ماما نے حیدر بھائی کو فون کر دیا۔ بھائی نے بھی اتنے غصے سے کہا کہ اسے

مت لے کر جائیں ورنہ اسکی وجہ سے بنی بنائی بات بگڑ جائے گی۔ قرۃ العین کیا میں منحوس  
 "ہوں؟؟"

وہ سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ قرۃ العین خاموشی سے سن رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ  
 فاطمہ اپنے اندر کی بھڑاس نکالنا چاہتی ہے، اس لیے اسے بولنے دیا۔  
 ماما نے جاتے ہوئے مجھے غصے سے روم میں دھکا دیا اور دروازے کو باہر سے لاک کر دیا۔ میں "  
 ساری رات اکیلی روتی رہی قرت! کچھ کھائے پیے بغیر۔ وہ سب سرونٹس کو منع کر گئی تھیں کہ  
 کوئی اس "منحوس" کے کمرے کا دروازہ نہیں کھولے گا۔ کوئی بھی نہیں آیا قرت! کوئی بھی  
 "نہیں! کل کی رات میں کبھی نہیں بھول سکتی۔"

اس نے شدت سے روتے ہوئے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا تھا۔

"فاطمہ میری جان! ایسے مت روؤ۔ کیا تم نے اللہ سے جواب مانگا؟؟"

اس نے ایسے ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ تو وقت تھا اسکے پاس جانے کا۔"

قرۃ العین نے اداسی سے کہا۔

کیا وہ نہیں جانتے قرت میں کس کرب سے گزر رہی ہوں؟ میں تو انکے حکم پر عمل کرنے کی "کوشش کر رہی ہوں، پھر کیوں یہ سب ہو رہا ہے؟؟ انھیں تو میرے لیے رستے آسان کرنے چاہیے۔"

اس نے چہرے سے ہاتھوں کو پیچھے کر کے معصومانہ انداز میں پوچھا، جیسے وہ بہت ٹوٹ چکی ہو۔ فاطمہ! یہ تو اس رستے کی سنت ہے۔ اس پر جو بھی چلتا ہے اسے بہت کچھ سہنا پڑتا ہے۔ یہ "جنت اتنی سستی تھوڑی ہے نا۔ اندر باہر ہر طرف سے مخالفتوں کا سامنا ہو کر لڑنا پڑتا ہے دیکھو نا ہم پر تو ایسی کوئی سخت آزمائش بھی نہیں آئی جیسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آتی تھیں۔ تم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا پڑھا ہے نا؟ کیسے انھیں تپتے سہرا میں لٹا دیا جاتا تھا، انکے سینے پر پتھر رکھ دیا جاتا تھا، کونلوں پر لٹایا جاتا تھا، چربی گھل جاتی تھی انکی۔ صرف توحید پر ایمان لانے کی وجہ سے! مگر وہ پھر بھی احد احد کہتے رہتے تھے۔ وہ تو ایسے نہیں روئے تھے؟؟ وہ تو ایسے نہیں پوچھتے تھے کہ جنت کی راہوں پر چلنا جرم ہے جو مجھے اتنی بڑی بڑی سزائیں مل رہی ہیں؟؟"

مگر قرت وہ صحابہ تھے۔ میں ایک عام سی بندی ہوں، کمزور سی۔ میں کیسے برداشت کر سکتی "ہوں اتنی مخالفت؟؟"

اس نے بے بسی سے کہا۔

اللہ فرماتے ہیں "

أَحْسِبِ النَّاسُ أَنْ يُتَّخَذَ رُكُودُ ۖ أَنْ يَقُولُوا ۖ لَوْ ۖ آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفِئْتُونَ

کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، \*  
\* "ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟

(سورۃ العنکبوت: 2)

یہ اللہ کہہ رہے ہیں فاطمہ! جن سے زیادہ سچی بات کسی کی نہیں ہو سکتی نا؟ اگر ہم نے ارادہ کیا ہے اس جنت کو پانے کا، اس رب کی رضا کو پانے کا تو ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے رستوں میں پھول بچھائے جائیں؟ محبتیں نچھاور کی جائیں؟ ہاں ایک وقت آتا ہے جب یہ سب ہوتا ہے مگر پہلے مکہ کی مشکلیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دکھانا پڑتا ہے اللہ کو کہ ہاں ہم نے جو دعویٰ کیا ہے ہم اس میں سچے ہونا چاہتے ہیں، اس پر پورا اترنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ پھر جب ہم مضبوطی سے اس رستے پر ڈٹ جاتے، حق کی گواہی دینے لگتے تو پھر دور آتا ہے ہجرتِ مدینہ والا۔ جب نفرتوں کی بجائے محبتیں ملتی ہیں۔ پھر یہی لوگ جو راہوں میں کانٹے بچھاتے ہیں، یہ ساتھی بن جاتے ہیں، دین میں ساتھ چلنے والے ساتھی۔ سنو!!! تم بازار سے حقیر سا چیک کرتی ہو، اسی سے sole جو تاخیر دیتے وقت بھی اسکو الٹا پلٹا کر دیکھتی ہو، اسکا سول



تمہیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کتنا پائدار ہے، کتنا عرصہ چلے گا۔ تو کیا تمہارا رب تمہیں نہ چیک کرے؟ کہ تم اس کے لیے کس حد تک جاسکتی ہو؟ تم میں اس کی رضا پانے کی تڑپ کتنی "سچی ہے؟ کہ تم اسکی خاطر سب کچھ برداشت کرتی جاؤ۔

"یعنی صبر؟؟؟؟"

اس نے نم آنکھوں سے پوچھا جیسے اسے جواب مل گیا ہو۔ قرۃ العین کی باتوں سے اسکے رونگٹے کھڑے ہوتے جا رہے تھے۔

ہاں! صبر۔۔ یہی تو مطلوب ہے۔ یہ رونا، ادا اس ہونا فطری ہے۔ مگر اللہ کی رضا میں راضی " رہنا، کھلے دل سے اسکے ہر فیصلے کو قبول کرنا ہی دراصل آزمائش ہے۔

:اللہ کہتے ہیں

وَجَعَلَ نَاجٍ ۚ صُّمُّمٌ ۚ لِّعِزِّ ۚ ضِ ۚ فِت ۚ نَ ۚ ۚ اَتَص ۚ ۚ بُرُو ۚ نَ ۚ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ  
بَصِي ۚ رَّ ا

اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا، کیا تم صبر کرو گے؟ تیرا " \*  
"رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

(الفرقان: 20)

التصبرون "۔۔ سوال ہے یہ اللہ کا۔ کیا تم صبر کرو گی؟؟؟"

فاطمہ نے یکایک اثبات میں سر ہلایا۔

قرۃ العین نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

اس رب نے کہا کہ وہ دیکھ رہا ہے، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ کون تمھاری مخالفت کر رہا ہے؟" کیوں کر رہا ہے؟ کتنی کر رہا ہے؟ اور جواب میں تم کیا کر رہی ہو؟ تم بس اپنا دیکھو کہ وہ تم سے کیا چاہ رہا ہے۔ فاطمہ! وہ تو بس یہ دیکھتا ہے کہ تم آزمائش کے کن لمحوں میں جا کر کس درجے کا "صبر کرتی ہو۔

"اور وہ جو میری مخالفت کر رہے ہیں؟؟؟"

وہ تمھاری مخالفت نہیں کر رہے فاطمہ! وہ تمھارے دین پر چلنے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور "کیوں؟؟؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں دین کو ویلو نہیں دی جاتی، اسکا ایک غلط فہمیوں پر مبنی برا میج بنا دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ انجانے خوف و خدشات کا شکار ہو کر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔"

"ہاں جو بھی ہے مگر وہ تو مسلمان ہیں نا؟"

ہاں بالکل مسلمان ہیں مگر وہ لاعلم ہیں فاطمہ۔ انسان ہمیشہ اس چیز کا دشمن ہوتا ہے جسکے "متعلق یا تو وہ علم نہ رکھتا ہو یا اس سے حسد کرتا ہو۔ جس دن انھیں علم ہو گیا نا کہ یہ راہ کوئی عام "راہ نہیں ہے، یہ دین پر چلنا کتنی سعادت کی بات ہے تو وہ تمھارے ساتھی بن جائیں گے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ انھیں آخر کیسے پتہ چلے گا؟؟؟"

"تم بتاؤ گی انھیں۔"

"میں کیسے بتا سکتی ہوں؟ وہ تو میری بات تک سننے کو تیار نہیں۔"

اس نے اداس لہجے میں کہا۔

سنیں گے، ضرور سنیں گے ان شاء اللہ! مگر تمہیں صبر کرنا ہو گا۔ ڈھیر سا راصبر۔۔۔ صبر "

"!! جمیل

"صبر جمیل؟؟؟"

"ہاں صبر جمیل۔۔۔"

قرۃ العین کی نظریں کھڑکی سے باہر کہیں دور ٹکی ہوئی تھیں۔ وہ جیسے کسی گہری سوچ میں، کسی خاص احساس کے زیر اثر کہے جا رہی تھی۔

ایسا صبر کہ تمہارے مخالفین کو بھی پتہ نہ چلے کہ اس بات نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔ ایسا صبر " کہ وہ تمہیں ڈانٹیں، ماریں، گالیاں دیں مگر تم جب اس سب کے بعد ان سے ملو، مسکرا کر ملو اور ایسے معاف کر دو جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ صبر جمیل!! وہ صبر جو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

اسکی آنکھوں سے دو آنسو چھلک کر اسکے دوپٹے میں جا کر جذب ہو گئے۔

فاطمہ ہمہ تن گوش اسکی باتیں سن رہی تھی۔

پھر یہ سب۔۔۔ یہ سب تمھارے ہو جائیں گے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آ" کر معافی مانگ لی تھی، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انکے دلی ساتھی بن گئے تھے۔ سب بدل جائیں گے، بس "کچھ وقت دو۔

اسے اپنی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کتنا وقت؟؟؟"

یہ تو تمھارے صبر پر منحصر ہے۔ ہو سکتا ہے ایک ہفتہ، ایک ماہ، ایک سال یا پھر دس سال۔۔۔ "یہ تو اللہ جانتے ہیں۔

"میں اتنا صبر کیسے کر سکتی ہوں؟؟؟ وہ بھی صبر جمیل؟

کر سکتی ہو، بالکل کر سکتی ہو۔ اگر تم یہ سب حالات برداشت نہ کر سکتی تو اللہ کبھی تمھیں اس "سب سے نہ گزارتے۔ کیا تم نے وہ آیت نہیں پڑھی؟ کہ "اللہ کسی نفس پر اسکی وسعت سے "زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

فاطمہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

تو سنو! تم انکی برائی کے جواب میں اچھائی کرتی جاؤ، کرتی جاؤ۔ اور یقین رکھو، وہ وقت آئے گا۔  
ان شاء اللہ جب یہ سب تمہارے دین کے ساتھی ہوں گے، ایمان کے ساتھی اور بالآخر جنت  
کے ساتھی۔۔۔

:اللہ فرماتے ہیں

اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتیں (تو تم) برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور " \*  
تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی  
\* " ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے خوش نصیب لوگوں کے کوئی نہیں پاسکتا۔

(سورت حم السجدہ: 34، 35)

!! تم صبر کی انتہا کر دینا۔۔ وہ کرم کی انتہا کر دے گا۔

"(ان اللہ مع الصابرین) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

اتنے میں عصر کی اذانوں کی آواز آنے لگی۔

چلو آؤ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔

قرۃ العین نے فاطمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اسکی باتوں نے فاطمہ میں گویا ایک نئی روح  
پھونک دی تھی۔ اسکا سارا غم اب اسکی موٹیویشن میں بدل گیا تھا۔ اسے صبر کرنا تھا۔۔ صبر

!! جمیل

-----  
 "کیا ہوا بیٹا؟"

"جی؟؟؟"

اس نے ہڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔

"فاطمہ تم رورہی ہو یا مسکرا رہی ہو؟

مسزریان پریشانی کے عالم میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"!! اوہ۔۔۔ الحمد للہ"

اس نے اپنے ہاتھ سے آنسو صاف کرتے ہوئے بھرپور طریقے سے مسکراتے ہوئے ادھر

ادھر نگاہ دوڑائی۔

اسے یاد آیا کہ وہ تو ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹی تھی۔

فاطمہ آج کچن میں صغراں اور اسکی بیٹی کے ساتھ شام سے ڈنر کی تیاری میں مصروف تھی۔

مختلف قسم کی ڈشز، ڈیزرٹس، ڈرنکس، مٹھائی وغیرہ ہر چیز اس نے اپنی نگرانی میں بنوائی تھی۔

آج حیدر کے سسرال والے رسم کے لیے آرہے تھے۔ حیدر بہت خوش تھا۔ اسے اورریان

صاحب کو گھر آئے ہوئے دودن ہی ہوئے تھے۔ گھر میں ایک ہالچل مچی ہوئی تھی۔ مسزریان

سیف کے ساتھ مل کر گھر کو ڈیکوریٹ کروانے میں مصروف تھیں۔

"پھول یہاں لگاؤ۔"

"پردے ایسے سیٹ کرو۔"

"لائٹس یہاں ایسے سیٹ کرو۔"

انکی آوازیں پورے لاؤنج میں گونج رہی تھیں۔ وہ الیکٹریشنز اور ڈیکوریٹرز کو ہدایات دے رہی تھیں۔ غرض ایسے لگ رہا تھا جیسے آج ہی شادی ہونے لگی ہے۔ اس گھر کے بڑے بیٹے کی ہونے والی بیوی نے آنا تھا، سب کا خوش ہونا ایک لازمی امر تھا۔

البتہ فاطمہ کے ساتھ سب کا رویہ بہت تبدیل ہو چکا تھا۔ فاطمہ کا پردہ کرنا انکے لیے ایک امتحان بن چکا تھا۔ وہ باہر تو خود کو مکمل عبایا میں ڈھانپ کر جاتی تھی تب اسے کوئی نہیں روکتا تھا۔ مگر خاندان میں پردہ کرنا اور وہ بھی حیدر کے سسرال والوں کے سامنے؟ اس چیز نے انھیں بہت پریشان کر رکھا تھا۔

پچھلی رات مسز ریان نے فاطمہ کو بہت سمجھایا تھا کہ  
"کل کسی بھی قسم کا کوئی ڈرامہ نہیں کرنا۔"

مگر فاطمہ اسی بات پر اصرار کر رہی تھی کہ وہ سب کام کرے گی، ان سے ملے گی بھی، مگر انکے مردوں کے سامنے پردے میں ہی جائے گی۔

فاطمہ پردہ دل کا ہوتا ہے، تم میں حیا ہے نا؟ یہ کافی ہے۔ باہر کر رہی ہو، کرو مگر اب یہ کیا"

"تمناشہ کہ گھر میں آنے والے مہمانوں سے بھی چہرے چھپاتی پھر و؟

ان کا لہجہ سخت تھا۔

اما! دل میں حیا ہو تو ہی باہر جسم کو پردے میں ڈھانپا جاتا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی دل پر"

"پردہ پڑے ورنہ تو انسان کی مت ماری جاتی ہے۔

اس نے گہری سوچوں میں گم ہوتے ہوئے کہا۔

میرا دماغ مت خراب کیا کرو فاطمہ! تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے کہ اگر میں پردہ نہیں"

"کرتی تو کیا میرے دل میں حیا نہیں ہے؟ تم اپنی ماں کو بے حیا کہنا چاہ رہی ہو؟

انہوں نے جان بوجھ کر بات کو غلط رخ دے دیا تھا۔

بالکل بھی نہیں میری پیاری اما۔ دیکھیں! ایک چھوٹی سی مثال دیتی ہوں۔ آپ کسی سے پیار کا"

"اظہار تب کرتی ہیں نا جب دل میں محبت کے جذبات ہوں؟؟؟

مسز ریان نے بھنویں سکڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔

ایسا ہی ہے نا؟ تو اگر دل میں حیا ہو تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اسکا اظہار نہ ہو۔ پردہ میرے اور"

آپ کے رب کا حکم ہے اما۔ جب دنیا کی سب سے پاکیزہ خواتین، صحابیات نے دنیا کے سب سے

زیادہ پاکیزہ انسان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کیا تھا، صرف اس لیے کہ اللہ کا حکم



ہے تو ہم جیسے گناہ گار کیسے دل کی پاکیزگی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ انکے دل تو ہم سے زیادہ پاکیزہ تھے نا؟

اس نے انکے بے زاری والے اکسپریشنز کو بالکل اگنور کرتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

فاطمہ تم جانتی ہو کس دور کی بات کر رہی ہو؟ کتنی صدیاں گزر گئی ہیں؟ اب وہ زمانہ جاچکا ہے۔ اسلام اتنا بھی سخت نہیں ہے۔

اما بالکل جاچکا ہے وہ ٹائم، مگر آج کا ٹائم زیادہ پر فتن ہے۔ آج تو انسان کو خود کو بچا کر رکھنے کی، اپنی حفاظت کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہم تو خون کے رشتوں کے دلوں تک کو نہیں جان سکتے، کہاں یہ کہ باہر کے لوگ

فاطمہ میرے ساتھ بحث مت کیا کرو۔ پتہ نہیں لوگ دین میں آکر کیوں بحث کرنے لگتے ہیں۔ پتہ نہیں مجھ سے کونسی غلطی ہوئی کہ تمہیں اس پرانے زمانے کے مدرسے میں جانے کی اجازت دے دی۔ تم تو اپنے مینرز بھی بھولتی جا رہی ہو۔

انکی بات سن کر فاطمہ چپ ہو کر رہ گئی، بڑے ضبط سے اپنے آنسوؤں پر کنٹرول کیا ہوا تھا۔ صبر جمیل!! ایسا صبر۔۔۔ کہ مخالفوں کو پتہ بھی نہ چلے کہ انکی کسی بات نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔

قرۃ العین کی باتیں اسکے مائنڈ میں گونجنے لگیں۔

اس نے مشکل سے مسکرانے کی کوشش کی مگر آنکھوں نے اس مسکراہٹ کا ساتھ نہ دیا اور دو قطرے بہہ نکلے جنہیں اس نے منہ پھیر کر اپنی ماں سے چھپا لیا۔

بہر حال! اب مزید مجھے کوئی بحث نہیں کرنی۔ میں اپنے بیٹے کی خوشیوں کو تمہاری نحوست " سے خراب نہیں کرنا چاہتی۔ اگر کل کوئی ڈرامہ کیا تو یاد رکھنا مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ غصے سے کہتے ہوئے وہ تیزی سے کمرے سے نکل گئیں۔

-----

کچن میں کام کرواتے ہوئے وہ بار بار یہی سوچ رہی تھی کہ آج کیا ہو گا؟

تمہاری ماما ٹھیک کہتی ہیں۔ گھر میں آنے والوں سے پردہ کرنا کتنا مشکل ہے۔ کب تک ایسے "خود کو چھپاؤ گی؟ ابھی تو تمہاری اپنی بھی شادی ہونی ہے۔

اسکے اندر طرح طرح کے وسوسے اٹھ رہے تھے۔ شیطان مکمل زور لگا رہا تھا۔ اندر سے بھی، باہر سے بھی، کہ کسی طرح وہ پردہ نہ کرے۔

"اللہ تعالیٰ میں کیا کروں؟؟"

وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ مسز ریان کی آواز آئی۔

چلو فاطمہ تم جا کر ریڈی ہو جاؤ۔ صغراں تم سب کچھ چیک کرو ایک بار، آج میرے بیٹے کی "منگنی ہے کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ جیسے ہی گیسٹ آنے لگیں تم ڈرنکس سرو کروانا شروع کر دینا۔"

فاطمہ کچھ کہے بغیر کچن سے نکلی اور لاؤنج میں نظر دوڑاتے ہوئے سیدھا اپنے روم میں چلی گئی۔

سب کچھ فائنل ہو چکا تھا۔ سب اب ریڈی ہونے کے لیے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

-----

فاطمہ مغرب کی نماز کے بعد جائے نماز پر ہی بیٹھی تھی۔ دل انتہائی مضطرب تھا، دھڑکن کنٹرول میں نہیں آرہی تھی۔ وہ الجھ چکی تھی، کیا کرے اور کیا نہ کرے؟ اب تو آنسو بھی جیسے رک کر گلے کا پھندہ بنے ہوئے تھے۔ اگر آج نہ کروں تو؟ منگنی ہو جائے ایک بار پھر کر لوں گی۔

باہر پردہ کرتی تو ہوں، کیا اتنا ہی کافی نہیں ابھی؟

مجھے لگتا ہے آہستہ آہستہ کرنا چاہیے۔ اتنے لوگوں کا سامنا کرنا آسان تھوڑی ہے۔

مالوگوں نے مجھے نہیں چھوڑنا اگر میں نے حیدر بھائی کے سسرال والوں کے سامنے پردہ کیا۔

تو کیا میں ویسے ہی انکے سامنے چلی جاؤں جیسے پہلے بے پردہ رہا کرتی تھی؟

پھر کیا فائدہ میرا قرآن پڑھنے کا؟ اگر میں نے اللہ کا حکم جان کر بھی عمل نہ کیا؟

!! یا میں کمرے سے نکلوں ہی نا؟ ہائے!!!! اللہ اکبر

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ ایک گھنٹے بعد تقریب کا آغاز ہونے والا تھا۔

ہزاروں خیال اور وسوسے اس کے دماغ کو الجھائے جا رہے تھے۔

"اللہ تعالیٰ!! مجھے بتائیں میں کیا کروں؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"

اس نے بے بس ہوتے ہوئے کہا۔

جب بھی ٹوٹنے لگو، جب بھی دنیا سے تھک جاؤ، جب بھی اللہ کی یاد آئے، جب بھی کسی

"سوال کا جواب چاہیے ہو، اسے کھول کر پڑھ لینا۔

اسے قرت کی بات یاد آئی جو اس نے فاطمہ کو اپنا قرآن دیتے ہوئے کہی تھی۔

وہ تیزی سے جائے نماز سے اٹھی اور بھاگ کر الماری سے قرآن نکال کر کھولا۔

"یہ وہ کتاب ہے جو انسان کی ہر معاملے میں رہنمائی کرتی ہے۔"

اس کے پہلے پیج پر فاطمہ نے اپنے ہاتھ سے لکھی لائن کو دہرایا۔

فاطمہ قرآن کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی اور درمیان سے کھول کر سورت کا نام

دیکھے بغیر تلاوت شروع کر دی۔ وہ اپنی سوچوں میں محو، ابھی قرآن کے صفحات پلٹ ہی رہی

تھی کہ مسزریان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

"فاطمہ وہ گفٹس۔۔ ارے یہ کونسا وقت ہے قرآن پڑھنے کا؟؟"

اسے قرآن کھولے دیکھ کر انھوں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر فوراً پوچھا۔

"جی ماما بس دل بے چین ہو رہا تھا بہت، اس لیے۔"

تم اور تمہارا دل!! بند کرو اسے، جب دیکھو ایک ہی کام ہے۔ جلدی سے ریڈی ہو کر باہر آؤ۔"

تمہارے تایا لوگوں کی فیملی آگئی ہے۔ انگلینڈ سے انکا بیٹا عکاشہ بھی آیا ہے، وہ باہر ویٹ کر

"رہے ہیں، جلدی آؤ۔"

"جی۔۔"

اسے اپنی آواز اپنے ہی حلق میں پھنستی ہوئی محسوس ہوئی۔

مسز ریان دروازہ بند کر کے جا چکی تھیں۔

"!!!!یا اللہ"

آنسو ٹپ ٹپ بہہ کر قرآن کے صفحات بھگونے لگے۔

"میں انکا کیسے سامنا کروں گی اللہ؟؟؟؟"

اس نے روتے ہوئے قرآن کے کھلے صفحات کو دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ اسکا رب اسے ضرور

جواب دے گا۔

سامنے یہ آیت۔۔

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا صریح" \*  
 \* "دشمن ہے۔

(سورت البقرة: 208)

پڑھی اور بس۔۔۔

-----  
 "یہ مسز ریان کی بیٹی ہے؟؟"

اسے کیا ہوا ہے؟؟"

"شاید چہرے پر کچھ ہوا ہے جو چہرہ چھپائے پھر رہی ہے۔"

"یہ ایسے ماسیوں کی طرح کیوں گھوم رہی ہے؟؟"

"بھائی کی رسم ہے، بہنیں تو بہت خوشیاں مناتی ہیں۔ یہ کیوں ایسے چھپتی پھر رہی ہے؟"

ہال نماڈیکور یٹڈ لاؤونج میں حیدر سے زیادہ فاطمہ کو ڈسکس کیا جا رہا تھا۔

فاطمہ سب سے خوش اخلاقی اور محبت سے مل رہی تھی۔ اس نے ڈریس تو وہی پہنا تھا جو مامانے

ڈیزائن کروایا تھا مگر اوپر سے ایک بڑی چادر سے خود کو ڈھانپ لیا تھا، جسکی وجہ سے سارے

کپڑے چھپ گئے تھے۔ اس نے میک اپ بھی کیا تھا البتہ جب کسی مرد کے سامنے سے گزرتی

یا کوئی مرد اسکے سامنے سے گزرتا تو وہ فوراً سے اپنے چہرے کو ایسے چھپالیتی کہ آنکھیں بھی نظر نہ آتیں۔

سب خاندان والوں کی چبھتی نظریں اور مختلف سوالوں کو بالکل اگنور کر کے وہ سب کو بس ایک ہی جواب دے رہی تھی۔

جی الحمد للہ! اللہ کی توفیق سے، قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہوئے میں نے مکمل پردہ شروع "کر دیا ہے۔"

مسز ریان فاطمہ کے باہر آنے سے لاعلم، اپنی فرینڈز کے سرکل میں حیدر کے سسرال والوں کی تعریفوں کے پل باندھنے میں مصروف ہی تھیں کہ اچانک انکی دوست سارہ نے منہ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"یہ آپکی بیٹی فاطمہ ایسے کیوں پھر رہی ہے؟؟"

مسز ریان نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر فوراً مڑ کر فاطمہ کو دیکھا، جو سب سے گلے لگ لگ کر مل رہی تھی۔

بچی نے پردہ شروع کیا ہے، بہت اچھی بات ہے۔ آج کے دور میں تو لڑکیاں بے حیا ہی ہوتی جا رہی ہیں۔ بہت خوشی ہو رہی جوانی میں ایسی استقامت دیکھ کر۔ آپ بہت خوش قسمت ہیں "مسز ریان! ورنہ میں تو اپنی بچیوں کو کہتی رہتی ہوں کہ کم از کم دوپٹہ تو اوڑھ لو۔"

ایک اور خاتون جو انکے پاس کھڑی تھیں بڑے رشک کی نگاہوں سے اس دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔ جبکہ مسز ریان کی آنکھیں شدتِ غضب سے سرخ ہونے لگیں، میک ایپ شدہ چہرہ غصے سے تنپنے لگا تھا۔ وہ تیزی سے فاطمہ کی جانب لپکیں۔

فاطمہ بیٹا بھی یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ ابھی تو جوانی کی بہاریں دیکھنی ہیں۔

تائی جان ابھی نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے سمجھانا چاہ رہی تھیں گویا انھیں فاطمہ اس وقت مظلوم لگ رہی تھی۔

ہاھاھا میری پیاری سی تائی جان! یہی تو عمر ہے اللہ کو راضی کرنے کی، بڑھاپے میں تو ہر کوئی اللہ اللہ کرتا ہے۔ مزہ تو تب ہے اطاعت کا جب اپنی جوانی اسے دے دی جائے۔ آپکو پتہ ہے "ایسا نو جوان جسکی زندگی عبادت میں گزرے وہ قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہو گا۔ فاطمہ نقاب میں ہی انھیں جواب دے رہی تھی کیونکہ پیچھے صوفے پر تایا ابوا اور انکا بیٹا عکاشہ بے زاری والی عجیب نظروں سے فاطمہ کو دیکھ رہے تھے۔ فاطمہ کو عکاشہ کی وجہ سے چہرہ چھپانا پڑا تھا۔

ابھی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ پیچھے سے مسز ریان نے آکر فاطمہ کا بازو زور سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔



"آئی ایم سوری زنیہ آپا!! مجھے فاطمہ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی جی کوئی بات نہیں۔"

مسز ریان ان سے اجازت لیتے ہوئے فاطمہ کو کھینچ کر اسکے کمرے میں لے گئیں۔

دروازہ بند کرتے ہی انھوں نے اسکے چہرے پر کھینچ کر تھپڑ لگایا۔

یہ کیا گل کھلاتی پھر رہی ہو تم؟ ہاں؟ تمہیں منع کیا تھا نا؟ ایک بار بات سمجھ نہیں آتی "تمہیں؟"

فاطمہ اچانک ہونے والے اس ری ایکشن کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ حیران و پریشان، تھپڑ پڑنے کی وجہ سے سرخ تپتے گل پر ہاتھ رکھے، مسز ریان کی طرف پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

مسز ریان گویا اس پر غرائی تھیں۔

تمہیں پتہ ہے تمہاری تائی آج خصوصاً عکاشہ کو کس لیے لائی ہیں؟ وہ مجھ سے تمہارا ہاتھ "

"مانگ رہی ہیں۔ اب میں انھیں یہ بتاؤں کہ اس نواب زادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟

مسز ریان کا سانس پھول چکا تھا، ان کا بس چلتا تو وہ اسے مارنا شروع کر دیتیں۔ مگر وہ موقع کا لحاظ

کیے ہوئے تھیں۔ ان کا بی پی ہائی ہو رہا تھا۔

"ماما آپ پلیریلیکس ہوں۔ یہاں بیٹھیں، میں آپ کو پانی دیتی ہوں۔"

فاطمہ نے ہوش سنبھالتے ہوئے اپنی تکلیف اور انکی دل توڑنے والی باتوں کو مکمل اگنور کر کے انھیں بٹھانے کے لیے پکڑنے کی کوشش کی مگر انھوں نے فوراً فاطمہ کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"!!! مجھے ہاتھ مت لگاؤ، ورنہ تمہارا گلہ یہیں دبا دوں گی میں۔ کہیں کا نہیں چھوڑا تم نے مجھے"

انھوں نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ انکا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

یہ سنتے ہی فاطمہ حیرت سے منہ کھولے دو قدم پیچھے ہٹی۔

"!! میں نے کوئی گناہ تو نہیں کیا ماما"

"یہ ہمارے معاشرے میں گناہ ہی سمجھا جاتا ہے، سمجھ آئی تمھیں؟"

"مجھے معاشرے کی پرواہ نہیں ہے ماما، میں اللہ کو راضی کرنا چاہتی ہوں۔"

فاطمہ نے انکی سخت بات کے جواب میں نہایت دھیمے اور روہانسی لہجے میں کہا۔

خدا کا واسطہ ہے بس کر دو فاطمہ!! مجھے بتاؤ تمہارا رشتہ کیسے ہو گا؟ کون تمھیں اپنی بہو بنائے گا"

ایسے؟ اگر تمہاری تائی نے بھی انکار کر دیا تو؟ ہم کہاں تمہارے لیے مولوی ڈھونڈتے پھریں

"گے؟ مجھ پر نہیں تو اپنے باپ کے بڑھاپے پر ہی رحم کر لو۔

وہ جیسے غصے کی شدت سے رو دینے کے قریب تھیں۔

اما! جو اللہ نے میرے لیے لکھا ہو گا، وہ مل جائے گا۔ اللہ اپنے رستے پر چلنے والوں کو اکیلا نہیں " چھوڑتے۔ میرے پردہ کرنے سے میری قسمت میں لکھا شخص تقدیر سے مٹا تو نہیں دیا جائے گا "نا؟ البتہ اس اطاعت کی وجہ سے اللہ آگے میری زندگی کو مزید خوبصورت بنانے پر قادر ہیں۔

تم آخر کس خوابوں کی دنیا میں رہتی ہو؟ تمہیں نہیں پتہ آج دین پڑھی لڑکیوں کی یا تو " شادیاں نہیں ہوتیں یا طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ خدا کا واسطہ ہے اتنی ایکسٹریم مت بنو کہ بعد میں پچھتاتی پھرو۔ تمہیں یاد ہے جہاں بچپن میں تم سب نے قرآن پڑھا تھا اس مولوی کی بیٹی "کو کیسے طلاق ہو گئی تھی؟ باقی بیٹیاں بھی کتنا عرصہ گھر بیٹھے رہی تھیں۔

اما طلاق تو انکی بھی ہو جاتی ہیں جو دین پڑھی نہ ہوں اور جہاں تک ان مولوی صاحب کا " تعلق ہے، انکی بیٹیاں آج اپنے گھروں میں خوش ہیں، اسلام کے مطابق زندگی گزار رہی ہیں "وہ۔

ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"مام! آپ ادھر ہیں؟ حیدر بھائی کے سسرال والے آگئے ہیں۔"

سیف نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر عجیب غصے والی نظروں سے فاطمہ کو دیکھتے ہوئے مسزریان سے کہا اور چلا گیا۔

دیکھا زبان تمھاری کیسے چلتی ہے؟ ذرا یہ رسم ہو لینے دو پھر دیکھنا میں اور تمھارے بابا تمھیں "

"کیسے سیدھا کرتے ہیں۔ اور خبردار جو تم اس حال میں کمرے سے باہر آئی۔

"ماما مجھے بھی ملنا ہے حیدر بھائی کے۔۔۔"

فاطمہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مسز ریان اپنے چہرے کو تھپکتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں اور دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔

کمرے کی لائٹس آف تھیں، وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکے سلکی بال اسکے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اسکی آنکھوں کا کاجل پھیل چکا تھا۔ اسکے پیٹ میں آج پھر سے وہ درد اٹھنے لگا جو کچھ دن پہلے بالکل ختم ہو گیا تھا۔ وہ درد اور اسکا تذکرہ کرنا بھول ہی گئی تھی۔ مگر اس پیٹ کے درد سے زیادہ اسکی روح اذیت میں تھی۔ اسکا دل چور چور تھا۔ وہ اپنی ماں کا ہاتھ اٹھانا، انکی باتوں، طعنوں اور چبھتی ہوئی نظروں کو بھولنا چاہتی تھی۔ وہ تو اکلوتی بیٹی تھی، اتنی لاڈلی تھی۔ وہ جسے سب محبت سے دیکھا کرتے تھے آج انکی نظروں کے تیر اسکے دل کو چھو رہے تھے۔

باہر سب خوشیاں منا رہے تھے۔ مگر کون جانتا تھا؟ کہ ایک ہی دیوار کے پار۔۔ ایک معصوم دل لڑکی۔۔ اپنے دل کے ٹکڑوں کو جوڑنے میں مصروف تھی۔ ادھر بلند ہوتے قہقہوں میں دیوار کے اس پار بیٹھی لڑکی کی سسکیاں۔۔ عرش پر سنی جا رہی تھیں۔

!! مگر! وہ صبر کر رہی تھی۔۔ صبر جمیل!! خوبصورت صبر

اسے صبر کرنا ہی تھا۔ اسے قرۃ العین کی ایک بات یاد تھی۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی وہ آیت؟ جس میں اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ برائی کے جواب میں اچھا کرنے والوں کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ اسے سب کو اپنا دین میں سا تھی بنانا تھا، سب کے ساتھ جنت میں جانا تھا۔ اس لیے اسکا صبر کرنا لازم تھا۔ اس نے زبان سے کوئی شکوہ نہ کیا تھا، وہ جان چکی تھی کہ اللہ کی رضا پانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اسے شدت سے محسوس ہوا کہ طائف والوں کے پتھر کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم تو جسم۔۔ دل کتنا زخمی ہوا ہو گا۔

مگر انھوں نے اللہ کے لیے برداشت کیا، ان سب کو معاف کر دیا۔ حالانکہ انھیں اختیار دیا گیا تھا کہ ایک اشارے پر پوری وادی تباہ کر دی جاتی۔

"میں نے سب کو آپکی رضا کی خاطر معاف کیا اللہ۔۔"

اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے معصوم لہجے میں کہا۔

میں بھی وہی کہوں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے موقع پر پتھر کھا کر کہا "تھا، کہ شاید ان طائف والوں کی نسلوں میں ایمان ہو۔ میں بھی آپ سے اچھی امید رکھتی ہوں اللہ۔۔ ان طعنوں کے پتھر کھانے کے بعد، دل کے زخمی ہونے کے بعد، کہ شاید ایک وقت آئے اللہ۔۔ کہ یہ لوگ میرے دین میں ساتھی بن جائیں۔ مجھے آپ سے بہت امید ہے اللہ! "آپ انھیں ہدایت دے دیں، انھیں اپنے رستے میں میرا مددگار بنادیں۔ وہ یہ کہتے ہوئے اپنے آنسو روکنے میں ناکام رہی تھی۔

مگر اسکا کرب، اسکا درد، اسکا ہر ایک آنسو، کہیں اوپر محفوظ کیا جا رہا تھا۔ بدلے کی خاطر!!  
!!خوبصورت منزل کی خاطر

آنسو گر رہے تھے مگر اسکا کرب غافل نہیں تھا۔ وہ تو بہت قدردان تھا۔ اپنے رستے پر زخم کھانے والوں کے لیے بہت مہربان۔۔۔

-----  
"تو بتا ذرا جہیز کہاں سے بنائے گا؟ ابھی تو بہن کی شادی کی ہے شہریار تو نے؟"

اماں اللہ کا کرم ہے۔ دیکھیں مجھے اللہ نے اتنی اچھی جاب دے دی ہے، سارا قرض اتار چکا "ہوں بس چند مہینے میں اتنی سیونگ کر لوں گا کہ اپنا کمرہ سیٹ کر سکوں۔

افس میرے خدایا!! تو کیوں اپنے سر مصیبت لینا چاہتا ہے؟ یہ لڑکی والوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پہلے تجھے دین دار پر دے والی لڑکی چاہیے تھی، میں چپ رہی۔ اب تیری نئی ڈیمانڈ ہے۔

"ماں کے بھی کچھ ارمان ہوتے ہیں، تو میرا کلوتا بیٹا ہے۔"

اسکی ماں نے جذباتیت میں کہا۔

اماں اماں میری جان!! میں کونسا آپکے ارمان توڑنے لگا ہوں؟ بس یہی کہا ہے کہ میں جہیز"

"نہیں لوں گا اور ان شاء اللہ آپ دیکھنا وہ بہت اچھی بہو ثابت ہوگی آپکی۔"

شہریار نے مسکراتے ہوئے بازو اپنی ماں کی گردن میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نا تجھے کیسے پتہ ہے کہ وہ اچھی بہو ثابت ہوگی؟ تو نے تو اسے دیکھا بھی نہیں ہے؟"

اماں نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے شہریار سے پوچھا۔

نہیں دیکھا تو نہیں ہے، مگر مجھے اپنے رب پر اور اپنی دعاؤں پر بھروسہ ہے کہ وہ بہترین ہی"

"دیں گے۔"

اس نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

اسکی بات سن کر اسکی ماں نے ہنستے ہوئے اسکے چہرے کو چوم لیا۔

"اللہ تجھے سدا سکھی رکھے۔"

"آمین"

یہ کہتے ہوئے وہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اسے امید تھی کہ اسکی والدہ مان جائیں گی۔ اس نے قرۃ العین کا انتخاب اسے دیکھے بغیر صرف اسکے دین کی بنیاد پر کیا تھا۔ چونکہ شریعت نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت دیتی ہے مگر یہ شہریار کا اپنا فیصلہ تھا، اسے قرۃ العین کے پردے نے ہی مطمئن کر دیا تھا۔

نائکہ کی شادی کو تین ماہ ہونے والے تھے۔ اسکی شادی کے دو ہفتوں بعد ہی شہریار کو ایک بہت اچھی جگہ جاب مل گئی تھی۔ اس جاب کی وجہ سے اس نے اپنا سارا قرض اتار کر بک سٹور کو ریٹ پردے دیا تھا۔ اب اسکا سیکنڈ ٹائم اپنی پڑھائی مکمل کرنے کا ارادہ تھا۔ حالات پہلے سے کافی بہتر ہونے لگے تھے، اس لیے اس نے پورا ارادہ کر رکھا تھا کہ اسے جہیز کی رسم کو توڑنا ہے۔ اس رسم کی وجہ سے نجانے کتنے غریب باپوں کی بیٹیاں اپنے بال جوانی میں ہی سفید کر لیتی ہیں، کتنی ہی بہنوں کے ارمان ادھورے رہ جاتے ہیں، کتنے ہی غریب والدین قرض کے بوجھوں تلے دب جاتے ہیں۔ اسکا پکا ارادہ تھا کہ ان شاء اللہ وہ پہل کرے گا، شاید اسے دیکھ کر بہت سے لوگ یہ قدم اٹھا کر دوسروں کے لیے بھی نکاح کے رستے آسان کر دیں۔

"لڑکی لڑکی لڑکی!!! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ رکودرا میں بتاتی ہوں تمہیں۔۔۔"

قرۃ العین ابھی کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی کہ فاطمہ ہاتھ میں کشن لے کر اسکی طرف لپکی۔



"امی آپ نے کیوں بتایا؟ میں نے خود بتانا تھا۔"

وہ اچانک یہ سب دیکھ کر مصنوعی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کمرے سے بھاگتے ہوئے کہنے لگی۔

فاطمہ ایک ہفتے بعد حیدر کی منگنی کی مٹھائی لے کر قرت کے گھر آئی تھی کہ آنٹی نے اسے قرت کے رشتے کے بارے میں بتایا۔ اسے بہت خوشی ہو رہی تھی۔ اسکی خوشی میں وہ اپنا سارا غم بھول گئی تھی۔

"نہیں تم رکو تو سہی ذرا!! یہ تو آنٹی نے بتایا ورنہ تو میڈم نے ابھی بھی نہیں بتانا تھا۔ ہے نا؟"

"ہاھاھاھا۔۔۔ اب پتہ چل تو گیا نا اااا۔۔۔"

وہ صحن میں ہنستی ہوئی قرۃ العین کو پکڑنے کے لیے اسکے پیچھے بھاگ ہی رہی تھی کہ اچانک سے دروازہ کھلا اور معاذ اندر داخل ہوا۔ مگر ان دونوں کو ایسے بھاگتے ہوئے دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا۔

قرۃ العین کو جیسے ہی احساس ہوا وہ فوراً اسے رکی اور دروازے کی جانب مڑ کر دیکھا۔ اسکے پیچھے فاطمہ بھی فوراً رک گئی۔

معاذ کو دیکھتے ہی فاطمہ نے یکا یک اپنے سکارف کا پلو اوپر کر کے نقاب کر لیا اور گھبرا کر قرۃ العین کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ قرۃ العین کا بھائی ادھر ہی ہوتا ہے۔

"بھیا آپ نے دستک نہیں دی؟"

"وہ۔۔ معذرت۔۔ میں کچھ جلدی میں تھا اس لیے۔"

معاذ نے جلدی سے سنبھلتے ہوئے نگاہوں کو جھکاتے ہوئے کہا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

سوری فاطمہ! بھیا گھر میں کبھی ایسے بتائے بغیر داخل نہیں ہوتے۔ آ جاؤ ہم کمرے میں چلتے ہیں۔

فاطمہ خاموشی سے سر جھکائے اسکے پیچھے کمرے میں جانے لگی۔ ایک لمحے کے لیے اسکا دل چاہا کہ وہ مڑ کر اس "نامحرم" کو دیکھے جسکا پورا گیٹ ایپ ہی سنت میں ڈھلا ہوا تھا۔ اسکا دل پوری طرح سے مائل ہوا تھا، وہ مڑنے ہی لگی تھی کہ پھر اسے اللہ کا حکم یاد آ گیا۔

وَقُلْ لِّلَّ ۖ مُؤْمِنَاتٍ يَلْعَنُ ۖ نَّ ۖ مِنْ ۖ اَبَ ۖ صَارِهِن

(اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئیے کہ اپنی نگاہوں کو جھکا لیا کریں)

(سورت النور: 31)

اس نے فوراً سے اعوذ باللہ پڑھ کر اس خیال کو جھٹک دیا اور کمرے میں چلی گئی۔

اس میں حرج ہی کیا ہے؟ ہر ایک کی اپنی لائف ہے، ہر ایک کو حق ہے جینے (Mom) توام "

"کا۔ فار گاڈ سیک! اب آپ لوگ اسے بہانامت بنائیے گا۔

زونیشہ نے دو ٹوک انداز میں اپنی ماں، مسز فاروقی سے کہا۔

زونئی! میں تمہیں کیسے ایسے گھر میں بیاہ دوں جہاں بعد میں تمہیں اپنی مرضی کے لائف "

"سٹائل کی اجازت نہ ہو؟ اووہ ہنی! میرا دل بالکل نہیں مانتا۔

اوہ مام پلیسیز! آپ نے حیدر کی ماما اور انکے لائف سٹائل کو دیکھا ہے نا؟ انفیکٹ میں نے انکے "

گھر میں کسی پر کوئی پابندی نہیں دیکھی۔ اب اگر حیدر کی سسٹر نے اس طرح سے اپنا لائف

کہ ہمیں اسکو لے کر اس طرح کے خدشات رکھنے i dont think so سٹائل چووز کیا ہے تو

"!! چاہئیں۔ یہ اسکی اپنی لائف ہے

زونیشہ نے کمان جیسی بھنوں کو اوپر کر کے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اوکے ہنی! میں تمہارے ڈیڈ سے بات کروں گی۔ وہ اس بات کو لے کر بہت پریشان ہو رہے "

"تھے۔ اگر تمہیں کوئی اعتراض نہیں تو ہم بھی اپنی بیٹی کی خوشی میں خوش ہیں۔

مسز فاروقی نے پیار سے زونیشہ کے گال کو تھپک کر اسکے ڈائی شدہ بال سہلاتے ہوئے کہا۔

حیدر کے سسرال، فاروقی صاحب کی فیملی کو فاطمہ کے پردے کا پتہ چل چکا تھا۔ مسلسل دو تقریبات پر ریان صاحب کی اکلوتی بیٹی کی غیر موجودگی انکے لیے تشویش ناک تھی، اس لیے حیدر کی رسم کے بعد مسز ریان نے خود انھیں سارا معاملہ بتا کر ان سے معذرت کی تھی کہ وہ اپنی اکلوتی بیٹی کے "اس جنونی" رویے کے لیے شرمندہ ہیں۔ مسز فاروقی تب تو کچھ نہ کہہ پائی تھیں مگر گھر آ کر کئی دن تک انکی اپنی فیملی میں اس معاملے کو لے بہت خدشات پیدا ہوتے رہے تھے۔

زونیشہ ہمیشہ سے آزاد خیال لڑکی رہی تھی، اس پر کسی بھی قسم کی روک ٹوک نہ تھی۔ انکی فیملی ریان صاحب کی فیملی سے زیادہ ایلٹ تھی۔ دین تو بس نام کا تھا اور یہ نام بھی پاسپورٹ یا آئی ڈی کارڈ پر ریلیجن کے خانہ کو پر کرنے کی حد تک تھا۔ اسی آزاد خیالی کا نتیجہ تھا کہ میڈیکل کالج میں ہی زونیشہ اپنے فیلو حیدر کی محبت میں مبتلا ہو چکی تھی۔

زونیشہ کی خوشی کی خاطر اسکے پیرنٹس نے ہمیشہ اسکی ہر جائز ناجائز خواہش پوری کی تھی۔ مگر یہاں آ کر رشتے کا معاملہ اور وہ بھی اس طرح کی فیملی میں، انھیں سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مسز ریان! ہر ایک کی اپنی زندگی ہے اور ویسے بھی فاطمہ نے "بھی اپنے گھر کی ہو جانا ہے۔ آپ شادی کی تیاریاں کریں۔ ہاں مگر۔۔۔ بس شادی والے دن

ذرا خیال رکھیے گا۔ دراصل ہماری فیملی ان باتوں کو دقیا نو سیت سمجھتی ہے۔ سو! یقیناً آپ سمجھ رہی ہوں گی نا۔

مسز فاروقی نے بڑی ہوشیاری سے مسز ریان کے سامنے فون پر ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنا مطالبہ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ ایک مہینے بعد شادی طے ہو چکی تھی۔ مسز فاروقی نے سارے خاندان کے لوگوں کو یہی بتا رکھا تھا کہ حیدر کی بہن، اپنے بابا کے ساتھ کینڈا میں رہ کر پڑھائی کر رہی ہے، اس لیے وہ رسم پر نہیں آ سکی تھی۔

مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ آنے والے دنوں میں، شادی کا دن ان کے لیے سخت امتحان بننے والا تھا۔

-----

"اب مجھے سمجھ نہیں آتی اس لڑکی کا کیا کروں۔"

مسز ریان نے اپنے ہاتھوں پر لوشن لگاتے ہوئے بے زاری سے کہا۔

کیا کرنا ہے اور؟ اسکی حالت دیکھو اتنی کمزور ہوتی جا رہی ہے، چہرہ اتر گیا ہے، کھانا پینا کم ہو گیا۔"

"ہے۔ اور تم کیا کرو گی اسکے ساتھ؟؟"

ریان صاحب نے کتاب سے نظریں ہٹا کر اپنی بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا، پریشانی کے آثار ان کے چہرے پر واضح تھے۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟ یہ حال میں نے کیا ہے اسکا؟ بس کر دیں ریان صاحب!! انسان نے"

"!! جب اپنی الگ ہی دنیا بنائی ہوئی ہو تو وہ خوش رہ کیسے سکتا ہے؟ ہو نہ

انہوں نے حیرت سے تکتے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

پتہ نہیں! اسکے خوش ہونے کا تو میں نہیں کہہ سکتا۔ مگر اسکی آنکھوں میں ایک عجیب چمک"

دیکھی ہے آج میں نے، اسکے لہجے میں ایک مٹھاس ہے جو پہلے نہیں تھی، اسکی باتیں میرے

"!! دل پر بہت اثر کرتی ہیں۔۔

بس کریں ریان صاحب! صاحبزادی آج کل آپکی خد متیں کرنی لگ گئی ہے تو آپ کو میں"

"قصور وار نظر آنے لگی ہوں۔

انہوں نے مصنوعی ناراضگی والے لہجے میں کہا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسکی یہ تبدیلی بہت شاندار ہے۔ دیکھو ہمارے"

بیٹوں نے کبھی ہم سے آکر پوچھا ہے کہ آپکو کوئی تکلیف تو نہیں؟ میں جب سے ادھر آیا ہوں

ہر روز مجھے میڈیسن خود دیتی ہے، دبا کر جاتی ہے۔ ویسے غور تو تم نے بھی کیا ہو گا کہ تمہارا بھی

"بہت خیال رکھتی ہے۔

ریان صاحب نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟؟"

مسز ریان نے بھنویں سکڑتے ہوئے کہا۔

دیکھو اگر اس نے پردہ کر بھی لیا ہے تو اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے، بلکہ وہ برائیوں سے بچنا "چاہ رہی ہے تو ہمیں اسکا ساتھ۔۔۔"

بس کریں ریان صاحب! میں اس ٹاپک پر مزید بات نہیں کرنا چاہتی۔ پہلے اس نے مجھے "سوسائٹی میں کہیں منہ دکھانے کا نہیں چھوڑا۔ اس دن مسز فاروقی نے بھی ڈھکے چھپے الفاظ میں کہہ دیا کہ شادی کے دن دھیان رکھئے گا۔ مجھے تو یہی فکر کھائی جا رہی ہے کہ کروں تو کروں کیا؟ ایک طرف بیٹا ہے اور اسکی خوشیاں۔۔۔ اور دوسری طرف۔۔۔ یہ صاحب زادی ہیں اور "انکی ضدیں۔۔۔"

انھوں نے ریان صاحب کو جھڑکتے ہوئے انکی بات کاٹ دی۔ ریان صاحب خاموش ہو کر رہ گئے اور دوبارہ کتاب اٹھالی۔

-----

شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ اگلے ماہ کے آخری ہفتے کی 27 تاریخ طے پائی تھی۔ اسکا مدرسے جانا بند کر دیا گیا تھا مگر اس نے اپنی کلاسز آن لائن جاری رکھی تھیں۔ گھر والوں کا رویہ پہلے کی طرح ہی اکھڑا اکھڑا تھا البتہ فاطمہ نے ریان صاحب کے لہجے میں کافی نرمی محسوس کی تھی۔ وہ اس بات پر بہت خوش تھی کہ صبر جمیل۔۔۔ برائی کے جواب میں اچھا کرنے کا رزلٹ

اتنی تیزی سے سامنے آ رہا تھا۔ گو کہ یہ بالکل آسان نہیں تھا مگر وہ نفس پر جبر کر کے سب کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ اچھا رویہ رکھتی تھی، جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اب تو وہ کبھی کبھی ریان صاحب کو دباتے ہوئے اپنے مدرسے اور قرآن کی باتیں بھی بتایا کرتی تھی جسے وہ نہایت دھیان سے سنتے تھے۔ حتیٰ کہ صغراں اور اسکے بچوں نے بھی نماز شروع کر دی تھی اور یہ سب اسکے حوصلے میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔

جہاں ایک طرف مخالفین ہوں وہیں دوسری طرف اللہ حواریوں جیسے ساتھی بھی مہیا کر دیتے ہیں، جو آپ کی دعوت حق پر لبیک کہتے ہیں۔ اسے اللہ پر یقین تھا کہ ان شاء اللہ سب جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے پختہ عہد کر لیا تھا کہ وہ اس امتحان میں پاس ہو کر رہے گی ان شاء اللہ۔۔۔ ادھر مسز ریان کا رویہ پہلے کی نسبت مزید سخت ہو گیا تھا۔ تائی جان نے عکاشہ کے رشتے کے لیے فاطمہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ فاطمہ سے بس کام کی بات کیا کرتی تھیں۔ ایک تو آجکل ہر وقت شادی کی تیاری میں مصروف رہتیں، کبھی ادھر شاپنگ کے لیے جا رہی ہوتیں تو کبھی دوسرے شہر، بہت کم ہی ٹائم ملتا تھا دونوں کو ایک دوسرے کا سامنا کرنے کے لیے۔ مگر فاطمہ تک مسز فاروقی کی باتیں پہنچ چکی تھیں، اس نے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر لیا تھا کہ جنت کی طرف قدم بڑھانے میں ایک اور سیڑھی امتحان کی شکل میں اسکی منتظر ہے۔ اب اسکے لیے اسے روحانی تیاری کرنا تھی۔



وہ ایک ویرانہ تھا جہاں ہر طرف سناٹا چھا رہا تھا، مگر خاموشی کا پردہ چیرتی ٹہنیوں کے آگ " میں جلنے کی کڑکڑاتی آوازیں ماحول کی وحشت میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔ انھیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں موجود ہیں؟ وہ بس گھبراتے ہوئے تیزی سے قدم بڑھا کر اس جگہ سے نکل جانا چاہتی تھیں۔ ابھی وہ چلتے چلتے وحشت بھرے ماحول کا جائزہ لے ہی رہی تھیں کہ انھیں اپنے پیچھے سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ انکی دھڑکن تیز ہو گئی، رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر تیزی سے آگے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ اندھیرے میں بہت تیز بھاگ رہی تھیں، کانٹے دار ٹہنیوں پر بہت تیز۔۔

کہ یکایک انکا پاؤں پھسلا۔ انکے منہ سے ایک تیز چیخ نکلی اور ساتھ ہی وہ دھڑام سے نیچے کھائی میں گرتے گرتے بیچ گئیں۔ گرتے ہی انکے ہاتھ میں ایک کمزور ٹہنی آگئی تھی جو اس کھائی کے دہانے زمین میں گڑی ہوئی تھی۔ انھوں نے ڈرتے دل، وحشت بھری پھٹی آنکھوں سے پیچھے مڑ کر نیچے دیکھا تو اوسان خطا ہو گئے۔ کھائی بہت گہری تھی اور بھڑکتی آگ سے بھری جا رہی تھی، انھیں اپنے پاؤں پر شدید تپش محسوس ہوئی۔

انھوں نے فوراً چیخنا شروع کر دیا۔

پلیز کوئی بچاؤ!! کوئی ہے؟ کوئی ہے جو مجھے یہاں سے نکالے؟؟

وہ ایسے ہی نیچے آگ کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ رہی تھیں کہ اچانک انھیں اپنے دونوں ہاتھوں پر کچھ نرم ملائم سی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ انھوں نے مڑ کر اوپر دیکھا، وہ ٹھنی جس کے سہارے وہ لٹک رہی تھیں اب قریب تھا کہ ٹوٹ جائے۔ مگر ان نرم ملائم روشن ہاتھوں نے بہت آرام سے انکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر باہر کی طرف کھینچ کر نکال لیا۔ وہ حیرت اور بے یقینی سے کبھی اسے دیکھتیں تو کبھی پیچھے مڑ کر آگ سے بھری کھائی کی طرف۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے اس محسن کا شکریہ ادا کریں؟

"فاطمہ!! میری بیٹی!! وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھیں اور بڑھ کر اسکے روشن ہاتھوں کو چوم لیا۔ اور ساتھ ہی مسز ریان کی آنکھ کھل گئی۔ انکا سانس بہت تیز ہو چکا تھا، دماغ ماؤف تھا۔ اس خواب کا ہر ہر منظر اپنی پوری جزئیات کے ساتھ انھیں یاد تھا، وہ ابھی بھی اپنے پاؤں پر آگ کی تپش محسوس کر رہی تھیں۔ وہ فوراً اسے اٹھ کر واش روم گئیں اور منہ پر چھینٹے مارنے کے بعد ٹھنڈا پانی دونوں پاؤں پر بہانے لگیں۔ کچھ سکون محسوس ہوا تو باہر روم میں واپس آ کر وہ بیڈ پر دوبارہ سے لیٹ گئیں۔

رات کے 3 بجے کا وقت تھا مگر نیند اب کوسوں دور جا چکی تھی، وہ بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھیں۔ عجیب عجیب خیالات انکو گھیرے میں لے رہے تھے۔

"وہ ڈراؤنی جگہ۔۔ کون تھا پیچھے؟ اور آگ کیوں؟؟ کیا وہ جہنم کی آگ تھی؟؟؟"

انکے وجود پر کچلی طاری ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی غفلت کی نیند سوئے ریان صاحب کو خبر بھی نہ تھی کہ انکی بیگم کس حال میں ہے۔ مسز ریان نے انھیں آواز دینے کی کوشش کی مگر۔۔ آواز حلق میں اٹک گئی تھی۔ انھوں نے ایک نظر ریان صاحب کو دیکھ کر واپس نظریں چھت کی طرف گاڑ دیں۔

وہ روشن ہاتھ! ریان کیوں نہیں مجھے بچانے آئے؟؟ فاطمہ ہی کیوں؟ اور اسکے ہاتھ روشن کیوں تھے؟؟؟

Oh my God!!

وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور آنکھیں مسلنے لگیں۔ انکا دل گھبرا رہا تھا، وہ پریشانی کے عالم میں کمرے سے نکلیں اور دبے پاؤں نیچے سیڑھیاں اتر کر فاطمہ کے کمرے کی طرف جانے کو قدم بڑھا دیئے۔

لاؤنج میں لیمپس کی پھیلی مدھم سی روشنی ماحول کو بہت پر سکون بنا رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے فاطمہ کے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں انھیں اپنی دھڑکن تیز ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، ایک احساس جرم تھا جو انکے دل کو اپنے حصار میں لے رہا تھا۔ وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ اسکے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر ٹھٹک گئیں۔ اندر سے ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز آ

رہی تھی۔ انکا دل ایک دم ڈر گیا، وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اسکے کمرے کی ونڈو جولاؤنچ میں کھلتی تھی، اسکے پاس چلی گئیں۔

فاطمہ کے کمرے میں مدھم سی روشنی تھی، ونڈو کھلی ہوئی تھی مگر اسکے آگے پردے لٹک رہے تھے۔ مسز ریان نے گرل سے ہاتھ اندر ڈال کر نہایت خاموشی اور آرام سے پردوں کو پیچھے کر کے اندر جھانکا۔

اسکی سسکیوں کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ اسکی سسکیوں میں ایک درد تھا جو مسز ریان کے دل کو ٹھیس پہنچا رہا تھا۔ جیسی بھی تھیں، تھیں تو ماں ہی نا۔ انکا دل کیا کہ جا کر اسے چپ کروائیں، سینے سے لگائیں۔ مگر۔۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ مسز ریان اسکا کانپتا ہوا وجود اسکی پشت سے دیکھ سکتی تھیں۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی یا شاید گڑ گڑا رہی تھی۔

انھوں نے کان لگا کر مزید غور سے سننے کی کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ!! میرے پیارے اللہ تعالیٰ!! دیکھیں نا میں آپکے رستے پر کیسے اجنبی بن گئی ہوں۔ " دیکھیں نا اللہ! میرے اپنے ہی مجھے غیر سمجھنے لگے ہیں۔ اللہ آپ جانتے ہیں نا میرا دل کیسے چور چور ہو جاتا ہے انکی باتوں، انکے رویوں اور انکی نظروں سے؟ مگر میں کسی سے کوئی شکوہ

نہیں کرتی اللہ۔۔ کروں بھی کیوں نا؟ یہ تو آپ کا رستہ ہے، آپ کی رضا کا رستہ ہے۔ اللہ میں تیار ہوں سب برداشت کرنے کے لیے، میں سہہ لوں گی سب اللہ۔۔ آپ کی توفیق سے مگر اللہ پلیئرز!! آپ مجھ سے راضی ہو جائیں نا۔ پلیئرز اللہ!! آپ راضی ہو جائیں۔ میں آپ کو راضی کرنے کی کوشش میں سب کو ناراض کر بیٹھی ہوں۔ اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ آپ بہت قدردان ہیں (سسلکیاں بلند ہو گئی تھیں) آپ غافل نہیں ہیں۔ آپ مجھے لمحہ لمحہ تھامتے ہیں اللہ

مگر آخرت۔۔ اگر آپ وہاں راضی نہ ہوئے مجھ سے تو میں نے کیا پایا اللہ؟ میں تو خسارے میں پڑ جاؤں گی اگر میں آپ کو راضی نہ کر سکی۔ اگر۔۔ اگر۔۔ اگر آپ نے مجھے جہنم میں ڈال دیا؟ اوو اللہ پلیئرز نہیں! نہیں ناں اللہ! میں۔۔ میں اتنی کمزور۔۔ نہیں میں نہیں سہہ سکتی وہ عذاب، میں نہیں سہہ سکتی آپ کی ناراضگی۔۔ میں تو آپ کی محبت اور رضا پانے کی تڑپ میں آپ کے رستے پر گرتی پڑتی چل رہی ہوں اللہ۔۔

اللہ میں نہیں سہہ سکتی وہ آگ۔۔ مجھے معاف کر دیں! میرا ہر گناہ، ماضی کا، حال کا، مستقبل کا ہر گناہ میرے نامہ اعمال سے مٹا دیں اللہ۔۔ آپ قادر ہیں مٹانے پر۔

پلیئرز! مجھ سے راضی ہو جائیں۔ میرے گھر والوں سے راضی ہو جائیں، انکے بھی گناہ معاف کر دیں اللہ۔۔ وہ انجان ہیں، انکے دلوں کو ہدایت کے نور سے منور کر دیں۔ انھیں میرے دین کا

ساتھی بنادیں۔ ہمیں اپنی جنتوں میں اکٹھا کر دینا یا اللہ! پلیز! آپ المجیب ہیں نا۔ دعا قبول کرتے ہیں نا۔ میری دعاسن لیں، میری پکار سن لیں اللہ۔۔۔

(اب وہ آپس کے تعلقات کی بہتری کے لیے رورو کر مسنون دعا مانگ رہی تھی)  
 اَللّٰهُمَّ اَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِنَا، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاَهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ،  
 وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي اَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا، وَقُلُوْبِنَا، وَاَزْوَاجِنَا،  
 وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اے اللہ! ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے اور ہمارے آپس (کے معاملات کی) اصلاح کر اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھا۔ اور ہمیں (گناہوں کے) اندھیروں سے (ہدایت کی) روشنی کی طرف نجات دے اور ہمیں ظاہر اور چھپے ہوئے گناہوں سے بچا اور ہمارے لیے ہماری سماعتوں، ہماری بینائیوں، ہمارے دلوں اور ہماری بیویوں اور ہماری اولاد میں برکت دے اور ہماری توبہ قبول کر۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ج: 1016، 1 صحیح)

مسزریان مزید وہاں نہ رک سکیں، انکی ٹانگیں جواب دے رہی تھیں۔ وہ کانپتے ہاتھوں سے ارد گرد کی چیزوں کو تھامتے آگے جا کر صوفے پر جاگریں۔ کتنے عرصے بعد، آج انکی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔ انھیں خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔

-----

"السلام علیکم! کدھر ہیں جناب؟؟ آپ تو غائب ہی ہو گئے ہیں۔"

شہریار نے بہت خوشگوار موڈ میں مسکراتے ہوئے معاذ سے فون پر محبت بھرا شکوہ کیا۔

وعلیکم السلام ورحمت اللہ! ادھر ہی ہیں دولہا بھائی۔ آپ کی شادی کی تیاریوں میں "

"مصروف۔"

معاذ نے بھی بھرپور انداز میں ہنس کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ جو اباً شہریار اپنی مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔

"ہاھا اب کیوں خاموش ہو گئے؟؟ لڑکیوں کی طرح شرم آرہی ہے کیا؟؟"

اس نے شہریار کو چھیڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاھا نہیں نہیں۔۔۔ بس۔۔۔ وہ۔۔۔ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا جواب دوں۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو سیدھا کہہ دونا کہ شرم آگئی ہے میرے بھائی کو۔"

معاذ آج فل چھیڑنے کے موڈ میں تھا۔

"اچھا ابا ابا۔۔۔ آگئی شرم۔۔۔ بس؟؟"

شہریار ہنس پڑا تھا۔

"ہاھا اور سناؤ کیا چل رہا ہے؟؟"

"بس سیکنڈ ٹائم پڑھائی شروع کر دی ہے، سوچا ڈگری مکمل کر لوں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، ان شاء اللہ اس سے آگے فائدہ ہو گا۔"

"! ان شاء اللہ"

آچھا میں نے ایک ویلفیئر آرگنائزیشن جوائن کی ہے، آج شام انکالو تھ کے لیے سیشن ہے۔"

"تم آسکتے ہو؟"

"ضرور! ٹاپک کیا ہے؟"

"اللہ کی معرفت۔"

"اوہ زبردست!! ان شاء اللہ میں کوشش کرتا ہوں، تم ایڈریس بھیج دو۔"

"! ضرور ان شاء اللہ"

مقررہ وقت پر دونوں ایک ساتھ اس آرگنائزیشن کی بڑی سی بلڈنگ میں داخل ہو چکے تھے۔

اس بلڈنگ کے مین ہال میں اس سیشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ شہریار پہلی مرتبہ ایسے کسی اسلامی

سیشن میں آیا تھا، اسے اچھا لگا کہ دین کے لیے بھی اتنے بڑے لیول پر ویل آرگنائزڈ طریقے

سے تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہاں بوفرز پر اسلامک اناشید چل رہی تھیں جنکی آواز پوری



بلڈنگ میں گونج رہی تھی۔ ایک الگ ہی ایمانی ماحول تھا وہاں۔ انتظامیہ بہت خوشگوار طریقے سے آنے والوں کو ویلکم کر رہی تھی۔ اس سے پہلے شہریار نے یونیورسٹیز میں ہونے والی پارٹیز اور گید رنگز کے لیے ہی اتنی شاندار آرینجمنٹس دیکھے تھے، مگر یہاں آنے والا ہر نوجوان اس ایمانی ماحول سے متاثر ہو رہا تھا۔ وہ لوگ ہال میں داخل ہو کر اپنی مقرر کردہ سیٹس نمبرز دیکھتے ہوئے اپنی جگہ پر جا بیٹھے۔

سیشن کا آغاز بہت ہی خوبصورت تلاوت سے ہوا تھا۔ سورت الدھر کی تلاوت کی گئی تھی، جسے سن کر شہریار کے دل میں ایک امنگ اٹھی کہ کاش!! وہ بھی اتنی خوبصورت طریقے سے تلاوت کر سکتا۔ چند اور تعارفی باتوں کے بعد اس سیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا، جس کا ٹاپک تھا "اپنے رب کی معرفت"

سٹیج پر خطاب کرنے والا شخص نوجوان تھا جسکی عمر کوئی 38، 35 سال ہوگی۔ اسکے چہرے پر سچی داڑھی اسکی پرسنلٹی کے رعب میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔ سلام دعا اور تعارف کے بعد اس نے اپنے ٹاپک کا آغاز کیا۔

میرے پیارے بھائیو اور بیٹو! آج ہم ایک ایسے ٹاپک پر بات کرنے جا رہے ہیں جو ہماری روح کی بنیادی ضرورت ہونے کے ساتھ ساتھ آج ہمارے وقت کی بھی بہت بڑی ضرورت بن گئی ہے۔ آپ سب ہر طرف مختلف باتیں سنتے ہوں گے، ہر طرف شکوے اور تنقیدوں کے بازار

گرم ہیں۔ ہر طرف انھی باتوں پر تبصرہ ہو رہا ہے کہ کرپشن بہت ہے، خیانت اور جھوٹ، بے ایمانی اور دھوکہ دہی، شرک، بدعات، قتل و غارت، بے سکونی غرض ہر برائی اس معاشرے!! میں پنپ رہی ہے

تبصرے کرنے والے بہت ہیں، میں اور آپ بھی ان میں شامل ہیں۔ مگر آج اس مجلس میں ہم معاشرے کی ان تمام برائیوں کا سبب جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہر انسان یہ جاننے کے باوجود کہ کیا گناہ ہے اور کیا غلط، پھر بھی اللہ سے نہیں ڈرتا، باز نہیں آتا۔ اس سب کی وجہ ہے

""!!" دین کے علم سے دوری اور سب بڑھ کر، اپنے رب کی معرفت سے دوری

یہی سب چیزیں جب کسی معاشرے کے لوگوں کے اندر جڑ پکڑ جائیں تو وہ معاشرہ زوال کی انتہاؤں کو چھونے لگتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہم جاتے جا رہے ہیں۔ اللہ ہم سب کو اپنی امان میں رکھیں۔ خدا خونی کا نہ ہونا دراصل اللہ کی معرفت سے جہالت کی نشانی ہے۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ ہم اچھے بن جائیں، ہم اللہ کے پسندیدہ بن جائیں، ہم سب کی موت ایمان کی حالت میں ہو اور ہم بغیر حساب کے جنت میں جائیں۔ یہ سب بالکل ہو سکتا ہے ان شاء اللہ العزیز مگر اسکے لیے سب سے پہلا علم توحید کا علم ہے، توحید پر ایمان لانا ہے، اس رب کو جاننا ہے، اسکو پہچاننا ہے تاکہ اس سے محبت کی جاسکے۔ اور پھر اسکی مرضی کے مطابق زندگی گزاری جاسکے۔ اللہ کی قسم! اسکی معرفت ہی اسکی بندگی کو آسان کر دیتی ہے۔

تو میں آپ سب سے سوال کرتا ہوں؟ وہ کون کون سے طریقے ہیں جنکے ذریعے ہم اپنے رب کیجئے جو بھی جواب ذہن میں آ رہا ہے۔ hand raise تعالیٰ کو پہچان سکتے ہیں؟؟ جی قرآن کے ذریعے۔۔ اسکی کائنات پر غور و فکر کر کے۔۔ رب کے کلام کو سمجھ کر۔۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات سے۔۔ اللہ والوں کی صحبت سے۔۔ اللہ کے ناموں کا علم لے کر۔۔

(آڈینس میں بیٹھے نوجوان ایک کے بعد ایک جواب دے رہے تھے)

جی بالکل! یہی سب رستے ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ کو پہچان سکتے ہیں، اسے جان سکتے ہیں۔ دیکھیں! کسی سے محبت کے لیے اسے جاننا ضروری ہے نا؟ ویسے ہی رب کی محبت کے لیے بھی اسے جاننا ضروری ہے۔

میں، میں آپکو امام ابن القیم رحمہ اللہ کے چند الفاظ سناؤں گا کہ (talk) تو آج کی اس ٹاک ہمارے سلف صالحین کیسے اللہ کو پہچانتے تھے۔

:امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں

انسان پیدا ہوا تو اس کی فطرت میں ایک نور بھرا گیا، یہی زمین پر زندگی اور ہدایت کا اصل سبب ہے۔ اس نور کی امانت انسان کی فطرت کو سونپی گئی مگر چونکہ یہ انسان کی در ماندگی کا تنہا علاج نہ تھا، سو اسے جلا دینے کو آسمان سے ایک اور نور اور ایک روح انبیاء کے جلو میں اتری،

جسے فطرت اپنے سابقہ نور کی مدد سے پالیتی رہی۔ تب نبوت کی ضوفشانی سے فطرت کی مشعلیں جل اٹھیں۔

!! فطرت کے نور پر وحی کا نور! نور علی نور

پھر کیا تھا؟ دل روشن ہوئے، چہرے دکنے لگے، پشتر مردہ روحوں کو زیست کی تازگی ملی، جبین نیاز میں تڑپتے سجدے حقیقت بندگی سے آشنا ہوئے۔ آسمان کی روشنی سے دل خیرہ ہوئے تو پھر زمین کے ققمے جلنے نہ پائے۔ ایک بصیرت تھی کہ دل کی آنکھ چشم ظاہر سے آگے دیکھنے لگی۔ یقین کا نور ایمان کے سب حقائق منکشف کرنے لگا۔ پھر دل تھے گویا رحمن کے عرش کو پورے جہان سے اوپر دیکھتے ہیں۔ اس عرش کے اوپر انکے رب نے استوا فرما رکھا ہے، ہو بہو جیسے اسکی کتاب اور اسکے رسول نے خبر دی ہے۔ وہ اس عرشِ عظیم کے اوپر سے اپنے رب کو آسمان وزمین میں فرماں روا پاتے ہیں۔ جو وہیں سے حکم صادر فرماتا ہے، مخلوق کو چلاتا ہے، روکتا اور ٹوکتا ہے۔ بے حد و حساب خلقت کو وجود دیئے جاتا ہے، پھر ہر ایک کو کھلاتا اور رزق دیتا ہے، مارتا اور جلاتا ہے۔ فیصلے کرتا ہے جنکا کوئی حساب نہیں، کوئی فیصلہ نہیں جو اس عرش کے اوپر سے صادر ہو پھر دنیا میں لاگو نہ ہو پائے۔ وہ کسی کو عزت و تمکنت دے تو کسی کو ذلت و رسوائی، رات پلٹتا ہے تو دن الٹتا ہے۔ گردشِ ایام میں بندوں کے دن بدلتا ہے، تخت الٹتا ہے، سلطنتیں زیر و زبر کرتا ہے، ایک کو لاتا ہے تو دوسرے کو گراتا ہے۔

فرشتے پروں کے پرے حکم لینے کو اسکے حضور چڑھتے ہیں، قطار اندر قطار حکم لے لے کر نازل ہوئے جاتے ہیں۔ احکامات ہیں کہ تانتا بندھا ہے، آیات اور نشانیوں کی بارش ہوئی جاتی ہے۔ اسکے فرمان کو اس کی مرضی کی دیر ہے کہ نافذ ہوا جاتا ہے۔ وہ جو چاہے، وہ جیسے چاہے، وہ جس وقت چاہے، جس رخ سے چاہے ہو جاتا ہے۔ نہ کوئی کمی ممکن ہے نہ بیشی، تاخیر ہو سکتی ہے نہ تقدیم۔ اسی کا حکم چلتا ہے آسمانوں کی پنہائیوں میں، زمین کی تنہائیوں میں، روئے زمین سے پاتال تک۔ وہ ہر لمحہ ہر نفس کا فیصلہ کرتا ہے، ہر سانس کا فیصلہ ہوتا ہے، ہر لقمے ہر نوالے کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ہر نیا دن، ہر نئی صبح اور نئی شام، وہ چاہے تو دیکھنا نصیب ہوتی ہے۔ بحر و بر کا ہر ذی روح اسکا رہین التفات ہے۔ جہان کے ہر کونے ہر ذرے کی قسمت ہر لمحہ طے ہوتی ہے۔ پورے جہان کو وہ جیسے چاہے الٹا اور پلٹتا ہے، پھیرتا اور بدلتا ہے۔ ہر چیز کو علم سے محیط ہے، ہر چیز کو گن گن کے شمار رکھتا ہے۔ اسکی رحمت اور حکمت کو ہر چیز پہ وسعت ہے۔ وہ جہان بھر کی آوازیں با آسانی سن لیتا ہے۔ کیسی کیسی زبانیں ہوں گی؟ کیسی کیسی فریادیں ہوں گی؟ مگر وہ زمین و آسمان کے ہر کونے سے ہر لمحہ اٹھنے والا یہ مسلسل شور سنتا جاتا ہے۔ اس آہ و فغاں میں ہر ایک کی الگ الگ سنتا ہے اور صاف پہچان جاتا ہے، ان سب کی بیک وقت سنتا ہے!! اور کسی ایک سے غافل نہیں

پاک ہے اس سے کہ التجائوں کے ازدحام میں اسکی سماعت کبھی چوک جائے۔ یا حاجتمندوں کی آہ و فریاد میں کبھی جواب دینا اسکو مشکل پڑ جائے۔ اسکی نگاہ محیط ہر چیز دیکھتی ہے۔ وہ رات کی تاریکی میں، اندھیری چٹان پر، سیاہ چیونٹی کے قدموں کی آہٹ پالیتا ہے۔ ہر غیب اسکے لئے شہادت ہے۔ کوئی راز اس کے لئے راز نہیں، وہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر کو جان لیتا ہے۔ اسے وہ ہر راز معلوم ہے جو لبوں سے کوسوں دور ہو، جو دل کے گہرے کنویں میں دفن ہو یا خیال کی آہٹ سے بھی پرے ہو۔ بلکہ وہ راز وجود پانے سے پہلے اسے معلوم ہوتا ہے کہ کب اور کیسے وہ اس دل میں وجود پائے گا۔

تخلیق اس کی، حکم اسکا۔ ملک اسکا، حمد اسکی۔ دنیا اسکی، آخرت اسکی۔ نعمت اسکی، فضل اسکا۔ تعریف اسکی، شکر اسکا۔ بادشاہی اسکی، فرمانروائی اسکی۔ حمد و ستائش اسکی، اقتدار اسکا۔ ہر خیر اسکے ہاتھ میں۔ ہر چیز پلٹے تو اسی کی طرف، اسکی قدرت ہر چیز پر محیط کہ کچھ اس سے ماورا نہیں۔ اسکی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔ ہر نفس اسکی نعمت کے بار سے دبی ہے، پر شکر سے!! یوں عاجز کہ اس عاجزی کے اظہار کو بندگی کی معراج جانے۔۔

الرحمن: لَيْسَ لَهُ مُدْرِكُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَآلِ اَرْضٍ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝  
(29)

"زمین اور آسمانوں کی ہر مخلوق ایک اسی کی سوا ہے۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔"

وہی گناہگاروں کو معاف کرے، غمزدوں کو آسودہ کرے، اضطراب کو چین میں بدلے۔ وہ چاہے تو چنتہ کو بے چنتا کر دے۔ در ماندوں کو وہی فیض بخشے، فقیروں کو تو نگری دے تو امیروں کو فاقے دکھا دے۔ جاہلوں کو سکھائے تو بے علموں کو پڑھائے۔ گمراہوں کو سدھائے تو بھٹکے ہوئوں کو سبھائے۔ دکھی کو سکھ دے، تو وہ۔ اسیروں کو قید کی ظلمت سے چھڑائے، تو وہ۔ عرش پر سے وہ زمین کے بھوکوں کو کھلائے، پیاسوں کو پلائے، ننگوں کو پہنائے، بیماروں کو شفا یاب کرے، آفت زدوں کو نجات دے، تائب کو باریاب کرے۔ نیکی اور پار سائی کا جواب نواز شوں کی بارش سے دے۔ وہی مظلوم کی نصرت کرے، ظالم کی کمر توڑے۔ ناتوانوں کا بوجھ سہارے۔ اپنے بندوں کے عیب بندوں سے چھپالے۔ دلوں کے خوف دور کرے اور اپنے بندوں کا بھرم رکھے۔ امتوں اور جماعتوں میں سے کسی کو بلند کرے تو کسی کو پست وہ کبھی نہیں سویا، نہ سونا اسکو لائق ہے! وہ اپنی رعیت کا ہمہ وقت نگران ہے۔ وہ کسی کو عزت دیے جاتا ہے تو کسی کو ذلت۔ رات کے اعمال دن سے پہلے اسکی جانب بلند ہوئے جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات سے پہلے۔ اسکا حجاب ایک نور بیکراں ہے، جسے وہ ہٹا دے تو اسکے رخ کا نور ہر چیز بھسم کر دے۔ اسکا دست کشادہ اور فراخ ہے، جو خرچ کرنے اور لٹانے سے کبھی تنگ ہونے کا نہیں! وہ صبح شام لٹاتا ہے۔ جب سے مخلوق پیدا ہوئی وہ لٹائے جاتا ہے، پر اسکے ہاں کمی آنے کا سوال نہیں

بندوں کے دل اور پیشانیاں اسکی گرفت میں ہیں۔ جہاں بھر کی زمام اسکے قضا و قدر سے بندھی ہے۔ روزِ قیامت پوری زمین اسکی ایک مٹھی ہوگی تو سارے کے سارے آسمان لپٹ کر اسکے دستِ راست میں آرہیں گے۔ وہ اپنے ایک ہاتھ میں سب آسمانوں اور زمین کو پکڑ لے گا، پھر انکو لرزائے گا، پھر فرمائے گا۔

”میں ہوں بادشاہ! میں ہوں شہنشاہ! دنیا کہیں نہ تھی تو میں نے بنائی۔ میں ہی اسکو دوبارہ تخلیق“  
 ”! کرتا ہوں

کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں کہ وہ معاف نہ کر پائے، بس دیر ہے تو پشیمانی کی! کوئی حاجت نہیں جسے پورا کرنا اس کے بس سے باہر ہو جائے، بس دیر ہے تو سوال کی! زمین و آسمان کی اول و آخر سب مخلوقات، سب انس و جن، کبھی دنیا کے پار سترین شخص جتنے نیک دل ہو جائیں، اسکی بادشاہت اور فرمانروائی اتنی بڑی ہے کہ اس سے ذرہ بھر بھی نہ بڑھے۔ اور اگر یہ سب مخلوقات، سب انس و جن دنیا کے کسی بدکار ترین شخص جتنے کوڑھ دل ہو جائیں تب اسکی فرمانروائی میں ذرہ بھر فرق نہ آئے! اگر زمین و آسمان کی اول و آخر سب مخلوقات، سب انس و جن، سب زندہ و مردہ کسی میدانِ عظیم میں مجمع لگا کر اس سے سوال کرنے لگیں، پھر ایک! ایک اسکے در سے من کی مراد پاتا جائے، تب اسکے خزانوں میں ذرہ بھر کمی آنے کا تصور نہیں



روئے زمین کا ہر شجر جو کرہ ارض پہ آج تک پایا گیا یا رہتے دم تک وجود پائے، اقلام کی صورت اختیار کرے۔ سمندر۔۔ جسکے ساتھ سات سمندر اور ہوں، روشنائی بنیں۔ پھر لکھائی شروع ہو تو یہ قلمیں فنا ہو جائیں، یہ روشنائی ختم ہو جائے، مگر خالق کے کلمات ختم ہونے میں نہ آئیں! اسکے کلمات ختم بھی کیسے ہوں جنکی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا! جبکہ سب مخلوقات ابتدا اور انتہا کی!! اسیر ہیں۔ سو ختم ہوگی تو مخلوق! فنا ہوگی تو مخلوق! خالق کو کوئی فنا ہے نہ زوال

وہ اول ہے جس سے پیشتر کچھ نہیں! وہ آخر ہے جس کے بعد کچھ نہیں! وہ ظاہر ہے جس سے اوپر کچھ نہیں! وہ باطن ہے جس سے پرے کچھ نہیں! وہ بلند ہے! وہ پاک ہے! ذکر ہو تو بس اسی کا! عبادت ہو تو ایک اسی کی! حمد ہو تو اسی کی! شکر ہو تو اسی کا! فریاد رسی ایک اسی کی شان ہے۔ وہ شہنشاہ مہربان ہے! سوال پورا کرنے میں کوئی اس سے بڑھ کر فیاض نہیں! قدرت انتقام رکھ کر بے پروائی سے بخش دینا اسکو انتقام لینے سے عزیز تر ہے۔ اک وہی ہے جس کے در سے تہی دست لوٹ آنا محال و مستحیل ہے۔ وہی ہے جو انتقام بھی لے تو عادل ترین ہو۔ اسکا حلم و بردباری کبھی لاعلمی کا نتیجہ نہیں! اسکا عفو و مغفرت کسی بے بسی پر مبنی نہیں! وہ بخشش کرے تو اپنے عزت و جلال اور تمکنت کی بنا پر، کسی کو دینے سے انکار کرے تو اپنی حکمت و دانائی کی بنا پر، وہ کسی کو دوست رکھے تو محض اپنے احسان سے اور عزیز جانے تو صرف اپنی رحمت سے

بندوں کا اس پر کوئی حق ہے نہ زور، پر وہ خود ہی بے پایاں مہربان ہے! کوئی محنت اسکے حضور اکارت نہ ہو پائے۔ وہ کسی کو عذاب دے تو اسکے عدل کا تقاضا ہو۔ کسی پر مہربان ہو تو محض اپنے فضل سے! اسکا نام کریم ہے۔ اسکا کرم وسیع ہے اور اسکی رحمت اسکے غضب پہ بھاری ہے۔

وہ بادشاہ مطلق ہے، کوئی اسکا شریک نہیں! وہ تنہا ویکتا ہے، کوئی اسکا ہمسر نہیں! وہ غنی و لازوال ہے، کوئی اسکا پشتبان اور سہارا نہیں! وہ صمد اور بے نیاز ہے، کوئی اسکی اولاد نہیں! کوئی! شریک حیات نہیں! وہ بلند و عظیم ہے، کوئی اسکا شبیہ نہیں، کوئی ہم نام و ہم صفت نہیں اسکے رخ انور کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے۔ اسکی بادشاہت کے سوا ہر ملک کو زوال آنا ہے۔ اسکے سائے کے سوا ہر سائے کو سمٹ جانا ہے۔ اسکے فضل کے سوا ہر فضل کو فنا ہے۔ اسکی اطاعت بھی اسکے اذن اور اسکے فضل کے بنا ممکن نہیں! اسکی اطاعت ہو تو وہ قدر دان ہوتا ہے! نافرمانی ہو تو درگزر اور بخشش سے مہربان ہوتا ہے۔ وہ کبھی پکڑ لے تو عدل ہو گا، وہ !! بخش دے تو فضل ہو گا۔ وہ انعام میں خلد بریں سے نواز دے تو احسان ہو گا

وہ سب سے قریب گواہ ہے، وہ سب سے نزدیک محافظ ہے۔ چاہے تو دل کے ارادوں میں حائل ہو جائے! پیشانیوں سے پکڑ لیتا ہے۔ ایک ایک بات لکھتا ہے، قدم کا ہر نشان محفوظ کئے جاتا ہے۔ ہر نفس کی اجل لکھتا ہے، ہر چیز کی میعاد رکھتا ہے۔ سینوں میں چھپے دل اسکے لئے کھلی

کتاب ہیں، کوئی راز اسکے لئے راز نہیں۔ ہر غیب اسکے لئے شہادت ہے۔ بڑی سے بڑی بخشش بس اسکے کہہ دینے پر موقوف ہے۔ اسکا عذاب اسکے قول کے اشارے کا منتظر ہے۔ کائنات! میں ہر امر کو اسکے "کن" کی دیر ہے۔ پھر وہ جو کہہ دے سو ہو جاتا ہے

(یس: ۸۲) اِنَّمَا اَمْرُهُ بِاِذْنِ آٰرَادَ شَيْءًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

سو جس دل پر اسکے معبود کی صفات یوں جلوہ گر ہوں، جس قلب میں قرآن کا یہ نوریوں جلوہ افروز ہو، اسکی دنیا میں کسی اور کا دیا کیونکر جلتا رہے؟ اسے امید کی کرن کسی اور روزن سے کیونکر ملے؟ پھر مخلوق اس کی نگاہ میں کیونکر بچے؟ بھروسہ! ایمان کی یہ حقیقت لفظوں سے کہیں بلند ہے، خیال کی پہنچ سے کہیں اوپر ہے۔ بس اسکا ذکر ہی اس دل کو بقعہ نور کرتا ہے، چہروں کی تمازت اسی کے دم سے ہے، پیشانیاں روشن ہونگی تو اس کی بدولت! دنیا میں یہی نور اس بندے کی متاع عزیز ہے جو بندگی کا خوگر ہو، یہی روشنی اسکی برزخ اور حشر کا توشہ ہے۔

جس دل میں قرآن کا یہ چراغ جلے اور جس قدر جلے، اسکی زبان اور سیرت دنیا کو اتنا ہی روشن کرے گی۔ ظلمتوں کی رو سیاہی اسی روشنی سے دھلے گی۔ دنیا میں یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی، یہی روشنی پھر آخرت میں دلیل و برہان ہوگی۔ ایسے مومن بھی ہیں جنکے اعمال سوئے عرش بلند ہوں تو سورج کی مانند روشن ہوں، پھر جب روح اپنا جسد چھوڑ کر اس کے حضور

باریاب ہونے کو آسمانوں میں چڑھے تو فضا میں اسکی راہ میں روشن ہوتی جائیں۔ اور جو قیامت کے روز اس روشن چہرے کو روپ ملے گا وہ تو پھر نظارہ خلاق ہو گا۔

!اے اللہ! بس تجھی سے امید ہے اور تجھی پر بھروسہ

(ماخوذ از: الوابل الصیب من الکلم الطیب۔ طبع دارالبیان للتراث ص ۷۸-۱۹)

یہ خوبصورت الفاظ سناتے سناتے اس نوجوان کی آواز بھرا چکی تھی۔ ہال میں بیٹھے ہر شخص کی آنکھ نم تھی، پیشانی پر ندامت و عاجزی عیاں تھی۔ ہر شخص گویا خود پر شرمندہ تھا کہ اس نے رب کو اب تک جانا ہی کتنا تھا؟ اسکی قدر ہی کتنی کی تھی؟

صدیوں سال پہلے ایک نیک شخص کے خلوص سے لکھے گئے الفاظ۔۔ صدیوں بعد لوگوں کو رلا رہے تھے، دلوں کو ہلا رہے تھے۔

سیشن ختم ہوا ہی تھا کہ یکایک آڈینس میں سے ایک نوجوان لڑکا کھڑا ہوا، اسکی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

میں یہاں آنے سے پہلے تک ایتھیسٹ (محد) تھا، میں ایک سو کالڈ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا تھا مگر کسی نے مجھے میرے خالق کی معرفت نہیں کروائی۔ میں اپنے گھر والوں سے سوال پوچھا کرتا تھا اور وہ مجھے چپ کروادیا کرتے تھے۔ جیسے جیسے میں بڑا ہوتا گیا، کچھ یونیورسٹی اور کچھ صحبت کے اثر سے میں اسی بات پر جم گیا کہ جو نظر نہیں آتا وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھ

سے سب سے بڑی غلطی یہ بھی ہوئی کہ میں نے اس خالق کے قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھا، اسکو اہمیت ہی نہیں دی۔ مگر اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں الحاد کے اب تک کے سفر میں، میری روح نے اذیت کے سوا کچھ نہیں پایا۔ آج میرے دوست کے زور دینے کی وجہ سے میں اسکے ساتھ یہاں آیا کہ شاید مجھے میرے سوالوں کے جواب مل جائیں، جنکی کھوج شاید میں اب روک چکا تھا۔ مگر ان الفاظ نے، اللہ کے اس خوبصورت تعارف نے، میرے دل کو جھنجھوڑ دیا ہے۔ گویا "میری روح پکار اٹھی ہے کہ" یہی حق ہے۔

ہاں! میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکے بندے اور رسول ہیں

اس نے شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے سسک کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

پورے ہال میں تکبیر کی آواز گونج اٹھی تھی، سب بہتی آنکھوں سے اس نوجوان لڑکے کو اٹھ اٹھ کر گلے لگا رہے تھے۔

شہریار کا دل کر رہا تھا کہ وہ سسکیوں سے روئے، مگر کس لیے؟ اپنی نوجوان نسل کے اللہ کی

معرفت سے جاہل ہونے پر یا اپنی غفلت پر؟؟

وہ معاذ سے اجازت لیتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا، مگر اب کی بار۔۔ ایک نئے عزم سے خود سے ایک عہد کرتے ہوئے، کہ اب وہ اپنی زندگی کو ضائع نہیں کرے گا۔ اب وہ غفلت میں نہیں!! رہے گا

شادی کے دن قریب آرہے تھے۔ فاطمہ کی ٹینشن میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ کیا اس بار بھی مجھے وہاں نہیں جانے دیں گے؟؟ یہ ڈر، یہ خوف اسے پریشان کر رہا تھا۔ اس نے تو اپنے بھائی کی شادی کے اتنے خواب دیکھے تھے۔ زندگی ایسے موڑ بدلے گی، اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ وہ ابھی وضو کر کے ہی نکلی تھی، انھی سوچوں میں گم اپنے دوپٹے کو سر پر لپیٹ رہی تھی کہ اسکی نظر شیشے میں پڑی۔

اس کا رنگ پہلے کی نسبت پیلا ہوتا جا رہا تھا، وہ کمزور ہو گئی تھی۔ ایک لمحے کو اسے خود پر ترس آیا تھا مگر اس نے سر جھٹک کر آگے بڑھ کر اپنا قرآن اٹھالیا۔  
"آج ان شاء اللہ میں ماما سے فائنل بات کروں گی۔"

یہ سوچتے ہوئے اس نے اپنا سبق نکالا تاکہ آج کی تلاوت کر سکے۔

وہ اعوذ باللہ پڑھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی اور قرآن کھول لیا۔ آج کی تلاوت سورت طہ سے شروع ہونی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(رحمان۔۔ بہت مہربان۔۔ آپ سے آپکی رحمت مانگتی ہوں اللہ!) (اس نے دل میں کہا

مَا أَنزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ إِلَّا أَنْ لَّتَشْؤَىٰ ﴿٢﴾

\*"ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔"

(مشقت۔۔ (اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے)

اللہ یہ قرآن تو دل کو راحت دیتا ہے، مگر اس پر عمل کرنے پر لوگ زندگی کو بہت مشکل بنا دیتے ہیں۔ مگر آپ نے تو اسے زندگی آسان کرنے کے لیے نازل کیا ہے۔ ہاں! میں جب جب

مشقت میں پڑی آپ کے قرآن نے مجھے حوصلہ دیا، اس مشقت سے نکالا۔ بے شک آپکی

(بات حق ہے، یہ قرآن آسانیاں دینے کے لیے آیا ہے۔

إِلَّا تَذَكَّرَهُ لِمَنْ يَخْشَىٰ ﴿٣﴾

\*"بلکہ اس کی نصیحت کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتا ہے۔"

کو۔ کس کو ریما سنڈر reminder اس نے فوراً حاشیے میں دیکھا۔ تذکرہ کہتے ہیں یاد دہانی کو،

دیتا ہے یہ قرآن؟ جو خشیت رکھتا ہو۔ خشیت: اس خوف کو کہتے ہیں جو انسان کو عمل کے

کرتا ہے۔ وہ خوف جو کسی کی عظمت کی وجہ سے دل میں آتا motivate لیے ابھارتا ہے،

ہاں الحمد للہ! یہ مجھے ریما سنڈروم دیتا ہے اللہ۔ جب جب مجھے ضرورت پڑتی ہے، یہ مجھے  
(کرتا ہے۔ الحمد للہ کثیر!) (اسکا دل تشکر سے بھر گیا تھا motivate

اس (قرآن) کا نازل کرنا اس کی طرف سے ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا" \*

\* "ہے۔"

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ﴿٥﴾

\*"جورِ حُمن ہے، عرش پر قائم ہے۔"\*



یہ آیت ہمیشہ اسے حیران کر دیتی تھی۔ عرش۔۔ اللہ کی سب سے بڑی تخلیق، جو کائنات کی ہر تخلیق سے بلند ہے۔ اسے وہ حدیث یاد تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ "(اللہ تعالیٰ کی اس وسیع) پڑا (ring) کرسی کے مقابلے میں سات آسمان اس طرح ہیں، جیسے بیابان زمین میں کوئی چھلا ہو اور پھر کرسی کے مقابلے میں (اللہ تعالیٰ کے) عرش کی ضخامت اس طرح ہے جیسے اس چھلے کے مقابلے میں بیابان کا وجود ہے۔"

(السلسلة الصحيحة: 3189)

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى ﴿٦﴾

جس کی ملکیت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان اور (زمین کی خاک) کے نیچے \*  
\* "کی ہر ایک چیز پر ہے۔"

وَإِنْ تَحْزَنْهُمْ بِطَوْلِ الْقَوْلِ فَإِنَّهُ لَمْ يَسِرَّ وَآخِ فِي ﴿٧﴾

اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ، بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا \*  
\* "ہے۔"

وَأَمَّا أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ﴿٩﴾

\* "تجھے موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بھی معلوم ہے؟" \*

بہت یونیک حصہ ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا، جب وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ (واپس مصر جا رہے ہیں۔ اور اندھیرے اور ویرانے میں انھیں آگ نظر آتی ہے، وہ اس طرف جاتے ہیں تو اللہ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں۔)

کتنی پرفیکشن ہے نا اللہ ان آیات میں؟ موسیٰ علیہ السلام اکیلے گئے تھے اس جگہ، سردی اور اندھیرے میں، فیملی سے علیحدہ ہو کے۔ ہاں ہوتا ہے ایسا! جب اللہ نے آپ کو چننا ہوتا ہے تو آپ کو اپنوں سے علیحدہ کر کے ایسی جگہ لاکھڑا کر دیا جاتا ہے جہاں ہر طرف اندھیرا نظر آ رہا ہوتا ہے مگر انھی اندھیروں میں سے ہی روشنی کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ انسان کو رتبے ملتے ہیں، درجات ملتے ہیں، جیسے موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے۔ انھیں کیا پتہ تھا کہ اللہ انھیں ایسے چنیں گے؟ سبحان اللہ! اللہ میں آپ سے بالکل ناامید نہیں ہوں۔ مجھے پتہ ہے میری زندگی میں یہ اندھیرے، جلد چھٹ جائیں گے۔ آپ مجھے بہت خیر سے نوازیں گے۔ آپ میری فیملی کو مجھ سے ملا دیں گے۔

(نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس نے اپنے رب سے سرگوشی کی)

وَإِنَّا خَوْفٌ تَرْتَرٌ نَّكَفَاسٌ تَمَجُّ لِمَا يُؤْتَىٰ ﴿١٣﴾

\*"اور میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے، اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن۔"

سب کو نہیں چنا جاتا اسکے در کے لیے، جسے چنا ہوتا ہے اسے تو کھینچ کر لایا جاتا ہے تنہا یوں میں۔ خواہ وہ طور کی تنہائیاں ہوں یا حرا کی یا اپنی ہی ذات کی۔۔ چناؤ ایسے ہی نہیں ہو جاتا۔ اللہ! مجھے بھی اپنے لیے چن لیں

(آنکھ سے آنسو نکل کر قرآن کے صفحے پر گر کر جذب ہو گیا)

فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبِعْهُ فِتْرَةً دِي ﴿١٦﴾

پس اب اس کے یقین سے تجھے کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو اور " \* اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

ہاں! جب انسان اس رستے پر چلنے کا عہد کر لے، جب اسکی منزل عام نہ رہے، جب وہ جنتوں کی منزل کا مسافر بن جائے، تو اسے اپنی صحبت کا خیال رکھنے کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ خود کو لوگوں کے شر سے بچا کر رکھنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی پیروی انسان کو حق سے نہ ہٹا دے۔ میں (ہر گز دنیا والوں کی پیروی کر کے آپکی اطاعت نہیں چھوڑ سکتی اللہ! ورنہ میں بھٹک جاؤں گی۔ اگلی آیات میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جا کر دعوتِ توحید کی ذمہ داری دی گئی، جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بہت ہی پیاری دعا کی تھی۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لئے کھول دے۔

وَيَسِّرَ لِي ۖ ~ اَمَّ رِي ۖ ﴿٢٦﴾

اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے۔

وَاح ۖ لِّل ۖ عُنُق ۖ دَه ۖ مِّن ۖ لِّسَانِي ۖ ﴿٢٧﴾

اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے۔

(يَف ۖ قَهْو ۖ اَقْو ۖ لِي ۖ ﴿٢٨﴾

تاکہ وہ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔

وَاج ۖ عَر ۖ لِّي ۖ وَزِي ۖ رَّا ۖ مِّن ۖ اَه ۖ لِي ۖ ﴿٢٩﴾

اور میرے گھر والوں میں سے مجھے مددگار دے۔

هَرُو ۖ نَ اَخِي ۖ ﴿٣٠﴾

یعنی میرے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو۔

اَش ۖ دُد ۖ بِه ۖ ~ اَز ۖ رِي ۖ ﴿٣١﴾

تو اس سے میری کمر کس دے۔

(وَاش ۖ رِك ۖ هُ فِي ۖ ~ اَمَّ رِي ۖ ﴿٣٢﴾

اور اسے میرا شریک کار کر دے۔

كِي ۖ نُسَجَك ۖ كَثِي ۖ رَّا ۖ ﴿٣٣﴾

تاکہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح بیان کریں۔

وَنَذِّكُرُكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾

اور ہم بکثرت تیری یاد کریں۔

إِنَّكَ كُنَّ تَبْنَاهُ بِصِيْرًا ﴿٣٥﴾

بیشک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

یہ آیات پڑھ کر اسے لگا گویا یہ اسی کے لیے اتاری گئی تھیں، اسی کو سکھایا جا رہا ہے کہ کیا دعا (مانگنی ہے)۔ کتنا ضروری تھا اپنے لیے اپنے گھر سے دین کے ساتھی مانگنا۔

اوہ میرے رب! واقعی ان کو سمجھانا مجھے بہت مشکل لگتا ہے، میرا دل تنگ ہوتا ہے۔ آپ میرا سینہ کھول دیں کہ میں آسانی سے انھیں سمجھا سکوں۔ میری زبان میں وہ تاثیر رکھ دیں کہ وہ میری بات سمجھ جائیں، وہ حق جان جائیں، وہ میرے مددگار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ پلیز! مجھے میری فیملی سے مددگار دے دیں تاکہ ہم سب مل کر آپکی اطاعت کر سکیں۔

قَالَ قَدْ أُوتِيَ تِلْكَ الْيُوسُفٰى ﴿٣٦﴾

جناب باری تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ تیرے تمام سوالات پورے کر دیے گئے۔

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰكَ مَرَّةً أُخْرٰى ﴿٣٧﴾

ہم نے تو تجھ پر ایک بار اور بھی بڑا احسان کیا ہے۔

اِذِّۤ اَوْحٰیۤ نَاۤ ؕ اِۤلَآ سٰیۤ اُنٰکَ مَا یُوۡحٰیۤ ؕ سٰی ﴿۳۸﴾

جب کہ ہم نے تیری ماں کو وہ الہام کیا جو وحی کی۔

اگلی آیات پڑھ کر اسکا یقین گویا بڑھ چکا تھا کہ اللہ نے اسکی دعاسن لی ہوگی۔ ہر بار کی طرح اب کی بار بھی اسکی مدد کی جائے گی۔ مگر کیسے؟ یہ سوالیہ نشان ابھی باقی تھا۔

کیا میری بھی ماما؟؟؟

وہ بس سوچ کر ہی رہ گئی تھی۔

زونیشہ اور حیدر شادی کے دن سٹیج پر بیٹھے ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوبصورت اور خوش لگ رہے تھے۔ مسز ریان اپنے بیٹے اور بہو پر بار بار فدا ہو رہی تھیں۔

فاطمہ نے اپنے چہرے کے گرد سمپل حجاب اس انداز میں لپیٹا ہوا تھا کہ باآسانی جب چاہتی اوپر کر کے نقاب کر سکتی تھی۔ اس نے نیوی بلیو کلر کی میکسی پہنی تھی جو اسکے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپے ہوئے تھی، ساتھ میں اس نے کندھے پر ایک بڑی سی چادر کو فولڈ کر کے ڈالا ہوا تھا کہ ضرورت کے وقت اسکو اپنے گرد لپیٹ سکتی تھی۔ وہ چادر سمپل اور اتنی بڑی تھی کہ اسکا مکمل سوٹ آرام سے کور ہو سکتا تھا۔

وہ بہت کانفڈینس سے پورے ہال میں سب سے مل جل رہی تھی۔ سب لوگ اسکی تعریف کر رہے تھے کہ وہ اس حجاب میں بہت معصوم اور پیاری لگ رہی ہے۔ وہ خوش تھی کہ وہ بھائی کی خوشی میں شریک تھی۔

اللہ نے اسکے لیے کیسے کیسے رستے آسان کر دیئے تھے۔ مسز ریان نے خود اسکے پردے کی وجہ سے سارا سسٹم سیپرٹ کر دیا تھا۔ مردوں کے آنے سے پہلے انفارم کرنے کا کہہ دیا گیا تھا۔ ویٹرز کے آنے کا ٹائم فکس تھا، اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو فیمیل ویٹریسز کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اتنے عرصے کی مشقت کے بعد غرض اللہ نے ہر رستہ آسان کر دیا تھا، وہ جتنا شکر کرتی کم تھا۔

"بیٹا ویٹرز آنے والے ہیں، آپ اپنا پردہ کر لینا۔"

کھانے کا وقت ہونے والا تھا۔ ویٹرز نے آنے سے پہلے ریان صاحب کو انفارم کر دیا تھا۔ انھوں نے فاطمہ کو کال کر کے کہا تھا۔

"فاطمہ آپ نے نقاب کیوں کر لیا ہے؟"

وہ جیسے ہی واش روم سے خود کو کور کر کے نکلی تو حیدر کے سرالیوں میں سے ایک آنٹی نے بہت حیرت سے فاطمہ کو اس حال میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی آنٹی! الحمد للہ میں پردہ کرتی ہوں۔ اب ویٹرز کے آنے کا وقت ہو گیا تھا، اس لیے نقاب "کر لیا۔"

"تو بیٹا اتنے لوگوں میں انھوں نے آپکو تھوڑی دیکھنا تھا؟؟؟"

ہاھاھاھا آنٹی جی وہ دیکھیں نہ دیکھیں، اس سے کیا؟ اتنے لوگوں میں مجھے میرا رب دیکھتا"

"ہے، فرق تو اس سے پڑتا ہے نا؟

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

جو ابا وہ آنٹی خاموش ہو کر رہ گئی تھیں۔

ہاں ٹھیک ہی تو کہا تھا اس نے، اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کون کیسے دیکھ رہا ہے؟ بات تو یہ تھی

کہ "پردہ کرنے کا حکم میرے رب نے دیا ہے" میرے رب نے تو یہی دیکھنا ہے کہ میں نے

اس کا حکم مانا یا نہیں؟ کیا صرف اپنی آسانی کی حد تک مانا کہ بس گھر سے باہر پردہ کرنا کافی سمجھایا

ہر حال میں وفا نبھا کر دکھائی؟

حیدر کے سسرال والوں کی طرف سے تھوڑا بے رخی کا سامنا تو ہوا تھا مگر مسز ریان نے بہت

اچھے طریقے سے اسے ہینڈل کر لیا تھا۔ مشکل کچھ بھی نہیں ہوتا جب تک ہم کسی چیز کو خود

مشکل نہ سمجھیں۔



وہ مسکراتی ہوئی خود کو کور کیے ہوئے کانفڈینس سے اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔ سب کی نظریں اسکا طواف کر رہی تھیں، سرگوشیاں اسکے کانوں سے ٹکڑا رہی تھیں۔ مگر وہ پرسکون تھی، آزاد تھی لوگوں کی غلامی سے، بے نیازی، اپنے رب سے گفتگو میں مگن۔۔۔ اپنی فیملی کو دعائیں دے رہی تھی۔

یہ صرف اور صرف اللہ کی محبت تھی جس نے اسے اتنا مضبوط کر دیا تھا۔ وہ چھوٹی چھوٹی بات پر رونے والی معصوم لڑکی۔۔۔ آج ہر بڑی بات کو مسکرا کر اگنور کر رہی تھی۔ وہ اس دن پر اللہ کا بار بار شکر ادا کرتی تھی جب اس نے مسز ریان کو اپنے پردے پر راضی کر لیا تھا۔

وہ موسیٰ علیہ السلام والی دعا (رب اشرح لی صدری) مانگتی ہوئی مسز ریان کے پاس گئی تھی۔ مسز ریان اس وقت اپنے کمرے میں ریست کر رہی تھیں۔

"ماما! مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔"

علیک سلیک اور حال حوال پوچھنے کے بعد اس نے مسز ریان کی ٹانگیں دباتے ہوئے کہا تھا۔

"ہمم کہو؟؟؟"

مسز ریان کا لہجہ پہلے سے کافی نرم تھا۔

اس نے بہت ہمت اکٹھی کی۔ ہاں وہ کسی فرعون سے تو بات نہیں کرنے آئی تھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح، وہ اسکی اپنی ماں تھیں، مسلمان تھیں۔ دوبارہ دعا مانگ کر اس نے وہ کہہ ڈالا جو وہ کہنا چاہتی تھی۔

ہمم! اتنا تو مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم نے باز نہیں آنا، بچپن میں بھی ایسے ہی ضد کر کے اڑ جایا "کرتی تھی۔ اس لیے میں نے اور تمہارے بابا نے ڈیسا نڈ کیا ہے کہ۔۔۔  
کہ؟؟؟

فاطمہ کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔ کیا واقعی دعا قبول ہو گئی تھی؟؟؟  
کہ۔۔ ہم فنکشنز سپرٹ رکھیں گے، فیملیل ویٹریسز کا رینج کر لیں گے۔ سو! پلاننگ چل رہی "ہے ابھی۔۔

مسز ریان نے بہت دھیمے سے لہجے میں کہا تھا۔

"شروع ہو گئی ہے۔ pain اتنا زور مت لگاؤ مجھے"

انہوں نے فاطمہ کو پیار سے جھڑکتے ہوئے کہا تھا جو فرط جذبات میں انکی بات سنتے سنتے زور سے دبانے لگی تھی۔

"اوہ ماما! آئی لو یو سوچ۔۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے تیزی سے آگے بڑھ کر ماں سے لپٹ گئی تھی۔

مسز ریان نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ انکی نگاہوں کے سامنے خواب میں دیکھے فاطمہ کے روشن ہاتھ گھوم رہے تھے۔ انھوں نے پیار سے فاطمہ کے گرد اپنے بازوؤں کی گرفت مضبوط کر لی۔

میں واپس نہیں جا رہی اماں! سمجھتے کیا ہیں وہ لوگ؟ وہ جو بھی کہتے رہیں گے میں برداشت "کرتی رہوں گی؟؟"

نائکہ نے روتے ہوئے اپنی ماں کے دامن میں سر چھپاتے ہوئے کہا۔  
ہاں کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی جانے کی، خود منانے آئے گا عزیز۔ تم لوگوں کے والد زندہ "ہوتے تو کسی کی جرات نہ ہوتی کچھ کہنے کی۔"

انھوں نے پیار سے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔  
میں جتنا بھی کر لوں انکا، انھیں وہ نظر نہیں آتا۔ انھیں بس سائرہ (جیٹھانی) میں ساری "اچھائیاں نظر آتی ہیں۔ وہ خوبصورت ہے، وہ کھانا اچھا بناتی ہے، وہ فیشن ایبل ہے، اسے شادی کے فوراً بعد اولاد ہو گئی تھی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں اس جیسی نہیں ہوں؟ انکی اپنی "پسند تھی تو مجھے بہو بنا کر لے کر گئے تھے۔"

اللہ پوچھے انھیں کیسے میری بیٹی کو کمزور کر دیا ہے۔ تو چپ کر کے ادھر رہ، میں ابھی زندہ " ہوں، تیرا بھائی موجود ہے۔ ہم تجھے کپڑا روٹی دے سکتے ہیں تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نائکہ اب سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ شادی کو ابھی 5 ماہ ہی ہوئے تھے۔ اماں اسکے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے مزید اسے کرید رہی تھیں۔ یہ مرد ذات ایسی ہی ہوتی ہے، جتنا اسکے ساتھ وفا کر لو، ایک غلطی پر سارا کیا کرایا منہ پر مار " دیتا ہے۔ اور سائرہ؟ اسے کیا ضرورت پڑی تیری ساس کے کان بھرنے کی؟ عزیز تو سمجھدار " ہے، پڑھا لکھا ہے، وہ بھی اپنی ماں بہنوں کی باتوں میں آگیا؟ حیرت ہو رہی ہے مجھے تو۔ نائکہ اماں کی باتیں سن کر خاموش ہی رہی تھی۔

بدگمانیوں کے درختوں کی جڑیں مضبوط ہوتی جا رہی تھیں۔ شیطانی چیلہ اپنا کام دکھا رہا تھا، اسے امید تھی کہ میاں بیوی کی لڑائی کروا کر اب وہ اپنے آقا (ابلیس) کو بہت خوش کر دے گا۔ ایک ہفتہ ہونے کو تھا، نائکہ اپنے گھر واپس نہیں گئی تھی اور نہ ہی عزیز اسے لینے آیا تھا۔ شہریار کو اصل وجہ نہیں بتائی گئی تھی مگر وہ سمجھ گیا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔

"نائکہ وہاں سب خیریت ہے نا؟"

آخر کو وہ پوچھ ہی بیٹھا۔

"کدھر؟؟؟"

نائکہ نے موبائل کی سکرین سے نظریں ہٹائے بغیر بے پرواہی سے شہریار سے کہا۔  
 "تمہارے گھر بھی اور تم سے کہاں کا پوچھنا ہے میں نے؟"

وہ چڑ کر بولا۔

"ہمم ٹھیک ہے۔"

"اور عزیر؟"

"ٹھیک ہوں گے وہ بھی۔"

وہ بدستور موبائل کی سکرین پر انگلیوں سے سکرو لنگ میں مصروف تھی۔

"ٹھیک ہوں گے کیا مطلب؟ تمہاری بات نہیں ہوئی؟"

"نہیں! انھوں نے نہیں کی۔"

"تم ذرا موبائل سائنڈ پر رکھ کر بات کر سکتی ہو؟؟؟"

شہریار کو کوفت ہو رہی تھی۔

"ہمم بولو؟"

اس نے موبائل سائنڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے؟؟ کیا تمہاری اور عزیر کی لڑائی ہوئی ہے؟؟"

"میری نہیں، انکی ہوئی۔ انھوں نے مجھے ڈانٹا۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بلاوجہ؟؟؟"

شہریار وجہ جاننا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ جذبات میں ایک سچی بات کے ساتھ دس جھوٹی باتیں بھی شامل کر دی جاتیں۔

"نہیں! بلاوجہ تو نہیں مگر پیار سے بھی سمجھایا جاسکتا تھا۔"

وہ متوجہ ہوئی۔

تو انسان ہے، غصہ آہی جاتا ہے، اب یہ تو نہیں کہ چھوٹی بڑی بات تم اماں کو فون کر کے بتاؤ یا "ناراض ہو کر آ جاؤ؟؟؟"

شہریار نے بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔

"میں نے بالکل ٹھیک کیا ہے، انھیں بھی احساس ہونا چاہیے اس چیز کا۔"

شہریار نے نائلہ کو اس طرح کے لہجے میں بات کرتے دیکھا تو اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

دیکھو نائلہ! اصولاً یہ باتیں تو امی کو تمھیں سمجھانی چاہئیں، مگر خیر۔۔۔۔۔"

دیکھو! ہم سب انسان ہیں ناں؟ غصہ تو آہی جاتا ہے؟ پھر کچھ دیر بعد چلا بھی جاتا ہے۔ مگر اس

غصے میں کیا ہواری ایکشن اپنے اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ اگر عزیر کو کسی بات پر غصہ آیا ہی تھا تو

تم نے کیوں نہ صبر کیا؟ تم کیوں نہیں کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی؟؟ یقین کرو اگر تم دو گھنٹے خاموش ہو جاتی یا اسکے غصہ اترنے کا انتظار کرتی، منانے کی کوشش کرتی، وہ خود تم سے معافی مانگتا۔ مگر تم نے فوراً ہی یہاں آنے کی کی، اس طرح تو اسکا غصہ مزید بڑھ گیا ہو گا۔

"بڑھتا رہے، مجھے بھی پرواہ نہیں ہے۔"

اس نے اپنی شرمندگی کو چھپاتے ہوئے کہا۔

نالکہ وہ تمہارا شوہر ہے!!! ایک عورت کے لیے شادی کے بعد سب سے اہم رشتہ یہی ہوتا ہے، کچھ بھی ہو جائے ایک بیوی کو کبھی شوہر کے مزاج کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ یاد رکھو! اگر ایک عورت مرد کے سامنے اکڑتی ہے نا تو مرد اس سے دس قدم دور چلا جاتا ہے۔ بظاہر وہ ساتھ بھی رہے مگر اسکا دل اس سے دور ہوتا جاتا ہے۔ ایک اچھی بیوی، شوہر کا خوبصورت لباس ہوتی ہے۔ جیسے ایک لباس انسان کی عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے ویسے ہی ایک اچھی بیوی کبھی اپنے شوہر کے عیب دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیتی۔ اور کونسا انسان فرشتہ ہے؟ عیب تو سب میں ہوتے ہیں۔ ایک بیوی کو ان عیوب کی پردہ پوشی کرنی چاہیے اور یہ تو محبت کے رشتے ہوتے ہیں، اونچ نیچ تو ہوتی رہتی ہے۔ مگر ان باتوں کو بدگمانیاں بنا کر کبھی دل میں رکھ کر انکو پالنا نہیں چاہیے ورنہ رشتے بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ تم آج آئی ہو، کب تک آتی رہو گی ایسے؟؟

اپنے شوہر کے مزاج کو سمجھو، دیکھو اسکے اس رویے کو کیسے ڈیل کرنا ہے؟ اسکی پسندنا پسند کا خیال رکھو، اسکا اعتماد جیتو۔ پھر غصہ تو دور، وہ کبھی تم سے بدگمان بھی نہیں ہوگا۔ نائلہ بہت دھیان سے اسکی باتیں سن رہی تھی۔

"ہاں شاید مجھ سے غلطی ہوگئی۔ بات اتنی بڑی نہیں تھی ویسے جتنا میں نے بنالیا۔"

اس نے روہان سے لہجے میں کہا۔

ہو جاتا ہے، کوئی بات نہیں! مگر آگے مت کرنا۔ اس رشتے کو تو اللہ نے قرآن میں اپنی نشانی "کہا ہے۔ تم اگر چاہتی ہونا کہ وہ تم سے محبت کرے اور بے پناہ کرے، تو یک طرفہ طور پر اسکا ہر طرح سے خیال رکھو، اسکی طرف سے ملنے والی ہر اذیت کو خوبصورتی سے اگنور کرو۔ صبر کرو۔ دیکھنا اللہ اس صبر کا بدلہ کیسے دیتے ہیں۔

نائلہ کو اپنی شادی کے شروع والے مہینے یاد آگئے تھے۔ واقعی ہی سب ایسا ہی تو تھا جیسے شہریار کہہ رہا تھا، پھر کیا ہو گیا آہستہ آہستہ؟

"پتہ نہیں شہریار! مجھے خود سمجھ نہیں آتی کہ مجھے کیا ہو گیا ہے، میں پہلے ایسی نہیں تھی۔"

کوئی بات نہیں! دیر تو اب بھی نہیں ہوئی۔ بس تم اللہ کی خاطر صبر کر کے اچھا کرتی جاؤ، کرتی "جاؤ، ان شاء اللہ وہ سب ٹھیک کر دیں گے۔ شیطان کو خوش نہیں ہونے دینا اب کی بار۔"

"شیطان کو خوش کرنا؟؟؟ کیا مطلب؟؟؟"



اس نے بھنویں سکڑتے ہوئے استفسار کیا۔

ہاں نا! شیطان جو اللہ کا دشمن، سب سے زیادہ خوش ہوتا ہی تب ہے جب میاں بیوی کے " در میاں جھگڑا ہوتا ہے۔ میں تمہیں حدیث سناتا ہوں۔

: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے، ان لشکروں میں ابلیس کے زیادہ " قریب اس کا درجہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنے باز ہوتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے میں نے ایسا ایسا کیا ہے تو شیطان کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے "تو کتنا اچھا ہے! اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

(مسلم، ص 1158، حدیث: 7106)

تو دیکھو! جتنا ہم شیطان کو خوش کر رہے ہوں گے، اتنا ہم برائی کی طرف جائیں گے، وہ ہم پر آسانی سے حملہ آور ہو گا۔ پھر وہ ہمارا صبر بھی ختم کرے گا، برداشت بھی، محبت بھی اور ایک "دن یہ پاکیزہ رشتہ بھی۔

"!! اللہ نہ کرے"

نائکہ نے پریشانی کے عالم میں فوراً کہا۔

میں اب شیطان کو خوشیاں نہیں منانے دوں گی۔ اگر وہ میاں بیوی کی لڑائی سے خوش ہوتا ہے تو وہ یقیناً انکی محبت سے خار کھاتا ہوگا، اب میں اسے خوش نہیں ہونے دوں گی۔ ہاں ان  
"!شاء اللہ"

اس نے اپنا فون اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔

"کسے فون کر رہی ہو؟"

شہریار نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"عزیر کو۔"

اس نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔

"الحمد للہ! صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔"

اس نے ہنستے ہوئے اپنی بہن کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

جواباً نائکہ نے ہنستے ہوئے سائڈ پر پڑا کشن اٹھا کر اسکی طرف اچھال دیا۔

-----

اور (booklets) میں، سیاہ عبا یا میں ملبوس بکلیٹس (streets) وہ کینیڈا کی سٹریٹس  
پمفلٹس اٹھائے وہاں آنے جانے والوں میں بانٹ رہی تھی۔

بینیش پیچھے مر سیڈیز میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ فاطمہ نے بینیش کو اپنے ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ اکیلے یہ کام کرنا چاہتی تھی۔

"Hello sister! There's a message for you."

کے ساتھ وہ بک لیٹس دے رہی morning greetings وہ مسکرا کر ہر گزرنے والے کو تھی۔

اس بک لٹ کا فرنٹ پیج چمکتا ہوا گولڈن اور بلیک کلر کا تھا، جس پر گولڈن رنگ سے آیت کا ترجمہ انگلش میں لکھا تھا۔

"We have certainly sent down to you a Book in which is your mention. Then will you not reason?"

(Al Quran: Chapter No 2, Verse No 10)

اور تحقیق ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے، تو کیا تم (عقل سے کام نہ لو گے؟)

اس چھوٹے سے بک لٹ میں کچھ مخصوص آیات (کائنات پر غور و فکر، انسان کی زندگی اور موت، اس کائنات کے کسی رب ہونے اور توحید پر ایمان کے متعلق) اور کچھ احادیث انگلش ترجمے کے ساتھ موجود تھیں، جو ایک سلیم الفطرت انسان کو جھنجھوڑ کر اسے قرآن کو سمجھ کر

پڑھنے پر مجبور کرنے کے لیے کافی تھیں۔ یہ فاطمہ کی اپنی سلیکشن تھی، اس نے اس بک لٹ کی ہر چیز خود سلیکٹ کر کے ڈیزائن کی تھی۔ وہ بلاشبہ ایک خوبصورت اور پرکشش کتابچہ تھا۔ وہ ہر ایک کو مسکراتے ہوئے دے رہی تھی اور ساتھ میں کہہ رہی تھی کہ اس میں آپکا ذکر ہے، اس میں خود کو تلاش کریں، اپنا آپ تلاش کریں، اپنی زندگی کا مقصد جانیں، اپنے محبوب! کو پہچانیں، اپنے رب کو جانیں

مختلف لوگوں کا مختلف رویہ تھا۔ کوئی مسکرا کر لے رہا تھا، کوئی تعجب اور بے زاری سے اوپر سے نیچے تک اس کا حلیہ دیکھتا اور کندھے اچکا کر لیے بغیر ہی چلا جاتا۔ مگر وہ لوگوں کا رویہ دیکھے بغیر اپنے کام میں مگن تھی۔ اس نے اب اپنا مشن بنالیا تھا کہ جتنی بھی زندگی ہے وہ اسے اپنے رب کی راہ میں وقف کرے گی، لوگوں کو رب سے جوڑے گی۔ اللہ کی نازل کردہ ایک آیت اس کی موٹیویشن بن چکی تھی۔

:اللہ نے فرمایا تھا

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور \*  
 بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان  
 \* کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔

(آل عمران: 110)

بہترین امت۔۔۔ جن کا مقصد ہی لوگوں کی رہنمائی کرنا تھا، جنہوں نے دنیا کو رب سے متعارف کروانا تھا، معاشرے میں نیکی کو عام اور برائی کو روکنا تھا۔ افسوس! کہ امت اپنا مقام بھول چکی۔ افسوس! کہ وہ خود ان لوگوں میں شامل ہو چکی کہ جنہیں رب سے متعارف کروانے کی ضرورت تھی۔ کتنی بڑی ذمہ داری ڈالی گئی امت مسلمہ پر اور کتنی آسانی سے بھلا بیٹھی امت مسلمہ! کتنا بڑا حساب دینا ہو گا اس ذمہ داری کو نہ نبھانے کا

وہ جب بھی سوچتی تھی، سوائے افسوس اور ندامت کے دامن میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ آج زندگی کے اس سیٹیج پر اگر وہ کھڑی تھی، یہ کام کر رہی تھی تو اپنا فرض نبھانے کے لیے، اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے۔ کہ کم از کم کل وہ اللہ کو کہہ سکے کہ ہاں! اس نے اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق کوشش کی تھی۔ ہاں! وہ بارش کا ایک ننھا سا قطرہ بنی تھی، جس سے ساری زمین تو سیراب نہ بھی ہو البتہ کسی ایک چیونٹی کی پیاس بجھانے یا کسی بیج کو پھاڑنے یا کسی پھول کے کھلنے میں یا سمندر میں شامل ہو کر کسی سیپ میں داخل ہو کر موتی کے بننے میں اسکا بھی کردار تھا۔ وہ اپنے رب کے حضور ناکام نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"ایکسیو زمی؟ کیا میں دولے سکتی ہوں؟"

کسی نے اسے کندھے پر تھپکتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا۔

جینز اور سیلو لیس شرٹ پہنے، سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی مسکراتے ہوئے اسکے جواب کی منتظر تھی۔

"جی جی کیوں نہیں! یہ میسج آپ سب کے لیے ہی ہے۔"

اس نے فوراً سے دو بک لیٹس اسکو مسکرا کر دے دیئے، وہ لڑکی شکریہ ادا کرتے ہوئے چلی گئی۔

فاطمہ نے جھک کر اپنا بیگ اٹھایا تو وہ خالی ہو چکا تھا۔ اس نے الحمد للہ کہتے ہوئے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھا، جیسے اپنے اس عمل پر اپنے رب کو گواہ بنایا ہو اور آگے بڑھ گئی۔ بینیش نے اسے آتے دیکھ کر اسکی جگہ کو سیٹ کر کے مڑ کر دیکھا تو اونچی آواز میں پکار اٹھی۔

"!!!! فاطمہ"

فاطمہ جو کہ گاڑی کے قریب آ کر لڑکھڑائی تھی، بے ہوش ہو کر گر چکی تھی۔

"آہم آہم!! آج تو حیدر بھیا انگلیاں چاٹیں گے۔"

فاطمہ نے زونیشہ کو چھیڑتے ہوئے کہا، جو صبح سے کچن میں لگی لہجہ کا رینج کر رہی تھی۔ شادی کو تین ہفتے ہو چکے تھے۔ آج وہ پہلی بار کچن میں جا کر خود اپنے ہاتھوں سے سب بنا رہی تھی۔

"ہاھاہا کیا پتہ انگلیاں چبا ہی بیٹھیں۔"

"ہاھاہا کیا پتہ۔۔"

ویسے بھی انکی نگاہیں اب ہر طرف زونیشہ میڈم کو ہی ڈھونڈتی رہتی ہیں، مجھے تو لگتا ہے آج "

"کے بعد کھانا بھی زونیشہ کے سوا کسی اور کے ہاتھ کا پسند نہیں آنے والا جناب کو۔

اس نے ہنستے ہوئے زونیشہ کو چھیڑا، جس پر وہ شرماتے ہوئے مسکراتی ہی رہ گئی۔

وہ دونوں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔ فاطمہ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ آج اس کے پیٹ میں صبح سے تکلیف تھی مگر وہ اسے برداشت کیے ہوئے زونیشہ کے ساتھ کچن میں لگی ہوئی تھی۔ وہ چیئر آگے گھسیٹ کر اس پر بیٹھ کے سیلڈ بنانے میں مصروف ہو گئی۔

جبکہ صغراں زونیشہ کے ساتھ ہی موجود اسے گانڈ کرتی جا رہی تھی کہ کونسی ڈش کیسے بنانی ہے۔

آج وہ دونوں لڑکیاں بڑے دھیان سے، سگھڑ لڑکیوں کی طرح اپنے کام میں مگن تھیں۔

"سسس آہ۔۔۔۔"

سیلڈ بناتے ہوئے وہ اچانک سے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر چیئر پر بیٹھے بیٹھے ہی جھکی۔

"فاطمہ کیا ہوا؟؟؟"

زونیشہ سارا کام چھوڑ کر فاطمہ کی طرف لپکی۔

فاطمہ مسلسل جھکی ہوئی درد سے کرا رہی تھی۔

"فاطمہ، فاطمہ؟؟؟ کیا ہوا مجھے بتاؤ؟؟؟"

زونیشہ پریشان ہوتے ہوئے اس پر جھکی مگر وہ کچھ نہ بول پائی۔ درد کی شدت سے فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے، وہ ہونٹوں کو زور سے دانتوں میں دبائے کانپ رہی تھی۔

"مام؟؟ حیدر۔۔ حیدر؟؟ صغراں جاؤ جلدی سے بیگم صاحبہ اور حیدر کو بلا کر لاؤ۔"

زونیشہ نے پنچوں کے بل نیچے بیٹھے ہوئے فاطمہ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تیزی سے اوپر مسز ریان کے کمرے کی طرف بھاگی۔

"فاطمہ مجھے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟؟"

زونیشہ نے اسکے پیٹ پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پریشان ہوتے ہوئے اس سے

پوچھا۔

مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا، یا شاید وہ دے ہی نہ پائی۔

"اچھا چلو اٹھنے کی کوشش کرو، روم میں چل کر لیٹو شاید کچھ آرام آجائے۔"

اس نے کھڑے ہو کر فاطمہ کو پکڑتے ہوئے کہا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پائی۔ تکلیف

بہت شدید تھی۔ فاطمہ "آہ۔۔ آہ۔۔" کے سوا کچھ بول نہ پار ہی تھی۔

اسکے بہتے آنسو، اسکا سرخ ہوتا چہرہ اور کپکپاتے ہونٹ زونیشہ کو پریشان کر رہے تھے۔

اس نے فوراً سے فاطمہ کا ہاتھ پیچھے کر کے اس جگہ اپنا ہاتھ رکھا۔ اسے فاطمہ کے پیٹ میں کچھ

سخت سخت سا محسوس ہوا، جس پر ہاتھ لگانے سے فاطمہ کی دبی دبی چیخیں نکل گئی تھیں۔



زونیشہ خود ڈاکٹر تھی مگر اس وقت اسے بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اصل ماجرہ کیا ہے۔  
 "کیا ہوا ہے فاطمہ بیٹا؟"

مسز ریان پریشانی سے کہتے ہوئے تیزی سے فاطمہ کی طرف لپکیں۔  
 پیچھے سے حیدر بھی آگیا تھا۔ زونیشہ کے سارا معاملہ بتاتے ہی اس نے فاطمہ کو بازوؤں میں اٹھا کر لاونج میں پڑے صوفوں پر جا کر لٹا دیا۔  
 "وہ بے ہوش ہو چکی ہے۔ (mom) مام"

زونیشہ نے اس کے گال تھپکتے ہوئے مسز ریان سے کہا، جو کہ حیرانی اور پریشانی لے ملے جلے تاثرات لیے رونے کے قریب تھیں۔ حیدر نے فوراً سے پہلے ہاسپٹل فون کر دیا تھا۔

-----  
 "اسے کیا ہو سکتا ہے اچانک؟ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہی۔"

مسز ریان روتے ہوئے زونیشہ سے کہہ رہی تھیں۔

ریان صاحب شادی کے دوسرے ہفتے ہی واپس کینڈا چلے گئے تھے جبکہ سیف پڑھائی کے سلسلے میں دوسرے شہر جا چکا تھا۔ آجکل بس یہ چار لوگ ہی گھر پر موجود تھے۔

حیدر پریشانی کے عالم میں ایمر جنسی وارڈ کے سامنے چکر لگا رہا تھا۔

سب ڈاکٹر کے باہر آنے کے منتظر تھے۔

"اس نے ہمیں کبھی کچھ نہیں بتایا کہ اسکے پیٹ میں کوئی درد وغیرہ ہے۔"

زونیشہ نے مسزریان کو اسکے پیٹ میں موجود کسی سخت چیز کے بارے میں بتایا تھا۔

"اللہ کرے سب ٹھیک ہو۔ میری اکلوتی بیٹی ہے، مجھے تو فکر کھائے جارہی ہے۔"

مسزریان نے روتے ہوئے سر پیچھے دیوار سے ٹکالیا تھا۔ ادھر ریان صاحب بار بار حیدر کو فون کر کے فاطمہ کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ مگر وہ کیا بتاتا؟ ابھی تو اسے خود بھی کوئی علم نہیں تھا۔

-----

کیسے لوگ ہیں آپ؟ آپکو بالکل اندازہ نہیں ہوا کہ وہ بچی کتنے عرصے سے تکلیف میں مبتلا ہے؟؟

انکے فیملی ڈاکٹر، ڈاکٹر ارسلان نے افسوس اور غصے کے ملے جلے تاثرات میں حیدر سے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ہمیں واقعی ہی اندازہ نہیں تھا کہ مسئلہ اتنا بڑا ہو گا۔"

مسزریان نے روتے ہوئے کہا۔

اس بچی کے پیلے رنگ، گرتے وزن کو بھی آپ لوگوں نے نوٹس نہیں لیا؟ یقیناً ان کا کھانا پینا

"بھی کم ہو چکا ہے۔"

مسز ریان منہ نیچے کر کے ہی رہ گئی تھیں۔ کیا بتائیں؟ کہ ریان صاحب نے تو ایک مہینہ پہلے ہی یہ بات کی تھی مگر انھوں نے سیریس نہیں لیا۔

دیکھیں حیدر! آپ بھی اسی فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ اس طرح کے "کیسز میں ذرا سی کوتاہی کتنے بڑے نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔

"جی! میں جانتا ہوں۔"

حیدر نے شرمندگی چھپاتے ہوئے کہا۔

خیر! آپ اللہ سے دعا کیجئے کیونکہ معاملہ کافی سنگین ہو چکا ہے۔ ایک دو دن ہم مزید انھیں "یہاں ٹریمنٹ دیں گے، مزید ٹیسٹ کریں گے پھر ہی ان شاء اللہ کچھ فائنل بتا سکیں گے۔

"جی بہتر۔۔ بہت بہت شکریہ۔"

حیدر ڈاکٹر ارسلان سے ہاتھ ملاتا ہوا مسز ریان اور زونیشہ کے ساتھ باہر نکل آیا۔

اسے ہاسپٹل سے گھر آئے پورے تین دن ہو چکے تھے۔ اس نے خود کو کمرے میں جیسے بند کر رکھا تھا۔ مسز ریان کھانا کھلانے آتیں، اسے پیار کرتیں مگر وہ خاموش ہو چکی تھی، مسلسل خاموش!

ایک ہی جگہ ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہتی۔ کبھی کھالیا تو دو تین نوالے کھالیے ورنہ وہ بھی نہ کھاتی۔ جب سے اسے اپنی بیماری کا پتہ چلا تھا اسکا دماغ ماؤف تھا۔ شاید ذہنی طور پر قبول کرنا اسکے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اب وہ پہلے سے زیادہ کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ اسکی اس حالت نے سب گھر والوں کو پریشان کر رکھا تھا۔

"میں آخر کیا کروں؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ نہ کچھ بولتی ہے وہ، نہ کچھ کھاتی ہے۔" مسز ریان نے روتے ہوئے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتے ہوئے کہا۔ ماں کی مامتا آج اسکی یہ حالت دیکھ کر ٹپ اٹھی تھی۔

تم پریشان مت ہو۔ ایک دو دن تک فائنل رپورٹ آجائے گی پھر ان شاء اللہ دیکھتے ہیں کہ "آگے کیا کرنا ہے۔"

ریان صاحب نے اپنی بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔  
دونوں ماں باپ کے چہروں پر جیسے ایک ہفتے میں ہی بڑھاپے کا اثر اتر آیا تھا۔  
"!!! یہ کوئی عام بیماری نہیں ہے (Liver Cancer) !! لیور کینسر"

ریان صاحب نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر ارسلان کہہ رہے تھے اسے کوئی چوٹ لگی ہے جسکا فوری علاج نہ ہونے کی وجہ سے وہاں "انفیکشن ہو گیا تھا، جس نے کینسر سیلز کی گروتھ کا رستہ ہموار کیا۔"

مسز ریان اب سسکیاں لیتے ہوئے بتا رہی تھیں، جبکہ ریان صاحب اسکی رپورٹس دیکھنے میں مصروف تھے۔

فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

قرۃ العین اپنی ماں کے ساتھ انکے روم کی سیٹنگ چنچ کر رہی تھی۔ فون کی آواز سن کر فوراً بھاگی آئی۔ اسے لگا شاید فاطمہ کا فون ہو، دو ہفتے ہو گئے تھے اس سے رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔

"کس کا فون ہے بیٹا؟"

قرۃ العین کی امی نے پوچھا۔

"امی پتہ نہیں انجانا نمبر ہے"

یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا اور دوبارہ کام کرنے لگی۔

فون مسلسل بج رہا تھا۔ ایک مس کال۔۔ دو۔۔ تین۔۔ پانچ۔۔ سات۔۔

"عینی فون اٹھالو، کیا معلوم کوئی ایمر جینسی ہو؟"

امی کے کہنے پر اس نے فون اٹھالیا مگر کچھ بولی نہیں۔

"ہیلو؟ السلام علیکم! کیا میں قرۃ العین سے بات کر سکتی ہوں؟"

آواز جانی پہچانی لگی۔

"وعلیکم السلام! جی میں قرۃ العین بات کر رہی ہوں۔ آپ کون؟"

مسز ریان بات کر رہی ہوں۔ بیٹا کیا آپ کچھ دیر کے لیے (mother) میں فاطمہ کی مدر "ہماری طرف آسکتی ہیں؟

"آئی سب خیریت ہے؟ فاطمہ ٹھیک ہے نا؟"

"آپ آجائیں تو ان شاء اللہ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

مسز ریان نے بہت مضبوط لہجے میں کہا تھا، جیسے وہ خود بھی اپنی آواز کی کپکپی محسوس نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"جی ان شاء اللہ میں آتی ہوں۔"

-----  
 "فاطمہ! میری جان ایسے مت کرو۔ دیکھو سب پریشان ہو رہے ہیں نا، دروازہ کھولو پلیز"  
 قرۃ العین نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اسکی منت کی۔

آج چوتھا دن تھا۔ فاطمہ نے صبح سے کمرے کا دروازہ بند کیا ہوا تھا، وہ کسی کے کہنے پر بھی دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔ مسز ریان کو ڈر ہوا کہ کہیں وہ خود کو کچھ کرنے لے اور انھوں نے پریشان ہو کر قرۃ العین کو بلوایا تھا کہ شاید وہ اس کے کہنے پر دروازہ کھول دے۔  
 قرۃ العین کے آتے ہی مسز ریان نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

لیور کینسر کا سن کر قرۃ العین کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا، اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

آئی ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ ابھی کچھ عرصہ پہلے تو حیدر بھائی کی مٹھائی کھلانے میرے گھر آئی "!" تھی، وہ تو ہنستی کھیلتی تھی

اس دن کا منظر یاد کرتے ہی قرۃ العین کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

بس بیٹا حیران تو ہم سب خود بھی رہ گئے ہیں۔ ایک دو دن تک فائنل رپورٹس آجائیں گی تو "کچھ پتہ چلے گا۔"

انھوں نے افسردہ لہجے میں کہا۔

اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ سب بہتر کریں گے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اگر آپ نے ہمت ہار لی تو "فاطمہ کو کون ہمت دلائے گا؟" ہم؟

قرۃ العین نے اپنے آنسو چھپا کر مسز ریان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے انھیں تسلی دی۔ وہ مسلسل فاطمہ کو بلاتے ہوئے اسکے روم کا دروازہ کھٹکا رہی تھی۔

"!!! فاطمہ"

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انھیں اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ ایمان لائے اور "انھیں آزمایا نہ جائے گا؟"

(سورۃ العنکبوت: 1)

"یہ تمھاری آزمائش ہے فاطمہ! کیا تم فیل ہو جاؤ گی؟؟"  
اس نے آخری کوشش کرتے ہوئے روتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔  
دروازہ اب بھی نہ کھلا۔

وہ آنسو صاف کرتے ہوئے مایوسی کے تاثرات لیے واپس پلٹی۔  
زونیشہ اور مسز ریان جو پیچھے ضبط کر کے کھڑی یہ سب منظر دیکھ رہی تھیں، بے اختیار رو  
پڑیں۔

ابھی وہ دو قدم آگے بڑھی ہی تھی کہ پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔  
وہ تیزی سے پیچھے لپکی۔

فاطمہ کے بال بکھرے ہوئے تھے، دوپٹہ غائب تھا، آنکھوں کے گرد گہرے حلقے بن چکے  
تھے، رنگ پیلا پڑ چکا تھا، وہ ویران آنکھوں سے قرۃ العین کو تک رہی تھی۔  
اسکی حالت دیکھ کر قرۃ العین سے رہانہ گیا، وہ فوراً سے بھاگ کر اسکے گلے لگ کر سسکیاں لے  
لے کر رونے لگی۔

وہ جو کچھ عرصہ پہلے نکھری نکھری سی گلابی گڑیا لگتی تھی، جسکی نزاکت دیکھ کر وہ اسے پیار سے  
دیکھتی رہتی تھی، آج اسکی ایسی نادار حالت دیکھ کر قرۃ العین ہمت ہار بیٹھی۔



وہ جو خود کو مضبوط کرنے کی کوشش میں دوسروں کو ہمت دینے آئی تھی، اب خود بچوں کی طرح اس سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ جبکہ فاطمہ بغیر کسی تاثر کے، بغیر ہلے، بغیر بولے اسکے ساتھ لگے ایسے ہی کھڑی تھی۔

"تو کیا یہ بھی میرے ایمان کی آزمائش ہے؟؟"

فاطمہ نے بہت سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

قرۃ العین کو لگا جیسے اسے یہ سب اس وقت نہیں کہنا چاہیے تھا۔

"ادھر آؤ پہلے، بیٹھو ادھر۔"

قرۃ العین نے فاطمہ کو کندھوں سے پکڑ کر اندر لے جاتے ہوئے بیڈ پر بٹھا دیا۔

زونیشہ اور مسزریان نے اندر آنا مناسب نہ سمجھا لہذا فاطمہ کے کمرے کا دروازہ بند کر کے خود باہر لاؤنج میں ہی بیٹھ گئیں۔

ہماری زندگی میں جو بھی ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے اور اللہ کی مرضی اسکی حکمت پر "مبنی ہوتی ہے۔"

"!جانتی ہوں"

فاطمہ نے جواباً کہا۔

پھر جانتے ہوئے بھی یہ رویہ کیوں؟ مومن تو اللہ کی ہر رضا پر راضی رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث "میں آتا ہے نا۔"

مومن کے معاملے میں تعجب ہے کہ اس کے سب کاموں میں خیر ہے اور یہ مومن کے \* "علاوہ کسی کے لیے نہیں۔ اگر اسے کوئی نعمت اور آسانی نصیب ہوتی تو شکر کرتا ہے، تو اس میں اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے، تو اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔"

(صحیح مسلم: 2999)

اب صبر کیا ہے؟ کہ وہ جزع فزع نہیں کرتا، شکوے نہیں کرتا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہو گیا؟ میرے ساتھ تو ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ وہ راضی برضا رہتا ہے۔ میرے رب کی!! مرضی ابھی میرے لیے یہی ہے؟ میں راضی

"پھر وہ مصیبت بھی اسکے خیر کا سبب بن جاتی ہے۔"

"مصیبت کیسے خیر کا سبب بن سکتی ہے؟"  
فاطمہ نے ویران اور خالی آنکھوں سے پوچھا۔

وہ اس طرح سے کہ جب ہم صبر کرتے ہیں تو اللہ خوش ہوتے ہیں کہ میرا مومن بندہ اتنے سخت حالات میں بھی کوئی شکوہ نہیں کر رہا، بدگمان نہیں ہو رہا۔ لہذا اس آزمائش کے بدلے اسکے درجات بلند کر دیتے ہیں، اسکے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں، اسکے دل کو سکون سے بھر دیتے ہیں، اسکا اپنے اوپر توکل مضبوط کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسکے گناہ بھی معاف کر دیتے ہیں وہ حدیث یاد ہے نا کہ مومن کو ایک کانٹا بھی چبھے تو اسکے بدلے اسکے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ کریں گے ان (face) تو اب چونکہ یہ آزمائش آچکی ہے، لہذا ہم اسے مل کر اچھے سے فیس!"  
!شاء اللہ

قرۃ العین نے مسکراتے ہوئے اسکے چہرے پر بکھری بالوں کی لٹوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔  
جو اباً فاطمہ نے بس اثبات میں سر ہلادیا، جیسے وہ کچھ بولنا نہیں چاہتی تھی۔

کبھی کبھی واقعی انسان خود بھی اپنے دل کی حالت نہیں جانتا۔ اسکے لبوں پر خاموشی ڈیرے ڈال

لیتی ہے، ذہن الجھ جاتا ہے۔ اس وقت بس وہ سب سے کٹ کر کہیں دور بھاگ جانا چاہتا ہے، اپنی ذات سے بھی دور! مگر دنیا میں ایسا کہاں ممکن ہوتا ہے؟

"کچھ کہو گی نہیں؟؟"

اسکی ایسی اداس خاموشی پر قرۃ العین کا دل کٹ رہا تھا۔ فاطمہ نے اسکی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کچھ تو کہو۔۔"

اس سے برداشت نہ ہوا۔

"قرت! کیا میں اتنی جلدی مر جاؤں گی؟؟"

قرۃ العین جو پہلے ہی اپنے جذبات پر قابو رکھ کر اس نازک لمحے میں اسکو تھامنے کی کوشش کر رہی تھی، اسکی اس بات پر کمزور پڑ گئی۔

اللہ تمہیں شفا دیں گے میری جان ان شاء اللہ! میں اللہ سے بہت دعا کروں گی اپنی ایمان کی "ساتھ تھی کے لیے۔"

جبکہ فاطمہ کی آنکھیں اب بہنے لگی تھیں۔

میں نے تو ابھی۔۔ اللہ سے ملاقات کے لیے، اپنی آخرت کے لیے، کوئی تیاری بھی نہیں کی " "قرت! کیا اللہ مجھے اتنی جلدی اپنے پاس بلا لیں گے؟؟"

"پلیز ایسے مت کہو فاطمہ! پلیز"

اس نے فوراً سے فاطمہ کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر فاطمہ کی قمیض میں جذب ہو گیا، جسکی نمی اس نے اپنے کندھے پر محسوس کی تھی۔

قرۃ العین کے آنسو اسکے گلے میں پھندہ بن کر پھنسے ہوئے تھے جنہیں وہ فاطمہ کے سامنے نہیں بہانا چاہتی تھی۔

"مجھے پتہ ہے قرت! یہ بیماری جس سٹیج پر پہنچ چکی ہے، اب بہت کم وقت ہے میرے پاس۔" اس نے روتے ہوئے قرت کو خود سے جدا کرتے ہوئے کہا۔

تم تو میری دوست ہو قرت! تم تو آخرت پر ایمان رکھنے والی ہونا؟ دوسروں کی طرح تم تو مجھے "حقیقت سے منہ پھیرنے کو مت کہو۔ تم تو مجھے اس دنیا کی حقیقت دکھاؤ۔ مجھے کہو کہ فاطمہ تم اپنی قبر کے لیے تیاری کرو، مجھے کہو کہ تم اپنے قبر کے اندھیرے اور اسکی تنہائی کو دور کرنے کے لیے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ تم مجھے قبر کے سوال جواب یاد کرواؤ۔ تم مجھے بتاؤ کہ میں۔۔۔ کہ۔۔۔ کہ میں۔۔۔ جلد اللہ سے۔۔۔ ملنے والی ہوں، اسکے سامنے جانے والی ہوں۔۔۔"

"پتہ نہیں۔۔۔ پتہ نہیں وہ راضی بھی ہوں گے یا۔۔۔"

وہ ہچکیاں لے لے کر رودی تھی۔

قرت مجھے تو ابھی قبر کے مراحل تک کا مکمل علم نہیں ہے، میرا تو قرآن کو رس بھی مکمل "نہیں ہوا۔ میں کیسے اس اندھیرے گڑھے میں بغیر علم کے جاؤں گی؟؟ قرت مجھے بتاؤ نا!! مجھے یقین نہیں آرہا۔ کیا زندگی اتنی بے ثبات ہے؟"

اب وہ روتے ہوئے قرۃ العین کے کندھے جھنجھوڑ رہی تھی۔ جبکہ قرۃ العین کے پاس کوئی جواب نہ تھا، صرف بہتے آنسو۔۔۔

قرت! کیا بابا، حیدر اور سیف بھیا۔۔۔ مجھے قبر میں ڈال آئیں گے؟؟ کیا سب مجھے اکیلا چھوڑ "

"آئیں گے ادھر؟ مٹی میں؟ اندھیرے میں؟ میں تو ادھر نرم بستر پر سوتی ہوں۔  
اس نے اپنے بیڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

قرت میں تیار نہیں ہوں ابھی، میں بالکل تیار نہیں ہوں۔ پلیز نا قرت! پلیز! اللہ سے کہونا۔"  
تھوڑا ٹائم اور دے دیں، تھوڑے سال اور۔۔ میں بالکل وقت ضائع نہیں کروں گی۔ میں اپنی  
ہر بری عادت، ہر گناہ کو چھوڑ دوں گی، ہر لمحہ نیکیاں کروں گی، میں لمحے لمحے اسکو راضی کرنے  
کی کوشش کروں گی۔ ابھی تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں۔ پلیز قرت تم دعا  
کرونا!!!! وہ تمہاری دعا ضرور سنیں گے، تم اسکی بہت پیاری اور نیک بندی ہو، تم کہونا اس  
سے۔۔۔

وہ سسکیاں لیتے لیتے اسکا ہاتھ زور سے پکڑتے ہوئے اسکی گود میں جھک گئی تھی۔  
قرۃ العین اسکے ساتھ لگ کر رو رہی تھی۔

"!! اللہ میری دوست کو شفا دے دیں، اللہ تعالیٰ فاطمہ کو ٹھیک کر دیں۔ پلیز پیارے اللہ"  
وہ دبی دبی سسکیوں میں فاطمہ کی کمر پر سر رکھے، اللہ کو پکار رہی تھی۔

-----

"ماما ہمت کریں۔ اگر آپ ایسے ہمت ہاریں گی تو فاطمہ کو کون سنبھالے گا؟"

حیدر نے بہت مضبوط لہجے میں مسز ریان کے کندھوں پر تھپکتے ہوئے کہا، جو کہ سسکیاں لے لے کر رو رہی تھیں۔

زونیشہ اور ریان صاحب سامنے صوفے پر خاموش بیٹھے تھے۔ اداسی اور بے بسی کے واضح آثار انکے چہرے پر عیاں تھے۔

کمرے میں ایک عجیب سا سناٹا اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ ہر چمکتی چیز نے اپنی چمک گویا کھودی تھی۔

"ہم ایک ٹرائی اور کریں گے ان شاء اللہ! اللہ شفا دینے پر قادر ہیں۔"

ریان صاحب نے سامنے ٹیبل پر پڑی رپورٹس پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ہم اسے کینڈالے کر جائیں گے۔"

سب نے ریان صاحب کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔



ہاں! ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آپ اسے باہر کسی بڑے کینسر ہاسپٹل میں لے جائیں اور ٹرانسپلانٹیشن کروائیں۔ انھوں نے اسکا بھی کوئی "اطمینان نہیں دلایا کیونکہ کینسر تیزی سے مسلسل پھیلتا جا رہا ہے، مگر ہم کوشش کریں گے۔ انھوں نے بہت پر امید لہجے میں کہا۔

"جی ڈیڈ! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمیں جلد از جلد یہ ٹریٹمنٹ کروالینا چاہیے۔" حیدر نے حامی بھری۔

ریان صاحب نے رپورٹس اٹھا کر دوبارہ دیکھنا شروع کر دیں۔

ڈاکٹر نے مایوس کن لہجے میں کہا تھا کہ وہ زیادہ امید نہیں دلا سکتے، کیونکہ بہت دیر ہو چکی تھی۔ اور بلڈ وامٹنگ کا آنا، یہ بہت خطرے کی بات تھی، جسے اس وقت سیریس نہیں لیا گیا تھا۔ البتہ انھوں نے علاج کرتے رہنے کا کہا تھا کہ شاید اللہ کوئی سبب بنادیں اس کے لیے؟ اس لیے ٹرانسپلانٹیشن سے پہلے سرجری کرنے کی تاریخ دے دی گئی تھی۔

-----

"زونیشہ! میری زندگی کا سورج بھی ایسے ہی ڈوب رہا ہے۔"

آنکھوں میں نمی لیے اس نے سورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، جو ڈوبنے کی تیاری کر رہا تھا۔

آج وہ دونوں ٹیرس پر بیٹھی تھیں۔ زونیشہ میں غیر محسوس طریقے سے تبدیلی آنے لگی تھی۔ وہ فاطمہ کو دیکھ کر ہمیشہ حیرت میں ڈوب جاتی تھی۔ اس کا صبر، اس کی باتیں، اس کا عمل۔۔۔ اسے بہت متاثر کر رہا تھا۔ وہ اس کے بہت قریب رہنے لگی تھی، اللہ والوں کی قربت ایسے ہی متاثر کیا کرتی ہے۔

مگر میں چاہتی ہوں! مرنے سے پہلے، میرا رب مجھے اپنے چنے ہوئے بندوں میں شامل کر لے۔

"چنے ہوئے؟؟؟"

ہاں! میں چاہتی ہوں کہ میں چن لی جاؤں۔"

## The Chosen one!

تمہیں پتہ ہے یہ جو چناؤ ہوتا ہے نابڑا خاص ہوتا ہے۔ دیکھو! دنیا میں جب کسی بادشاہ کے دربار میں کسی کو خاص مقام ملتا ہے، یا کسی پارلیمنٹ میں کسی کو بڑا عہدہ ملتا ہے، یا پھر کسی کمپنی میں ایک عام امپلوائے کی پروموشن کسی خاص مقام پر ہوتی ہے، یا استاد ایک عام سے سٹوڈنٹ کو کلاس کا مانیٹر بنادیتا ہے، یا سسرال میں بڑی بہو ہونے کی وجہ سے رسیکٹ ملتی ہے، تو کیا احساس ہوتا ہے؟ کیا جذبات ہوتے ہیں؟ لوگ دنیا میں ہونے والے ان چناؤ پر خوش ہوتے ہیں، مگر میں چاہتی ہوں۔۔۔ کہ میرا اس رب کے ہاں چناؤ ہو جائے۔

وہاں بھی میں ایک عام مسلمان سے خاص مومنین کی صف میں چن لی جاؤں۔ پھر وہاں سے مجبین (اس سے محبت کرنے والوں) میں۔ وہاں سے محسنین کے گریڈز حاصل کر لوں، جن سے میرا رب محبت کرتا ہے، جنکے وہ ساتھ ہوتا ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ میں ہدایت کا چراغ بن جاؤں۔ دنیا میں کوئی جانے یا نہ جانے۔۔۔ مگر وہاں اوپر۔۔۔ آسمانوں میں۔۔۔ فرشتے مجھے جانتے ہوں، مجھ سے محبت کرتے ہوں، میرے لیے اللہ سے دعائیں کرتے ہوں۔ اور پتہ ہے میں کیا چاہتی ہوں کہ وہ مجھے کس نسبت سے جانیں؟؟

زونیشہ نے اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، جواب ڈوبتے سورج کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔ اس نے جواب کا انتظار کیے بغیر اپنی بات جاری رکھی۔

صرف اس نسبت سے۔۔۔ کہ فاطمہ۔۔۔ اللہ سے محبت کرنے والی لڑکی ہے۔ فاطمہ۔۔۔ رب" کی خاطر ہر قربانی دے دینے پر تیار رہنے والی ہے۔ اسکی ترجیح اول اسکا رب ہے، اسکی خواہش اسکے رب کی رضا ہے، اسکی تڑپ اسکے رب کا دیدار ہے۔ اسکا دین، اسکا فخر ہے۔ اسکی زندگی اور موت، اس رب کی امانت ہے، جسے وہ ضائع نہیں کر رہی۔

"ہاں! مجھے یہاں گننام رہ کر۔۔۔ وہاں مشہور ہونا ہے۔

آنسو ٹپ ٹپ گر کر اسکے سفید دوپٹے کو بھگور رہے تھے۔ اسکا رنگ زرد پڑ چکا تھا، مگر پھر بھی ایک نورانی چمک اسکے چہرے کا ہالہ بنائے ہوئے تھی۔ اسکی نظریں مسلسل دور کہیں آسمان پر جمی ہوئی تھیں۔

زونیشہ بس خاموش بیٹھی تھی۔ شاید وہ خاموش رہ کر فاطمہ کی باتیں سننا چاہتی تھی۔  
 فاطمہ کے خاموش ہونے پر اس نے بھی آسمان پر دیکھا، جہاں سورج ڈوب چکا تھا۔ ایک  
 حسرت بھر اسوال تھا اسکی آنکھوں میں، اسکے دل میں۔۔

کیا وہاں (آسمانوں کے پار) زونیشہ کو بھی کوئی جانتا ہو گا؟؟؟

-----

"عینی ذرا بات سنو؟"

"عینی؟؟؟؟"

"کدھر ہو بیٹا؟؟"

قرۃ العین کی والدہ صحن میں چارپائی پر بیٹھیں سبزی کاٹ رہی تھیں، یہ شام کا وقت تھا۔

"عینی بی؟؟؟؟"

"جی امی، آرہی ہوں۔"

قرۃ العین، جو کہ اپنے کمرے میں عصر کی نماز کے بعد دعا میں مشغول تھی، اس نے اپنے آنسو

صاف کر کے جائے نماز لپیٹتے ہوئے کہا۔

"جی امی؟"

"کیا کر رہی تھی؟ آج زیادہ دیر کر دی۔"

"جی امی بس، فاطمہ کے لیے دعا کر رہی تھی۔"

اس نے آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے کہا۔

اللہ اسے جلد اور کامل شفادیں۔ بہت پیاری بچی ہے، بہت صبر والی۔ اللہ اسے اور اسکے گھر "والوں کو بہت ہمت دیں۔"

"آمین! آپ مجھے کیوں بلارہی تھیں امی؟"

ہاں وہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ آج صبح جب تم فاطمہ کی طرف تھی تو شہریار کی والدہ "آئی تھیں، تمہارا پوچھ رہی تھیں۔"

"اچھا اچھا! پھر آپ نے کیا کہا؟"

اس نے استفسار کیا۔

میں نے انھیں فاطمہ کا بتایا کہ دو ہفتوں سے اسکی طبیعت بہت خراب ہے اس لیے تم روزا سکی " طرف جاتی ہو۔ خیر دعائیں دے رہی تھیں تم دونوں کو۔  
"ہمم! اللہ قبول کریں۔"

"!مگر وہ کسی اور مقصد سے آئی تھیں"  
قرۃ العین نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا۔

وہ کہہ رہی تھیں کہ شہریار چاہتا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر نکاح کر دیا جائے۔ میں نے " معاذ سے مشورہ کیا تھا، اس نے استخارے کا کہا ہے۔ تم استخارہ کرنا، البتہ میرا دل مطمئن ہے۔  
"میری زندگی کا کچھ پتہ نہیں، میں چاہتی ہوں تم جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جاؤ۔  
وہ سبزی کاٹنے میں مشغول قرۃ العین کو یہ سب باتیں کہہ رہی تھیں۔

"امی پلیز! ابھی نہیں۔ آپ جانتی ہیں نا فاطمہ کتنی بیمار ہے؟ میں ابھی تیار نہیں ہوں۔"  
اس نے گویا منت کرتے ہوئے کہا۔

بیٹا! اللہ اسے صحت دیں۔ مگر دیکھو تمہاری بھی تو زندگی ہے نا؟ اب شہریار کی خواہش ہے،  
"ایسے انکار کرنا اور بغیر وجہ کے، مجھے بالکل مناسب نہیں لگتا۔

"مگر امی۔۔۔"

اس نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

تم استخارہ کر لو، پھر ان شاء اللہ دیکھتے ہیں۔ انکی تیاری مکمل ہے۔ انھیں کوئی جہیز نہیں چاہیے،  
"بس سادگی سے نکاح کر کے رخصتی چاہتے ہیں۔

"اچھا آپکی جیسے مرضی۔۔۔"

وہ فرمانبردار اولاد کی طرح سر جھکا کر رہ گئی۔ وہ جانتی تھی یا اسکا رب جانتا تھا، اسکا دل کس  
کرب میں مبتلا تھا۔

-----



سرجری کا کوئی خاطر خواہ رزلٹ نہیں آیا تھا۔ دو ہفتے گزر چکے تھے، لہذا اب فاطمہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ کینیڈا جانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔

"ماما! میرا دل نہیں کرتا یہاں سے جانے کو۔"

اس نے ادا سی بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر میرا بیٹا جانا تو پڑے گا نا؟ آپ کا ٹریمنٹ ضروری ہے۔"

"ماما اگر یہاں آنے سے پہلے، وہیں پر میری ڈیٹھ ہو گئی تو؟؟؟"

"فاطمہ!! ایسے نہیں کہتے۔"

مسز ریان جو فاطمہ کے کمرے میں اس کے ساتھ اس کے کپڑے پیک کر رہی تھیں، اس کی یہ بات سن کر ان کے ہاتھ رک گئے۔

"تمہاری ایسی باتیں مجھے بہت اذیت دیتی ہیں۔"

فاطمہ نے ان کی آنکھوں میں واضح نمی دیکھی تھی۔

او کے میری پیاری سی ماما! اب آپ کی بیٹی آپ کو اذیت نہیں دے گی، وہ آپ کو تنگ نہیں کرے"

"گی۔

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے مسزریان کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔

ہاں! میں دنیا میں تو انکو کچھ دے پاؤں یا نہیں، مگر میں کچھ ایسا ضرور کروں گی کہ قیامت کے " دیں کہ انکی اولاد انکے لیے بلند درجات honour دن ان کو اپنی اس بیٹی پر فخر ہو۔ انھیں اللہ "کا سبب بنی۔ ان شاء اللہ

اس نے دل ہی دل میں عزم کرتے ہوئے اپنی ماں کے چہرے کو چوم لیا۔ کتنا عرصہ گزر گیا تھا اس طرح سے ماں کے ساتھ گلے لگے، انکی مامتا کو محسوس کیے۔ شکر گزاری کے احساس سے اسکا دل بھر چکا تھا، جسکا اظہار اسکی نم آنکھوں سے ہو رہا تھا۔

مسزریان اسکا ماتھا چوم کر دوبارہ کپڑوں کی پیکنگ میں مصروف ہو چکی تھیں۔  
"تو ہمارے شہزادے کی شہزادی گھر آنے لگی ہے جی۔ ی۔ ی۔۔"

نائکہ نے قرۃ العین کے نکاح کے لیے خریدے ہوئے سامان کو خوبصورتی سے پیک کرتے ہوئے شہریار کو چھیڑا۔

"چپ کر کے سامان کو اچھے سے پیک کرو۔"

شہریار نے سنجیدہ رہنے کی کوشش میں اسکی بات ٹالی۔

ہاں ہاں! کہہ دونا کہ جو اپنی پسند سے چوڑیاں لائے ہو، اسے احتیاط سے پیک کروں کہیں وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ جو سوٹ اپنی پسند سے خریدا ہے، وہ ایسے پیک کروں کہ "وہ" خوش ہو جائیں۔

آج نائکہ فل موڈ میں اسے چھیڑ رہی تھی۔

"ہاں تو؟ اب تو وہ ہماری ہونے والی زوجہ محترمہ ہیں نا۔"

"اوتے ہوئے؟!! زوجہ؟؟؟ اور وہ بھی محترمہ؟؟ آہم آہم۔۔"

"تم لوگ بعد میں باتیں کر لینا۔ جلدی سے سامان پیک کر لو، پھر باقی کام بھی کرنے ہیں۔"

اماں جو ابھی جلدی میں کمرے میں داخل ہوئی تھیں، نے کہا۔

"امی آپ کا بیٹا تو ابھی سے ہی جو روکا غلام بن گیا ہے۔"

نائکہ نے شہریار کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری۔

شہریار جو نائلہ کی اس بات پر حیرت سے منہ کھولے اسکی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اماں نے بلند آواز میں قہقہہ لگایا۔

"ارے کیوں چھیڑ رہی ہے اپنے بھائی کو؟ میرا بیٹا اسکا نہیں، اسکے دین کا غلام ہو گیا ہے۔" اماں ہونٹ چباتے ہوئے مسکرائیں۔

"اماں! تو یہ حقیقت ہی ہے، اب آپ تو اسکے ساتھ نہ مل جائیں۔"

"اووووووہ!! تو یہ حقیقت ہی ہے؟"

شہریار کے بھنویں سکیڑنے پر نائلہ نے مزید ٹانگ رکھی۔

"اچھا چلو بس کرو۔ نائلہ جلدی سے پیک کرو پھر سالن بھی بنانا ہے۔"

اماں سنجیدگی سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئیں، جس پر شہریار نے ہنستے ہوئے قہقہہ لگایا۔

-----  
"وہاں جا کر مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی؟"

وہ نم آنکھوں سے اسکا ہاتھ تھامے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں ایسا لگا بھی کیوں قرت؟ تم تو میری قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) ہو۔"

اسکے اس سوال پر فوراً سے فاطمہ نے قرۃ العین کو گلے سے لگالیا۔

یہ تم نے ہی تو مجھے سکھایا ہے کہ اپنے محسن کو بھولتے نہیں ہیں، بلکہ اسکے احسان کی قدر کرتے ہیں۔ تم نے مجھے رب سے جوڑا ہے قرت! رب تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں۔ آمین۔"

وہ اسکے گلے لگی آنسو بہا رہی تھی۔ نہیں معلوم تھا کہ دوبارہ کب ملیں گے؟ کس حال میں ملیں گے؟ مل بھی پائیں گے یا۔۔۔

یہ سوچ کر اسکا سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ فاطمہ کی کل فلائٹ تھی، آج وہ قرۃ العین کے گھر اس سے ملنے آئی تھی۔

"فاطمہ مجھ سے کانٹیکٹ رکھنا۔"

ان شاء اللہ میں روز تم سے کانٹیکٹ کروں گی۔ اور قرت! تم اللہ سے کہنا کہ فاطمہ کو ضائع نہ کریں، اس سے اپنے دین کا کوئی کام لے لیں۔ میں کچھ کر کے جانا چاہتی ہوں۔

"ان شاء اللہ! میں اللہ سے دعا کروں گی، وہ تمہیں ہر گز ضائع نہیں کریں گے۔" قرۃ العین کے پاس تسلی دینے کے لیے الفاظ ختم ہو چکے تھے۔

وہ دونوں کتنی ہی دیر، ایسے ہی ایک دوسرے کے گلے لگے خاموش آنسو بہاتی رہیں۔

یہ اللہ کی خاطر محبت بھی بڑی عجیب شے ہوتی ہے اور انسان یہ محبت، اللہ سے محبت کیے بغیر آپس میں کر ہی نہیں سکتے۔ اسکی مٹھاس کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن سا لگتا ہے۔ دو انسانوں

کے درمیان محبت کی وجہ، صرف رب تعالیٰ کی ذات ہو۔ وہ محبت جو اللہ کی محبت کے تابع ہو، اس سے بڑھ کر اور کونسی محبت باعث سکون ہو سکتی ہے؟

:حدیث کے مطابق، تین چیزیں ہیں جس سے حلاوتِ ایمان (مٹھاس) پائی جاسکتی ہے ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول باقی سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوم یہ کہ اگر کسی بندے " سے محبت کرتا ہے تو اللہ کے لیے ہی کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اسے کفر کے طرف لوٹنا ایسے برا لگتا \* " ہے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

(صحیح بخاری: جلد نمبر 1: حدیث نمبر 49)

قیامت کے دن جب ہر رشتہ بے وفائی کرے گا، تب صرف یہی اللہ کی خاطر محبتیں باقی رہیں !!! گی۔ شاید ان کی محبت کا مقصد ہی ان کے باقی رہنے کا سبب ہو گا، یعنی رب تعالیٰ کی ذات

پر جانا چاہتی ہوں۔ کیا ہم فلائٹ ٹائمنگ سے دو گھنٹے پہلے گھر (sea side) بابا! میں سی سائڈ " سے نکل سکتے ہیں؟

"جی میرا بیٹا کیوں نہیں۔"

فاطمہ ریان صاحب کے سینے پر سر رکھ کر ان سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، جبکہ ریان صاحب اخبار پڑھنے میں مشغول تھے۔

کینیڈا کے لیے فلائٹ رات کے 9 بجے تھی۔ مسز ریان کی بھاگم دوڑ لگی ہوئی تھی کہ کوئی چیز رہ نہ جائے۔ زونیشہ فاطمہ کی ہر ضرورت کی چیز چیک کر رہی تھی۔

"فاطمہ اپنی میڈیسن یاد سے رکھ لینا۔"

"اب کیا ضرورت ہے اسکی؟"

اس نے زیر لب عجیب انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"کچھ نہیں! میرا مطلب تھا کہ اب تو میں ٹھیک ہو جاؤں گی نا۔"

"! ان شاء اللہ"

"کروں گی فاطمہ۔ miss میں تمہیں بہت"

زونیشہ نے آگے بڑھ کر فاطمہ کو گلے سے لگا لیا۔

"کیا معلوم دوبارہ تم مجھ سے ایسے مل پاؤ یا نہیں؟"

اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ایسی باتیں مت کیا کرو۔ اللہ سے محبت کرنے والی پیاری لڑکی ایسی مایوس کن باتیں کرتی اچھی " نہیں لگتی۔

زونیشہ نے اس کے گال کو چومتے ہوئے کہا۔

جواباً فاطمہ مسکرا کر رہ گئی۔ یقیناً وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتی تھی، مگر وہ یہی سوچ کر خاموش تھی کہ اسکے رب نے اسکے لیے بہتر ہی سوچا ہو گا۔

کیا جائے؟ جیسا دیس cover تم کینیڈا جا رہی ہو فاطمہ! ضروری تو نہیں کہ اتنا زیادہ خود کو "و غیرہ اتار دو۔ (gloves) ویسی ڈریسنگ ہونی چاہیے۔ یہ گلوں زونیشہ نے گاڑی سے نکلتے ہوئے فاطمہ سے کہا جو سیٹ میں پھنسا عبا یا جھک کر نکال رہی تھی۔

"کیوں کینیڈا میں وہی "اللہ" نہیں ہیں جو یہاں ہیں؟"

اس نے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

زونیشہ کو اپنے کہے پر پشیمانی ہوئی۔

میرا مطلب ہے وہاں کے مرد عورتوں کو پاکستانی مردوں کی طرح نہیں گھورتے۔ تو ادھر "انسان مکمل پردہ نہ بھی کرے تو کوئی بڑی بات نہیں۔"

مرد مرد ہی ہوتا ہے زونیشہ، خواہ پاکستان کا ہو یا کینیڈا کا اور بات مردوں کی نہیں ہے، میرے "رب کے حکم کی ہے۔"

"بیٹا آپ تینوں یہیں بیٹھیں ہم مارکیٹ سے کچھ سامان لے آئیں۔"



مسز ریان نے گاڑی سے جھانکتے ہوئے حیدر سے کہا۔

"جی ماما! آپ بے فکر ہو کر جائیے۔ ان شاء اللہ ہم 7 بجے ملتے ہیں۔"

حیدر نے انھیں ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

پرچھوڑ دیا sea side شام کے ساڑھے پانچ بجے ریان صاحب نے زونیشہ، فاطمہ اور حیدر کو تھا۔ وہ دونوں سمندر کے کنارے پڑے بیچ پر جا کر بیٹھ گئیں، جبکہ حیدر اپنی فون کالز میں مصروف، انکے پیچھے ہی ارد گرد چکر لگا رہا تھا۔ دونوں لڑکیاں خاموشی سے سمندر کی لہروں کا شور سن رہی تھیں۔

"سمندر پار، غروب ہوتا ہوا سورج کتنا پیارا لگتا ہے نا؟"

فاطمہ نے مسحور کن لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔"

زونیشہ نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے سرسری سا جواب دیا۔ اسے فاطمہ کے ساتھ یوں بیٹھنا عجیب لگ رہا تھا۔ وہ خود شلوار قمیض میں ملبوس تھی، سر پر باریک دوپٹہ ڈالا ہوا تھا اور یہ تبدیلی بھی فاطمہ کی صحبت سے ہی آئی تھی۔ مگر پھر بھی فاطمہ کے ساتھ بیٹھے ایک احساسِ ندامت اسے گھیر رہا تھا۔ جبکہ وہ ارد گرد سے بے نیاز وسیع زرد پڑتے آسمان اور سمندر میں ڈوبتے سورج کے سحر میں ڈوب چکی تھی، وہ سحر اسکی چمکتی آنکھوں سے عیاں ہو رہا تھا۔

"اچھا تو ہم پردے کی بات کر رہے تھے، مجھے بتاؤ کیا اسکا حکم قرآن میں موجود ہے؟"

زونیشہ کے سوال پر فاطمہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا، جیسے اسکے اس سوال پر حیرت ہوئی ہو۔ مگر پھر سنبھل گئی، وہ بھی کبھی ایسے ہی لاعلم تھی۔

"ہاں نا! رکو میں تمہیں دکھاتی ہوں۔"

فاطمہ نے اپنے شولڈر بیگ سے قرآن نکالتے ہوئے کہا۔

"فاطمہ؟؟ تم قرآن ساتھ لائی ہو؟"

زونیشہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

ہاں! میں چاہتی ہوں جب میں آسمان میں اڑوں تو میری زبان پر میرے رب کے الفاظ "ہوں۔"

"ہاں ٹھیک ہے مگر۔۔ ایسے تو بے حرمتی ہوگی؟"

"کیسے؟"

"مطلب ہو سکتا ہے یہ بیگ نیچے گر جائے؟ یا تمہاری پیٹھ ہو جائے؟"

"تمہیں لگتا ہے میں ایسا ہونے دوں گی؟"

اس نے مسکراتے ہوئے قرآن پر اپنا سیاہ دستانے میں چھپا ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی؟"

زونیشہ کے چہرے پر پریشانی کے واضح آثار موجود تھے۔

زونیشہ دیکھو! میں جانتی ہوں یہ کتاب بہت پاکیزہ، بہت قابلِ احترام ہے، مگر صرف "یہی" اسکا احترام تو نہیں ہے کہ اسے اپنے پیچھے نہ رکھا جائے۔ بلکہ اصل پیٹھ پیچے ڈالنا تو یہ ہے کہ انسان اسے نہ تو سمجھے، نہ ہی اس کے لائے ہوئے احکامات کے مطابق زندگی گزارے۔ دیکھو نا یہ کرنا۔ تم خود (ignore) جس مقصد کے لیے آئی، اسے پورا کرنے کے بجائے اسکو ایسے انکوار "بتاؤ کیا یہ اسکی بے حرمتی نہیں ہوگی؟

زونیشہ کو اس کی بات سن کر شر مند کی ہوئی۔

ہاں واقعی! اصل بے حرمتی تو میں نے کی ہے۔ اسے یکایک اپنا سوال یاد آیا، کیا اسے واقعی نہیں خبر تھی کہ قرآن میں پردے کا حکم موجود بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے بھی تو کس سورت کی کس آیت میں؟ اسے خود پر افسوس ہوا۔

ماں کی محبت دیکھی ہے نا؟ جیسے ایک ماں اپنے بچے کو خود سے جدا نہیں کرتی، اسے ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی، مجھے بھی یہ کتاب ایسے ہی محبوب ہے۔ میں اپنے سے زیادہ اسکا خیال رکھوں گی ان شاء اللہ۔

"ان شاء اللہ۔"

زونیشہ نے مسکرا نے کی کوشش کی۔

:یہ دیکھو سورت الاحزاب میں اللہ فرماتے ہیں

اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ " \*  
اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی پہچان ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی  
\* " جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورت الاحزاب: 59)

"تو اس آیت میں تو چادر پہننے کا حکم ہے؟ تو کیا یہ دوپٹہ کافی نہیں؟"

جی! لیکن چونکہ قرآن عربی میں نازل ہوا، اس لیے ہمیں الفاظ کو عربی ڈکشنری کے ساتھ  
"ساتھ اس آیت پر صحابیات کا عمل بھی دیکھنا ہو گا کہ وہ کیسی چادر اوڑھا کرتی تھیں۔  
"آہاں! مجھے بھی بتاؤ؟"

اس نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

ہاں میں بتاتی ہوں۔ آیت میں جو لفظ ہے "جلا بیجھن" تو جلباب ایسی چادر کو کہتے ہیں جو  
کپڑوں کے اوپر سے اوڑھی جاتی ہے، ایسے کہ مکمل طور پر عورت کو ڈھانپ دے۔ اب ہر  
علاقے کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔ البتہ آج کل کا عبایا جلباب کی جدید شکل ہے، مگر وہ بھی  
بالکل سادہ، ڈھیلا ڈھالا اور ساتر ہونا چاہیے۔ آج ہم نے اسکو بھی اتنا سجالیا ہے یا اتنا چست کر دیا  
ہے کہ ہمارے پردے کو بھی مزید پردے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ اپنے کسی کام کا ج کیلئے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں، اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھک لیا (کریں، صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔) (تفسیر ترجمان القرآن

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے سوال پر حضرت عبیدہ سلمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانک کر اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر بتا دیا کہ یہ مطلب اس آیت کا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر / ابن جریر

"یہ مختلف تفاسیر ہیں مفسرین کی۔

"صرف ایک آنکھ؟"

اس نے حیرت سے منہ کھولا۔

ہاں! وہ بھی رستہ دیکھنے کے لیے۔ صحابیات کا پردہ ایسے ہی ہوتا تھا۔ وہ تو دنیا کے عظیم ترین انسان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ اور تو اور وہ مکمل طور پر خود کو "چھپا کر ایسے نکلتی تھیں کہ انھیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ کون ہیں۔

"اوہ!! تو پھر یہ کیا بات ہوئی اس آیت میں کہ وہ پہچان لی جائیں؟"

زونیشہ نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

یہاں وہ والی پہچان مراد نہیں کہ پردے میں دیکھ کر دوسروں کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ تو فلاں بندی ہے۔ نہیں! اس پہچان سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ ایک باحیا خاتون ہے، اپنی عزت کی خود حفاظت کرنے والی ہے۔ اور اگر غیر مسلم ملک میں ہو تو یہ پردہ ایک مسلمان عورت کی پہچان ہے۔ پردے کا حکم تو عورت کی شان بلند کرنے کے لیے دیا اور تم نے بھی دیکھا ہو گا کہ باپردہ خاتون کو مرد کیسے عزت دیتے ہیں۔ میں نے ہاسپٹل میں بہت غور کیا، ڈاکٹر ز میری طرف دیکھنے سے گریز کرتے تھے، میرے لیے خود جگہ بناتے، میرے پردے کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب آپ واقعی اللہ کے لیے کرتے ہو تو یہ پردہ اپنا آپ خود!" منواتا ہے، یہ آپ کی عزت کرواتا ہے الحمد للہ

ہمممم اور جو اس آیت کے آخر میں کہا کہ "اللہ بخشنے والا مہربان ہے" تو اگر کوئی اس حکم پر "عمل نہ کرے تو؟"

یہ حکم ایسے ہی فرض ہے زونیشہ، جیسے نماز اور روزہ۔ یہی تو مسلمان عورت کی سب سے بڑی "اور اعلیٰ پہچان ہے۔ اور اللہ اس کے لیے غفور الرحیم ہے جو اس حکم پر اپنی جان توڑ کوشش کر کے "عمل کرتا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوتاہی ہو جائے، تو اللہ معاف فرمانے والا ہے۔

"نہیں میرا مطلب اگر کسی کو بہت مشکل ہوتی ہو؟"

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے سامنے شور کرتی لہروں، افق کے پار اپنے گھروں کو لوٹتے پرندوں کی طرف دیکھا۔

زونیشہ! تمہیں پتہ ہے اللہ نے یہ سب ہمارے لیے بنایا ہے، ہمارے تابع کر دیا ہے۔ اس "سمندر پر غور تو کرو، ہم کتنے قریب بیٹھے ہیں اسکے۔ وہ رب چاہے تو اسکی لہر ہمیں بہالے جائے، مگر وہ ہماری حفاظت کیے ہوئے ہے۔ ہم یہاں ریت پر بیٹھے ہیں، سمندر کے گوشت خور جانور ہمیں دیکھ کر لپکے نہیں آتے۔ وہ رب جو ہمیں ہماری ماؤں کے پیٹ سے محفوظ نکالتا ہے، موت تک ہماری ہر ہر چیز سے حفاظت کرتا ہے، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا حکم دے "جو۔۔ جو اسکے بندوں کو مشکل میں ڈال دے؟

آخری بات پر زونیشہ نے فاطمہ کی آواز میں کپکپی محسوس کی تھی۔  
"بالکل بھی نہیں۔"

ہاں! ہماری ماں ہمارے ایک زخم پر تڑپ اٹھتی ہے۔ میں ماما کو دیکھتی ہوں نا، میری بیماری کے بعد ماما دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہیں، انکے لہجے کا درد میرے دل کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔ یہ انکی محبت ہے، مگر میرا اور تمہارا رب ہمیں ہماری ماں سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے زونیشہ! وہ میرے درد پر، وہ میری اذیت پر کیا ایسے ہی اگنور کر دیتا ہو گا مجھے؟ بالکل بھی نہیں زونیشہ، بالکل بھی نہیں! اسکی محبت تو لامحدود ہے۔ میں تو کہتی ہوں 70 ماؤں سے زیادہ کا لفظ استعمال

کرنا تو اسکی محبت کو محدود کرنا ہے۔ وہ رب جو ہم سے اتنی محبت کرتا ہے وہ کیسے ہمیں مشکل میں ڈال سکتا ہے؟

نظریں مسلسل آسمانوں پر جمی تھیں، آنسو نکل کر نقاب میں چھپے چہرے پر ہی بہہ گئے۔  
یہ مشکل نہیں ہے۔ بس ہمارے اندر کی مشکل ہوتی ہے، ہمارے نفس کی مشکل ہوتی ہے۔"  
ہمیں لوگوں کی مخالفت مول لینے سے ڈر لگتا ہے۔ تم دیکھو کیا ہم اپنی دنیا یا اپنی پسندنا پسندیا  
I کیرئیر کے بارے میں لوگوں کی پرواہ کرتے ہیں؟ تب تو ہم اتنے آرام سے کہہ دیتے ہیں  
تو یہاں کیوں نہیں؟ don't care

میں اللہ کے حکم پر عمل کر رہی ہوں، میں جہنم سے بچنے کی کوشش کر رہی ہوں، میں جنت  
پانے کی کوشش کر رہی ہوں، میں اللہ کو راضی کرنا چاہتی ہوں، لوگ میری مخالفت کریں تو؟  
!!I don't care

لوگ فرشتے ہیں؟ خدا ہیں؟ کیا ہیں؟  
انکے معیار پہ کیوں خود کو اتارا جائے؟  
کیا میری فیملی یا یہ معاشرہ میری قبر میں جائے گا؟ کیا یہ کل مجھے جہنم سے بچانے میں مدد کرے  
گا؟ بالکل بھی نہیں! زونیشہ بس ہمیں خود کے ساتھ خود سچا ہونے کی ضرورت ہے، خود اپنی  
"آخرت کو سیریس لینے کی ضرورت ہے۔"



تم ٹھیک کہہ رہی ہو فاطمہ! مگر مجھے ڈر لگتا ہے۔ جیسے تمہیں اتنا کچھ سننے کو ملتا تھا، تم پر اتنا ظلم "کیا گیا۔ میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں؟

ظلم؟؟؟ ہاھاھا۔۔۔ زونیشہ میری جان!! یہ ظلم نہیں تھا، یہ تو میری استقامت کی آزمائش "تھی۔

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ کہ یہ تو ازل سے اللہ کی سنت رہی ہے۔ جو اللہ کا بنتا ہے اللہ اسے ٹھوک بجا کر تو دیکھتے ہیں کہ بس خالی خولی دعوے ہی ہیں یا واقعی ہی یہ اپنے عزم میں سچا ہے؟ تو یہ مختلف آزمائشیں، کبھی اندر نفس کی تنگی سے تو کبھی آس پاس کے لوگوں کی مخالفت کی شکل میں آتی ہیں۔ تاکہ اللہ دیکھ لیں کہ بندہ سخت حالات میں بھی جمار ہتا ہے یا نہیں؟ اللہ سے اسکی محبت سچی ہے یا نہیں؟ انھی سختیوں ہی میں تو ایمان دلوں میں مضبوطی سے جڑ پکڑتا ہے، یہی سختیاں "ہی تو رب سے مزید گہرا تعلق قائم کرتی ہیں۔

اب وہ مسکرا کر آسمان کو دیکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہے جا رہی تھی۔

زونیشہ کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ کیسی لڑکی ہے؟ لمحہ پہلے اسکی آنکھیں بہہ رہی تھیں اور اب وہ مسکرا رہی ہے؟ کیا اللہ کی محبت ایسی ہوتی ہے؟

سناتا تھا ہم نے لوگوں سے

محبت چیز ایسی ہے  
 چھپائے چھپ نہیں سکتی  
 یہ آنکھوں میں چمکتی ہے  
 یہ چہروں پر دمکتی ہے  
 یہ لہجوں میں جھلکتی ہے  
 دلوں تک کو گھلاتی ہے  
 لہو ایندھن بناتی ہے  
 (احسن عزیز)

تم دعا کرنا کہ جب تم واپس آؤ تو میں بھی تمہاری طرح، ایسے ہی مکمل پردے میں تمہیں "

"ایئر پورٹ سے ریسیو کرنے آؤں۔ تم دعا کرنا کہ اللہ مجھے بھی توفیق دے دیں۔

فلائٹ کا ٹائم ہونے والا تھا، حیدر اور زونیشہ انہیں ایئر پورٹ پر الوداع کرنے کے لیے ساتھ آئے تھے۔

توفیق کا دروازہ، طلب کی کھٹکھٹاہٹ سے کھلتا ہے۔ تم طلب اور تڑپ سچی کر لو، عزم کر کے "

"کھڑی ہو جاؤ، توفیق بھی مل جائے گی، رستے بھی کھل جائیں گے۔

اس نے پیار سے زونیشہ کے گال کو تھپکتے ہوئے کہا۔

اپنا بہت خیال رکھنا۔ میں تمہیں بہت یاد کروں گی۔ شادی کے بعد ان دو مہینوں میں جو وقت "میں نے تمہارے ساتھ گزارا، میری زندگی میں بہت اہم ہے۔

زونیشہ نے فاطمہ کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ اس کے جذبات کی تپش اس کے الفاظ میں فاطمہ کو بخوبی محسوس ہوئی تھی۔

دونوں کافی دیر خاموشی سے ایک دوسرے کے گلے لگیں ایک دوسرے کا لمس محفوظ کرتی رہیں۔

وہ پہلی مرتبہ جہاز کا سفر کرنے جا رہی تھی، پہلی بار وہ اپنے رب کی قدرت کا ایک نیا مشاہدہ کرے گی۔ یہ سوچ سوچ کر وہ بچوں کی طرح بہت ایکسائٹڈ ہو چکی تھی۔

"بابا! مجھے ونڈوسانڈ پر بیٹھنا ہے۔"

ریان صاحب اس کے معصومانہ مطالبے پر مسکرا دیئے تھے۔ انھیں وہ بچپن کی فاطمہ یاد آگئی تھی، جو اپنے بھائیوں سے گاڑی میں بھی ونڈوسانڈ پر بیٹھنے کی ضد میں لڑا کرتی تھی۔

"جی بیٹا! اگر ہمیں اس سانڈ پر سیٹ ملی تو میرا بیٹا ہی ونڈوسانڈ پر بیٹھے گا، بچپن کی طرح۔"

انھوں نے نہایت محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں ایئرپورٹ پر بیٹھے فلائٹ کے منتظر تھے۔

"کاش میں جہاز کی ونڈو سے سر نکال کر آسمان کو قریب سے دیکھ سکتی، اسے چھو سکتی۔"

فاطمہ کی بات سن کر ریان صاحب کا بے اختیار قہقہہ نکلا۔

"آپ میری بات پر ہنس رہے ہیں؟"

اس نے جھوٹ موٹ کی ناراضگی والا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔

نہ نہ میری جان! میں اپنے بیٹے پر کیسے ہنس سکتا ہوں؟ بس ان معصوم سی خواہشوں پر آپکا

"بچپن یاد آ جاتا ہے، بچپن میں بھی آپکے ایسے ہی مطالبے ہوا کرتے تھے۔

"کیسے؟"

وہ فوراً سے سیدھی ہو کر ریان صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔

ہم اکثر رات کو ٹیرس پر لیٹے ہوتے تھے تو آپ مجھ سے ضد کرتی تھیں کہ آپکو آسمان پر چمکتا

ہو اسب سے روشن تارہ چاہیے۔ بعض اوقات تو آپ رونے لگتی تھیں اسی ضد میں، کہ آپکی ماما

"کے لیے آپکو سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا۔

انھوں نے مسز ریان کی طرف مسکراتے ہوئے سوالیہ نظروں سے دیکھا، جو نہایت دلچسپی سے

انکی باتیں سن رہی تھیں۔

"کیا واقعی ماما؟؟؟"

فاطمہ نے حیرت سے مسز ریان کی طرف منہ کرتے ہوئے پوچھا۔

جی بالکل جناب! میں تو اکثر آپکے بابا سے لڑتی تھی کہ کیوں لے کر جاتے ہیں اس لڑکی کو " "ٹیرس پر؟ بعد میں سنبھال بھی خود لیا کریں۔

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! میں ایسی تھی؟"

نہیں! آپ اب بھی ایسی ہی ہیں۔ بس اب فرق یہ ہے جو تارہ آپکو آسمان پر چمکتا نظر آتا تھا، " "آج وہ ہمارے پہلو میں بیٹھا، دوبارہ آسمان کا قرب تلاش کر رہا ہے۔

"بہت گہری باتیں کرنے لگ گئے ہیں آپ، لگتا ہے میری صحبت کا اثر ہو گیا ہے۔" فاطمہ نے مسکراتے ہوئے ریان صاحب کو چھیڑا۔

وہ تینوں ابھی ہنسے ہی تھے کہ کینیڈا کی فلائٹ کے لیے اناؤنسمنٹ ہونے لگی، تینوں جلدی سے اٹھ کر اپنا سامان سمیٹنے لگے۔

وَالضُّحٰی ۝ ﴿١﴾

"قسم ہے چاشت کے وقت کی۔"

اس نے فوراً کھڑکی سے باہر جھانکا۔ جہاز پر طلوع ہوتا سورج نہایت خوبصورت منظر دے رہا تھا۔ انکو سفر کرتے ہوئے 11 گھنٹے گزر چکے تھے، ابھی مزید دو گھنٹے باقی تھے۔

"اس وقت کی قسم کھانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

اس نے جہاز کے پروں پر چمکتی سورج کی روشنی کو غور سے دیکھا۔

وَالْيَّٰلِ اِذَا سَحٰی ﴿٢﴾

"قسم ہے رات کی، جب چھا جائے۔"

قاری نے اگلی آیت تلاوت کی۔

دن اور رات۔۔ اس کائنات کی وہ اٹل حقیقتیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں بدل سکتا۔

انسان جتنی بھی ترقی کر لے، وہ سورج کی تپش، زمین کی گردش کو نہیں روک سکتا۔

اللہ ایسی اٹل حقیقتوں کی قسم کھا رہے ہیں جو صرف اور صرف انکے اختیار میں ہیں۔ اور اللہ کا

قسم کھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جب کسی چیز پر قسم کھائی جاتی ہے اسکا مطلب ہے کہ

آگے آنے والی بات بہت زیادہ اہم ہے، ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی نہیں بدل سکتا۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ﴿٣﴾

"نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہوا ہے۔"

کانوں میں گونجتی خوبصورت آواز نے اسکی آنکھیں نم کر دی تھیں۔

ہاں! یہی تو وہ اٹل حقیقت ہے، یہی تو یقینی بات ہے۔۔ کہ سب آپکو چھوڑ جائیں، ساری دنیا

آپکی باتیں، آپکا دکھ سن سن کر بیزار ہو جائے، مگر وہ واحد ذات! وہ آپکو کبھی اکیلا نہیں

چھوڑے گی، وہ کبھی آپ سے بے بیزار نہیں ہوگی۔ یہ ایسی ہی حقیقی بات ہے جیسے سورج کا نکلنا۔

اسکا دل محبت سے بھر چکا تھا۔

وَلِّ ۖ اٰخِرَةُ نَفْسٍ ۖ زَلَّتْ مِنْ اِلٰہِ ۖ اُوۡلٰی ۖ ﴿۴۴﴾

"یقیناً تیرے لئے انجام، آغاز سے بہتر ہو گا۔"

آنسوؤں کی شدت میں اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ مکمل طور پر ونڈو کے ساتھ سر رکھ کر باہر دیکھنے لگی کہ کہیں کوئی اسکے بہتے آنسو نہ دیکھ لے۔ اللہ والے اپنے آنسو صرف اپنے اللہ کے سامنے ہی بہایا کرتے ہیں۔

کیسے اللہ؟؟ آنے والا وقت۔۔ کیا اس وقت سے بہتر ہو گا؟ کیا میرا آپریشن کامیاب ہو جائے گا؟

اس نے ہر طرف نظر آتے وسیع نیلے آسمان کی طرف نگاہ دوڑاتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

وَلَسَوْۤفَ یُعْطٰی ۖ کَ رَبِّکَ فِتْرَۃً ۖ ضٰی ۖ ﴿۴۵﴾

"تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (و خوش) ہو جائے گا۔"

اسکے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے، دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی، آنکھوں کی جلن میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے فوراً نقاب کے اوپر سے ہی منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ کہیں اسکی سانسوں کی تیزی کوئی محسوس نہ کر لے۔

"اللہ! آپ مجھے راضی کریں گے؟؟"

اسے فوراً یہ شعر یاد آیا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے؟

اللہ! مجھے یقین ہے آپکی اس آیت پر! میں آپ کو بن دیکھے ایمان لائی ہوں، اس آیت پر بھی"

ایسے ہی ایمان لاتی ہوں۔ آپکی رضا کا حصول ہی میری رضا ہے پیارے اللہ! میری زندگی کا

"مقصد ہی آپکو راضی کرنا ہے، میں اس سے کم پر کیسے خوش ہو سکتی ہوں؟

نگاہیں باہر تیرے بادلوں پر جمی ہوئی تھیں، جو کسی وسیع نیلے سمندر میں تیرے روئی کے

گالوں کا منظر دے رہے تھے۔ کتنی خوبصورت تھی رب کی کائنات؟ کتنے کم تھے جو اس پر غور

کرتے تھے!

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيًّا ۖ مَا فَاوَىٰ ۖ ﴿٦﴾

"کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟"



اسے ایسے لگا جیسے اسے اسکے "کیسے" کا جواب دیا گیا ہو۔

ہاں! حقیقی یتیم نہ سہی، مگر تنہا تو انھی کی طرح ہو چکی تھی۔ جب سب اپنے چھوڑ چکے تھے، کوئی اسکے درد کا مداوا کرنے والا نہ تھا، کوئی اسکی تنہائیوں کی سسکیاں سننے والا نہ تھا، کوئی اسکے ٹوٹے دل کے ٹکڑے سمیٹنے والا نہ تھا، تب یہ رب ہی تو تھا! جس نے اسے تھاما تھا، سنبھالا تھا، قرت جیسا سا تھی دیا تھا، پھر آہستہ آہستہ سب کے دل میں اسکی جگہ بنا دی تھی۔ بلاشبہ اس نے ایسا ہی کیا تھا۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٤٧﴾

"اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی۔"

اگلی آیت پر تو اسے ایسے لگا جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔ کیسے بھاگ سکتی تھی وہ اس کلام سے؟ جسکو نازل کرنے والا سوچوں اور خیالات تک سے واقف، انکا جواب دینے والا تھا۔

بے شک اللہ! بے شک! آپ نہ رستہ دکھاتے تو میں دلدل میں ہی پھنسی رہتی۔ اگر میں اسی "گمراہی کی حالت میں مر جاتی تو یقیناً جہنمی ہوتی۔ آپ نے ہی ہدایت دی اللہ! آپ نے ہی تو "سبب بنائے۔"

احساسِ تشکر کے آنسو اسکے نقاب کو گिला کرتے جا رہے تھے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ نِی ۞ ط ﴿۸﴾

"اور تجھے محتاج پا کر مالدار نہیں بنا دیا؟"

ہاں! امیری صرف مال کی ہی تھوڑی ہوتی ہے؟ دل کی امیری، دل کا غنی، یہ بھی تو کوئی کم "نعمت نہیں! میرے رب نے مجھے جذباتی طور پر بھی کسی کا محتاج نہیں کیا۔ الحمد للہ کثیرا۔ اسکے ذہن میں ایک لمحے کے لیے اس شخص کا سایہ لہرایا، جسکی وجہ سے اس کی زندگی اس موڑ پر آٹھری تھی۔ کبھی کبھی کچھ اذیتوں کا انجام بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ انسانوں سے جدائی آپکو رب سے جوڑ دیتی ہے، ایسی جدائیوں پر تو صدقے جانا چاہیے انسان کو۔ وہ غم آنکھوں سے مسکرا دی۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ ۖ إِنَّكَ لَا تَقۡہَرۡہٗ ۞ ط ﴿۹﴾

"پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر۔"

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْہَرۡہٗ ۞ ط ﴿۱۰﴾

"اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹنا۔"

ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ! میں ایسا ہی کروں گی۔ مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے؟ کہ رشتوں کے "ہوتے ہوئے بھی دھتکار دیا جانا، محتاج کو انگور کر دینا، کیسا اذیت ناک مرحلہ ہوتا ہے

وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۞ ﴿۱۱﴾

"اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہو۔"

"نعمت! آپکی سب سے بڑی نعمت تو یہ ہے اللہ۔"

اس نے گود میں پڑے قرآن کو محبت سے دیکھتے ہوئے چھوا۔

میں اسے ضرور لوگوں تک پہنچاؤں گی۔ جو آپ نے مجھے دکھایا ہے، میں ان شاء اللہ وہ لوگوں "کو دکھاؤں گی۔"

اس نے کانوں سے ہینڈ فری نکال کر قرآن کو سینے سے لگاتے ہوئے آسمان کی جانب دیکھا۔ ایک عزم تھا اسکی آنکھوں میں، جو فضاؤں میں اڑتے ہوئے، وہ اپنے رب سے کرچکی تھی۔ کہ زمین پر اترنے کے بعد، وہ زمین والوں کو آسمان والے سے جوڑنے کے لیے اپنی باقی زندگی لگا دے گی۔ بلاشبہ اسکی ٹرپ دیکھی جاچکی تھی، اسکی طلب اسکے لیے توفیق کے دروازے کھلوانے لگی تھی۔

اسکے والدین اسکے ساتھ سیٹس پر سوئے ہوئے تھے، جیسے وہ بالکل ہی بھول گئے ہوں کہ وہ کس مقصد کے لیے یہ سفر کر رہے ہیں۔

بھول تو وہ بھی چکی تھی۔ درد اب اسکی عادت بن چکا تھا، جسکو وہ سر پر سوار نہیں کرتی تھی۔ جسکے درد کا مرہم، اسکے رب کا قرب بن جائے، وہ کیسے اس درد کو مصیبت سمجھ سکتا ہے؟ یہ درد اسکے لیے بھی نعمت ثابت ہو رہا تھا۔

معاذ تم کب شادی کرو گے بیٹا؟ میرا دل کرتا ہے عینی کے ساتھ ہی تمہارا بھی نکاح ہو جائے۔"

"شہریار لوگ تو بہت جلدی کرنا چاہ رہے ہیں۔"

والدہ نے معاذ سے کہا، جو اپنی ماں کی ٹانگیں دبارہا تھا۔

"جیسے آپکو بہتر لگے امی۔"

"تم تو بتاؤ، کوئی لڑکی نظر میں ہے؟"

"امی آپ بھیا سے پوچھ رہی ہیں؟ جو لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہی نظر جھکا لیتے ہیں۔"

قرۃ العین نے ہنستے ہوئے کہا، جو ابھی کھانا لے کر آئی تھی۔

کبھی کبھی تو میرا دل کرتا ہے کہ فاطمہ اتنی اچھی لڑکی ہے۔ باپردہ، دیندار، اسکو اپنی بیٹی بناتی۔"

"مگر۔۔"

معاذ کو ایسے لگا جیسے اسکی ماں نے اسکی سوچیں پڑھ لی ہوں، وہ گھبرا کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"امی! دل کے تو وہ میرے بھی بہت قریب ہے، بس اللہ اسے زندگی دیں۔"

قرۃ العین نے اداس ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"

معاذ کو عجیب سا ڈر لگا۔

اسے کینسر ہو گیا ہے بھائی اور کافی لیٹ پتہ چلا ہے۔ آجکل کینیڈا گئی ہوئی ہے علاج کے لیے۔  
 "دعا کیجئے گا کہ اللہ اسے خیر و عافیت اور تندرستی کے ساتھ واپس لائیں۔  
 "!! آمین"

معاذ نے دکھ بھرے لہجے میں کہتے ہوئے سر جھکا لیا۔

وہ شدید درد سے بلک رہی تھی۔ آنسو تھے کہ گلے کا پھندا، اسے سانس لینے نہیں دے رہے  
 تھے۔ اسکا جی چاہا وہ چیخ چیخ کر اپنے درد کی فریاد کرے، کوئی تو ہو جو کچھ ایسا کر دے کہ وہ اس  
 اذیت سے نجات لادے۔

"!! اللہ!! اللہ جی!!!! پلیز!! میں نہیں برداشت کر سکتی۔ میں نہیں کر پاؤں گی۔ یا اللہ"  
 زبان سے بس "اللہ، اللہ" کے الفاظ نکل رہے تھے، گویا یہ الفاظ، یہ نام ہی اسکی روح کا مرہم  
 تھے۔

وہ پیٹ پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے رکھے، گھٹنوں میں سر دیئے، بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے  
 میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اب بس اسکی جان نکل جائے گی۔  
 اس نے فوراً سر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لیا، نگاہیں کھلی ہوئی کھڑکی پر جا کر ٹک گئیں۔  
 "کیا یہاں سے آئیں گے وہ؟"

اس نے خود سے پوچھا۔

"یا ادھر سے؟"

اس نے بند دروازے کو دیکھا۔

"کیا انسان اتنا اکیلا ہے؟ اتنا بے بس؟"

آنسو آنکھوں سے سیلاب کی مانند رواں ہو چکے تھے، ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ کیسے آواز دیتی ماما کو؟

"قبر کی تنہائی تو مجھے یہیں محسوس ہونے لگی ہے اللہ۔۔"

اس نے اتنے بڑے کمرے میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس کیا۔

کیسے فرشتے آئیں گے مجھے لینے؟؟ اللہ! اللہ میں تیار نہیں ہوں۔ پلیز! مجھے معاف کر دیں۔"

میں اچھی نہیں ہوں، میں بہت گناہگار ہوں، میں اعتراف کرتی ہوں۔ پلیز مجھ سے راضی ہو

!!"جائیے گا، اچھے فرشتے بھیجیے گا، جو آپکی رضا کی خوشخبری سنائیں۔ اللہ جی پلیز

اسکے الفاظ میں، جسم کے درد کے ساتھ روح کی افیت کی کپکپاٹ واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔

کون ہوتا جو اسے جواب دیتا؟ کون ہوتا جو اسے دلا سہ دیتا؟ کون ہوتا جو اسکے درد کی دوا کرتا؟

یہاں آکر وہ مزید تنہا ہو گئی تھی، مگر یہ تنہائی اسے مزید رب سے جوڑنے لگی تھی۔ جب کوئی سننے والا نہیں تھا، وہاں آسمانوں کے پار، اتنی دور، مگر پھر بھی شاہ رگ سے زیادہ قریب، اسے ہر لمحہ سننے کے لیے تیار تھا۔ صرف سنتا ہی نہیں، اسے جواب بھی دیتا تھا۔

"میں کیسے اٹھاؤں قرآن؟"

اس نے مڑ کر بیڈ کی سائنڈ ٹیبل پر دیکھا، جہاں اسکا قرآن پڑا ہوا تھا۔ اس میں تو ہلنے کی بھی سکت باقی نہ تھی۔

اللہ پلینا! پلینا! پلینا! اللہ تعالیٰ! آپ میرے رب ہیں نا؟ آپ میرے مالک ہیں نا؟ آپ سے بڑھ کر کون میری اذیت جان سکتا ہے؟ پلینا اس درد کو ختم کر دیں، مجھے اس درد کا اتنا محتاج نہ کریں اللہ! کہ آپکا کلام بھی نہ اٹھا پاؤں، اسے سینے سے نہ لگا پاؤں، اسکے ذریعے آپ کی بات نہ سن پاؤں۔

اپنی بے بسی کی انتہا پر اسکی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

مسز ریان، فاطمہ کی حالت سے بے خبر، بینش کے ساتھ لان میں شام کی چائے پینے میں مصروف تھیں۔

جبکہ اندر کمرے میں اسکی حالت اس وقت ایسے تنہا، تڑپتے ہوئے بچے کی تھی، جو پیاس سے بلک رہا ہو، ایرٹیاں رگڑ رہا ہو۔ مگر اپنی ناتواں جان کے سبب نہ کچھ کر سکے، نہ ہی کوئی اسکے لیے

کچھ کر سکے۔ اسکی روح کی پیاس، اس کے رب کا کلام تھا۔ اسے اس وقت شدید ضرورت تھی، مگر۔۔۔ شاید اس بار تسلی قرآن سے نہیں، کسی اور ذریعے سے ملنا تھی۔

وہ درویش سے انسان تھے، بہت ہی حسین! مگر اپنی حالت سے کافی بیمار لگ رہے تھے۔ اس نے نظریں گھما کر ارد گرد کا جائزہ لیا، کوئی بھی انکے آس پاس نہ تھا جو انکا خیال رکھتا۔ اسے آس پاس کا ماحول بہت اجنبی سا لگ رہا تھا۔

یہ ایک انکی حالت بگڑنے لگی۔ فاطمہ کا دل کیا کہ وہ بھاگ کر انکے پاس جائے، مگر یہ کیا؟؟ اس کے اپنے پاؤں زمین میں گڑ چکے تھے۔ وہ ہلنا چاہ رہی تھی، آگے بڑھنا چاہ رہی تھی، مگر وہ ہل تک نہیں سکی۔ اس نے جھک کر اپنے پاؤں پر نگاہ ڈالی، مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

"میں کیوں نہیں ہل پارہی؟"

اس نے مکمل زور لگاتے ہوئے خود سے پوچھا۔

"اللہ۔۔ اللہ۔۔"

درویش کے منہ سے کراہنے کی بجائے اللہ کا نام نکل رہا تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھے، مگر بیماری نے انھیں نڈھال سا کر دیا تھا۔ فاطمہ کو انکے لیے اپنے دل میں عجیب سی عقیدت محسوس ہوئی۔

یہ ایک اسے لگا کہ وہ کچھ کہہ رہے ہیں۔



اس نے غور سے سننے کی کوشش کی، مگر بیماری کی وجہ سے انکی آواز بھی نڈھال ہو رہی تھی۔

اس نے مزید غور کیا کہ انکی آواز بلند ہوتی جا رہی ہے۔

وہ کوئی آیت پڑھ رہے تھے۔

نہیں! شاید وہ کڑ گڑا کر دعا مانگ رہے تھے؟

نہیں! یہ تو قرآن کی آیت لگ رہی ہے؟

اس نے خود سے الجھتے ہوئے کہا۔

آواز مزید بلند ہوتی جا رہی تھی، مگر اب آواز میں فریاد کا پہلو نمایاں ہو رہا تھا۔

اِنِّیْ مَسْنِی الضُّرِّ وَاَنْ تَاْرِ حَمَّ الرَّحْمٰی ۝۱۰

"مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

یہ کیسی دعا مانگ رہے؟؟ اسے اپنے کینسر کی وجہ سے ہونے والی تکلیف کی شدت کے مراحل

یاد آئے۔ وہ تو اللہ سے بس یہی کہتی تھی کہ اس بیماری کو مجھ سے دور کر دیں۔ مگر یہ اللہ کے

نیک بندے! بس اپنا حال بتا کر، اللہ کو اسکی رحمت کا واسطہ دے رہے ہیں؟

کیا مطلب؟؟

وہ الجھ گئی، اسکا دل چاہا ان سے پوچھے۔

مگر انکا انداز فریاد، اسے زبان کھولنے نہ دے رہا تھا۔

اسکا دل چاہا کہ بس انہیں دیکھتی رہے، انہیں سنتی رہے۔

"وَأَنَّ تَارَ حَمَّ الرَّحْمَىٰ نَ"

یہ الفاظ اسکے کانوں میں بار بار گونج رہے تھے۔

یہ ایک اسکی آنکھ کھل گئی۔

اس نے ارد گرد نظریں دوڑائیں۔

"اوہ! تو یہ خواب تھا۔"

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ اسے سوئے ہوئے صرف 15 منٹ ہی ہوئے تھے۔ اسے اچھے

سے یاد تھا کہ ابھی 15 منٹ پہلے وہ شدید درد سے کراہ رہی تھی۔ وہ ابھی تک اسی انداز میں

گھٹنے پکڑ کر ہی بیٹھی تھی اور گھٹنوں پر ہی سر رکھ کر بیٹھے سو گئی تھی۔

درد اب مکمل طور پر غائب ہو چکا تھا، جیسے کبھی ہوا ہی نہ ہو۔

اسکے کانوں میں یہ ایک وہ الفاظ گونجے۔

"وَأَنَّ تَارَ حَمَّ الرَّحْمَىٰ نَ"

اس نے آنکھیں بند کر کے سب کچھ اپنے ذہن میں دہرانے کی کوشش کی۔

یہ کیسا خواب تھا؟ وہ کون تھے؟ صرف 15 منٹ کے اندر اندر۔ کیا اللہ مجھے کچھ سکھانا چاہا؟

"رہے ہیں؟"

کئی سوالوں نے اسکے ذہن کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

اس نے پلٹ کر بازو دراز کر کے سائنڈ ٹیبل پر پڑا اپنا قرآن اٹھایا۔

اسے یاد تھا کہ یہ الفاظ اس نے قرآن میں پڑھے ہیں، مگر کہاں؟ وہ یاد نہیں آرہا تھا۔

اس نے درمیان سے ہی قرآن کھولا اور صفحات پلٹنا شروع کر دیئے۔

جب وہ قرآن کو رس کر رہی تھی تو اسکی عادت تھی کہ قرآن میں موجود ہر ہر دعا پر ٹیگنگ

کرتی تھی۔ اسکا اسے بہت فائدہ ہوتا تھا، وہ جب چاہتی ٹیگ کے ذریعے صفحہ کھول کر وہ دعا

مانگ لیتی۔

اس نے اب ٹیگز کو جانچنا شروع کیا۔

"کہیں تو ہوگی یہ دعا۔"

اس نے خود سے کہا۔

یہ ایک جز 17 پر آکر اسکی انگلیاں تھم گئیں۔

وَالْيُؤَبُّ إِذْ نَادَى رَبَّهُ ~ أَنِّي مَسْنِيَ الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِمِينَ ﴿٨٣﴾

ایوب ((علیہ السلام)) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ

بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(سورة الانبياء: 83)

"ایوب علیہ السلام۔۔۔"

اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اس نے دوبارہ سے ان آیات کو دیکھا، دل گویا دھڑکنا بھول گیا تھا۔

"وہ ایوب علیہ السلام تھے؟"

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے جلدی سے مزید صفحات پلٹے، گویا وہ مزید کنفرمیشن چاہ رہی ہو۔

اب کی بار سورت ص کھلی تھی۔

وہ صفحات جہاں ایوب علیہ السلام کا واقعہ موجود تھا۔

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۖ نَعْنَعُ الْمَالِ عِبْدٌ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٢٢﴾

"سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑی ہی رغبت رکھنے والا۔"

(سورۃ ص: 44)

آیت کا آدھا حصہ ہائی لائٹ کیا ہوا تھا۔

اسے خواب میں انکا کراہنا یاد آیا۔ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں، قرآن پر نظر

آنے والی آیات دھندلا چکی تھیں۔

کیا مقصد تھا انکو خواب میں دکھانے، انکی دعا سنانے اور اب اس آیت کا؟؟

! کہیں نا کہیں وہ سمجھ رہی تھی، اعتراف کر رہی تھی، اپنی بے صبری کا، اپنی ناشکری کا  
 "وَأَنَّ تَارَةً الرَّحْمٰی ٰنَ"

یہ الفاظ مسلسل اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام جان گئے تھے کہ اللہ سے بڑھ کر رحم کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ " بیماری، اللہ کی رحمت کی ہی نشانی تھی۔ وہ اس سے اسکی رحمت کا سوال کر رہے تھے۔ یعنی جو انکے حق میں بہتر ہے، وہ فیصلہ کر دیں۔ یہی تو اس رب کا رحم ہے، کہ ہمیں اسی سے نوازتا ہے جس میں ہمارے لیے رحمت ہوتی ہے، بھلائی ہوتی ہے۔ ایوب علیہ السلام نے اپنا مشورہ تو نہیں دیا تھا کہ یہ بیماری ختم کر دیں۔ وہ تو راضی برضا رہے، اپنا حال دل اپنے رب کو سنا سنا کر "اسکے رحم کی فریاد کرتے رہے۔ اسکے رحم پر یقین ہی انکے صبر کی وجہ تھا۔

"اور میں۔۔۔"

اسے سونے سے پہلے اپنی بے صبری یاد آئی۔

"!! آئی ایم سوری اللہ"

آنسو چہرے سے پھسل کر قرآن کے صفحات بھگور رہے تھے۔ اس کا دل درد سے بھر چکا تھا، شرمندگی اور شکر گزاری کے ملے جلے جذبات اسکا سانس لینا دشوار کر رہے تھے۔ اس نے لمبا سانس کھینچتے ہوئے مزید صفحات پلٹے۔

فَاَصْبِرْ ۚ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْاَلْحَدِ ۚ عَزَّ ۚ مِّنَ الرُّسُلِ  
 "پس تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔"

(سورة الاحقاف: 35)

اس نے فوراً سے قرآن بند کر دیا۔ اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے، قرآن اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر  
 اسکی گود میں گر گیا۔

"silent killer" کینسر۔۔۔ یہ کوئی معمولی بیماری نہ تھی، یہ ان بیماریوں میں سے تھی جنہیں  
 کہا جاتا ہے۔ اللہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اس پر صبر کروں؟ بالکل شکوہ نہ "diseases"  
 "کروں؟"

اب وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔

اب تک وہ اس بیماری کو لیکر بہت الجھن کا شکار رہی تھی، اسکا انجام سوچ کر وہ ڈر جایا کرتی  
 تھی۔ مگر آج اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکے ذہن میں الجھے دھاگوں کو بہت نرمی سے سلجھا دیا  
 گیا ہے۔ اسے سکھا دیا گیا ہے کہ کیسے صبر کرنا ہے؟ اپنے انجام کو اسکی رحمت کے حوالے کرنا  
 ہے۔ اسکی رحمت، جسکی وہ پل پل محتاج تھی۔

اتنے میں اسکے موبائل پر عصر کی اذان کی آواز بطور ریما سنڈر گونجنے لگی۔ اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے قرآن اٹھا کر سائنڈ ٹیبل پر رکھا اور وضو کرنے کے لیے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

انہیں کینڈا آئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔

انکی رہائش چچا ریحان کے گھر پر تھی، جو 10 سالوں سے یہاں اپنی فیملی کے ساتھ مقیم تھے۔ چچا ریحان کے تین بیٹے عالیان، عمیر اور عقیل جبکہ دو بیٹیاں زرش اور بینیش تھیں۔ انکے سارے بیٹے مختلف ممالک میں جابز کر رہے تھے، جبکہ زرش کی شادی ہو چکی تھی۔ صرف بینیش جسکی سٹڈیز جاری تھیں، اپنے والدین کے ساتھ وہیں رہتی تھی۔ وہ فاطمہ سے ایک سال چھوٹی تھی، اس لیے اس سے کافی جلدی دوستی ہو گئی تھی۔

وہ کینڈا کے ظاہریت اور مادہ پرستی کے اس ماحول سے بیزار ہو چکی تھی۔ اسے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں ملا تھا جو اللہ سے محبت کرتا ہو، اس دنیا کی ظاہریت سے پرے، اخلاص اور سادگی کا پرستار ہو۔ فاطمہ اسکی زندگی میں وہ پہلی بندی تھی۔ شاید اللہ ہی وہ ذات ہے جس کی محبت پر جمع ہونا، ہر انسان کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ وہ دونوں اکثر بیٹھ کر بس دین کا ہی ٹاپک ڈسکس

کرتی رہتی تھیں۔ فاطمہ بھی اللہ کا بہت شکر ادا کرتی تھی کہ اللہ نے اسے کوئی ایسا سنا تھی مہیا کر دیا تھا جسکے ساتھ وہ "اپنے رب" کی بات، گھنٹوں تک کر سکتی تھی۔

"فاطمہ بیٹا کل ان شاء اللہ ہم نے ہاسپٹل جانا ہے۔"

ریان صاحب نے فاطمہ کے ساتھ پڑی چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا، جولان میں موجود پھولوں کو بڑے غور اور خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

بینش ابھی اسکو چھوڑ کر کچن میں اسکے لیے فریش جوس لینے گئی تھی۔

"جی بابا میں ریڈی ہوں ان شاء اللہ۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈر تو نہیں رہا میرا بیٹا؟"

"ڈر؟؟ کس سے؟ موت سے؟"

اسکے چہرے پر انتہا کی بے بسی چھائی تھی۔

اللہ نہ کرے! میں نے کینڈا کے سب سے بڑے ہاسپٹل میں بہترین ڈاکٹر سے اپنی بیٹی کا علاج"

"کروانا ہے۔ ان شاء اللہ آپ ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

انھوں نے فاطمہ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔



فاطمہ کی آنکھوں میں لمحے کے لیے نمی ظاہر ہوئی، مگر باپ کے سینے سے لگتے ہی اس نے اپنی آنکھیں موندھ لیں۔

"میڈم اس طرح تو میک ایپ ٹھیک نہیں ہوگا، آپ تھوڑی سی شپ بنوالیں۔"

"نہیں نا، بس ایسے ہی ٹھیک ہے۔"

"اچھی نہیں آرہی۔ (look) مگر دیکھیں! ایسے آپ کی لک"

دیکھیں سسٹر! میں انکو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی۔ کیا میں اپنی خوشی کے موقع پر اللہ کو ناراض کر دوں؟ ایسی عورتوں پر تو لعنت کی گئی ہے جو بھنوں کے بال اکھڑیں یا اکھڑوائیں۔ آپکو پتہ ہے اللہ کی لعنت کا مطلب کیا ہے؟

اس نے نرمی سے پوچھا، جس پر بیوٹیشن الجھنے انداز میں سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

اللہ کی لعنت سے مراد "اللہ کی رحمت" سے دوری ہے۔ میں تو اللہ کہ رحمت کی پل پل محتاج ہوں، میں کیسے اسکی نافرمانی کر کے خود کو اسکی رحمت سے محروم کیے رکھوں؟ پلیز آپ انھیں بالکل ٹچ نہ کریں۔

قرۃ العین نے دو ٹوک لہجے میں کہا، جس پر بیوٹیشن چپ ہو کر رہ گئی۔

آج قرۃ العین کا نکاح تھا۔ لائٹ گرے اور ریڈ کنٹراسٹ کی میکسی میں تیار ہونے کے بعد وہ معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔ دو دن بعد سادگی سے رخصتی ہونی تھی۔ نائلہ کے کہنے پر وہ اسکے ساتھ نکاح کامیک اپ کروانے آئی تھی۔ اسکا کہنا تھا کہ حقیقی حقدار کے لیے اس موقع پر تو اسے سبنا سنورنا چاہیے، اس لیے قرۃ العین بخوشی اسکے ساتھ پارلر آگئی تھی۔

قرت ایک دفعہ کروالو۔ آج تک نہیں کروائے نا تم نے؟ آج کے بعد نہ کروانا۔ اللہ غفور"

"الرحیم ہیں، تم توبہ کر لینا۔

پچھے بیٹھی نائلہ، جو کافی دیر سے انکی باتیں سن رہی تھی، بولی۔

جی نائلہ! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں کہ اللہ غفور الرحیم ہیں، بہت زیادہ ہیں۔ مگر جان بوجھ کر"

"گناہ کرنے والوں کے لیے نہیں۔ پلیز میں یہ نہیں کر سکتی۔

اس نے مسکرا نے کی کوشش کی۔

"اچھا! آپکی مرضی ہے۔"

نائلہ نے کندھے اچکائے۔

اتنے میں مغرب کی اذانوں کی آواز سنائی دی۔

"کیا مجھے نماز کے لیے جگہ مل سکتی ہے؟"

قرۃ العین نے میک اپ روم میں نظر دوڑاتے ہوئے کہا، جہاں جگہ جگہ ماڈلز اور ایکٹرز کے پوسٹرز آویزاں تھے۔

"جی؟"

بیوٹیشن جو اسکے بلش آن لگا رہی تھی، فوراً رک گئی۔

"اذان ہو رہی ہے نا، نماز پڑھنی ہے پیاری۔"

قرۃ العین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر آپکا میک اپ؟"

پریشانی کے آثار اسکے چہرے پر واضح تھے۔

"نہیں الحمد للہ! میں گھر سے وضو کر کے آئی تھی۔ آپ بس مجھے جگہ بتادیں۔"

"مگر آپ سجدہ کریں گی تو آپکی بیس خراب ہو جائے گی۔"

وہ جھنجھلا کر بولی۔

"اپ اسکی فکر نہ کریں، ان شاء اللہ نہیں ہوگی۔ میرے رب کا مجھ پر پہلا حق ہے۔"

وہ دوبارہ مسکرا کر بولی۔

بیوٹیشن نے سوالیہ نظروں سے نائلہ کی طرف دیکھا، جو اب اس نے کندھے اچکا دیئے۔

"آئیے! میں آپکو جگہ دکھاتی ہوں۔"

"!جزاک اللہ خیر"

قرۃ العین یہ کہتے ہوئے اسکے پیچھے ہوئی۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو قرت! ماشاء اللہ تم پر بہت روپ آیا ہے۔"

فاطمہ نے محبت بھری نگاہ سے اسے دیکھا۔

کاش تم یہاں ہوتی میرے ساتھ، میری خوشی میں شریک۔ تمہارے بغیر مجھے اپنی خوشی "نا مکمل سی لگ رہی ہے۔"

قرۃ العین کی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی تھی۔

"میں اب بھی تمہارے ساتھ ہوں۔"

اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اچھا ویسے تم اب کدھر ہو؟"

"میں ادھر ہی ہوں، تم اسے چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیسی فیلنگز ہیں؟"

اس نے بہت خوبصورتی سے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ وہ کیا بتاتی کہ ایک گھنٹے میں اسے

ٹرانسپلانٹیشن کے لیے شفٹ کر دیا جانے والا ہے۔ وہ اپنی دوست کی خوشی، اپنا دکھ سنا کر ماند

نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہائے فاطمہ! بس نہ پوچھو، عجیب ہی حالت ہو رہی ہے۔ خوشی بھی ہے مگر ڈر بھی لگ رہا ہے۔"

قرۃ العین نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خوشی کی تو سمجھ آتی ہے، مگر ڈر کیوں؟"

پتہ نہیں فاطمہ وہ کیسے ہوں گے؟ مجھے دیکھ کر انکاری ایکشن کیا ہو گا؟ تمہیں پتہ ہے نا آج وہ "مجھے پہلی بار دیکھیں گے۔"

آخری بات پر قرۃ العین شرمائی تھی، جس پر فاطمہ کا قہقہہ نکلا تھا۔

"انکاری ایکشن یہ ہو گا۔"

فاطمہ نے منہ کھولتے ہوئے، شاکڈ ہونے والے تاثرات دیتے ہوئے کہا۔

جس پر قرۃ العین بے اختیار ہنسی تھی۔

قرۃ العین اپنے نکاح سے آدھا گھنٹہ پہلے، فاطمہ سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔

باہر سب مہمان موجود تھے۔ قرۃ العین کی والدہ خوشی اور اداسی کی ملی جلی کیفیت میں سب سے مل رہی تھیں۔ جبکہ معاذ مردوں کے پورشن میں تھا۔ عورتوں اور مردوں کا علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ صرف قریبی قریبی رشتہ دار ہی آئے تھے۔ سب لوگ لڑکے والوں کی آمد کے

منتظر تھے۔ نائلہ قرۃ العین کے تیار ہوتے ہی اسے اسکے گھر ڈراپ کر کے شہر یار کی طرف چلی گئی تھی۔

اس لیے قرۃ العین نے موقع غنیمت جانتے ہوئے فاطمہ کو وڈیو کال ملا دی تھی۔ جبکہ فاطمہ کی طرف ابھی دن تھا۔ ادھر ریان صاحب مسز ریان کے ساتھ مل کر فاطمہ کا ضروری سامان پیک کر رہے تھے کیونکہ اب اسے ہاسپٹل ایڈمٹ ہونا تھا۔ قرۃ العین سے بات کرتے ہوئے اسکی خوشی دیکھ کر وہ کچھ حد تک پرسکون ہو گئے تھے۔ اتنے میں بینیش دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"تایا ابو! باہر گاڑی آگئی ہے۔"

دونوں ماں باپ نے مڑ کر فاطمہ کی طرف دیکھا، جو بینیش کی بات سن کر مسکرائی تھی۔ اوکے قرت! اب مجھے جانا ہے، تم اپنا بہتنت خیال رکھنا۔ اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں " دکھائیں۔ شہر یار بھائی کو اور تمہیں خیر پر جمع کریں۔ تم دونوں کو ایک دوسرے کی آنکھوں کی "ٹھنڈک بنائیں۔ تم ہمیشہ میری دعاؤں میں رہو گی، مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ فاطمہ نے نظر بھر کر سکرین پر قرۃ العین کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔ قرۃ العین کو کیا علم تھا؟ کہ اسکی خوشی کے عین موقع پر، اسکی دوست کو سٹریچر پر شفٹ کیا جانے والا تھا۔ وہ کیا جانتی تھی کہ دوبارہ کس حال میں اس سے بات کرے گی؟

کر بھی پائے گی یا نہیں۔۔۔

الوداع کہتے ہوئے فاطمہ نے موبائل بند کر کے سینے سے لگا کر گہرا سانس لیا۔ آنکھوں کی نمی اندر اتاری اور بھرپور مسکراہٹ سے اپنے ماما بابا کی طرف دیکھا، جو اسکی طرف حسرت اور اداسی سے دیکھ رہے تھے۔

فاطمہ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کر دیا گیا تھا۔ اسے ایمر جینسی روم میں 4 سے 5 گھنٹے گزر چکے تھے۔ کچھ فائنل ٹیسٹ کروانے کے بعد ٹریٹمنٹ کا باقاعدہ آغاز ہونا تھا۔

نہیں معلوم تھا کہ ان ٹیسٹس کے بعد کب تک فاطمہ کو ایک صحت مند لیور کے لیے ویننگ لسٹ میں رہنا تھا۔ فاطمہ کا بلڈ گروپ فیملی میں کسی سے بھی میچ نہیں کر رہا تھا، اس لیے ریان صاحب اور مسز ریان دونوں بہت پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے۔ چچا ریحان اور چچی انیلہ، ان دونوں کو بار بار تسلیاں دے رہے تھے۔

بنیش نے کھلی جینز اور ٹاپ کے ساتھ سر پر حجاب لیا ہوا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں انگلیاں چبائے اپنے خیالوں میں گم ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔

"ہیلو سر! ہم نے ٹیسٹ کر لیے ہیں، جلد ہی رپورٹ آجائے تو ہم آپکو کچھ فائنل بتائیں گے۔"

ڈاکٹر پیٹرک نے انگلش میں چچا ریحان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اپنی بیٹی سے مل سکتے ہیں؟"

"جی! کیوں نہیں۔"

ڈاکٹر پیٹرک مسز ریان کے سوال کا مسکراتے ہوئے جواب دے کر آگے بڑھ گئے۔

"!اوہ الحمد للہ"

فاطمہ نے اپنے والدین کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھتے ہی اپنا نقاب نیچے کیا۔

"فاطمہ بیٹے یہاں تو نقاب مت کرو؟"

ریان صاحب کو اپنی بیٹی پر ترس آیا جو اتنی مشینوں کے درمیان بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"بابا، نا محرم مرد ہیں بھئی۔"

اس نے مسکرا کر ایسے کہا جیسے وہ ہاسپٹل کی بجائے ریسٹورینٹ میں آئی ہو۔

فاطمہ تمھارے بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ دیکھو علاج کے لیے تو اپنا پردہ اتارنے کی اجازت ہوتی ہے۔

"جی ماما! مگر جسم کا اتنا حصہ ہی کھولنا چاہیے جتنا علاج کے لیے دکھانا ضروری ہو۔"

آنٹی آپ ٹینشن نہ لیں، میں ڈاکٹر پیٹرک سے پہلے ہی بات کر چکی ہوں۔ یہ اچھے لوگ ہیں،

"پیشینٹ (مریض) کی ہر خواہش کا احترام کرتے ہیں۔

"الحمد للہ! اور ماما سسٹریز اکی ڈیوٹی میرے روم میں ہے۔ الحمد للہ وہ بہت اچھی ہیں۔"



فاطمہ کا زرد چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا جیسے اسے پردہ کرنے کی آسانی کی شکل میں کوئی انعام ملا ہو۔

"چلو جیسے تمہاری مرضی۔ طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"

"الحمد للہ علی کل حال۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا بتاتی وہ کہ مختلف ٹیسٹ لینے کے لیے کیسے کیسے سوئیاں اسے چھوئی گئیں؟ وہ تو انجیکشن سے اتنا ڈرا کرتی تھی، مگر آج۔۔ وہ بس مسکرا کر ہی رہ گئی تھی۔

"اللہ آپ کو صحت و عافیت والی زندگی دیں۔"

چچی انیلہ نے آگے بڑھ کر فاطمہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا، جس پر سب نے آمین بولا۔

-----

"بہت بہت مبارک ہو میری پیاری سی اکلوتی بھابھی۔"

نانکھ نے قرۃ العین کو کھڑا کرتے ہوئے زور سے گلے لگایا۔

"!خیر مبارک"

وہ مسکراتے ہوئے شرمائی۔

اب تو شہریار کو اندر آنے دیں بھی؟ میرے بھائی صاحب بڑے عرصے سے اس دن کے " لیے صبر کر کے بیٹھے ہیں۔

اس نے ہنستے ہوئے سب سے کہا۔

قرۃ العین کی امی جو ابھی رو کر ہٹی تھیں، مسکراتے ہوئے سر ہلانے لگیں۔ جبکہ ادھر قرۃ العین کا رنگ اڑ چکا تھا، دھڑکن ایسے تیز ہو گئی تھی جیسے دل ابھی اچھل کر باہر آگرے گا۔ وہاں بیٹھے سب رشتے دار ہنسی مذاق میں مصروف تھے، اتنے میں کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

قرۃ العین کو کچھ ہونے لگا تھا، وہ دھڑام سے پیچھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

افف کیا ہو گیا ہے مجھے؟؟ ہر لڑکی کا نکاح ہوتا ہے، میں کچھ زیادہ ہی اوور ری ایکٹ کر رہی " ہوں۔

اس نے خود کو ڈانٹا۔

اتنے میں کسی مرد کے کمرے میں داخل ہو کر سلام کرنے کی آواز آئی۔ چونکہ نائلہ اسکے آگے کھڑی تھی، اس لیے وہ دیکھ نہیں پائی۔

"وعلیکم السلام شہریار بیٹا، بہت بہت مبارک ہو۔"

قرۃ العین کی امی نے شہریار کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعائیں دیں۔

جبکہ شہریار کا نام سن کر قرۃ العین کے پسینے چھوٹنے لگے تھے۔ اس نے جلدی سے اپنا ٹشو نکالا اور چہرے پر تھکنے لگی۔

دل بس باہر آنے کو ہی تھا کہ نائلہ بول اٹھی۔

"جی تو جناب اب آپ نے اپنی زوجہ کا دیدار کرنا ہے؟"

نائلہ فی الحال فل چھیڑنے کے موڈ میں تھی۔

شہریار نے اسے آنکھیں نکالتے ہوئے دیکھا جیسے ابھی گلا دبائے گا، جس پر سب زور سے ہنس پڑے تھے۔

"اووو وہ!!! آنکھوں ہی آنکھوں میں دھمکیاں؟؟ ابھی سے؟؟"

نائلہ نے ہنستے ہوئے مزید چھیڑا، وہ شہریار اور قرۃ العین کے درمیان دیوار کی طرح حائل تھی۔

"نائلہ بس کرو بیٹا، آج کے دن تو بھائی کو نہ ترسواؤ۔"

نائلہ کی اماں نے پیچھے سے ہنستے ہوئے آواز دی، جس پر شہریار مسکرا کر ہی رہ گیا۔

"ہاھاھا جو حکم آپکا۔ لیں جناب! اپنی زوجہ کا دیدار کر لیں۔"

نائلہ لہراتے انداز سے ہاتھ کا اشارہ قرۃ العین کی جانب کرتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

ایک لمحے کے لیے دونوں کی آنکھیں ملیں۔ قرۃ العین نے شرما کر نگاہیں فوراً جھکا لیں جبکہ دوسری طرف معاملہ برعکس تھا۔

اسے سب محسوس ہو رہا تھا۔ اسی وقت اسے فاطمہ کی بات یاد آئی، جو اس نے منہ کھولتے ہوئے کہی تھی۔

"ان کاری ایکشن ایسے ہو گا۔"

اور وہ واقعی ایسے ہی تھا۔

شہریار اسے دیکھ کر شا کڈ رہ گیا تھا۔

وہ واقعی ہی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ بہت پاکیزہ۔۔ نگاہیں جھکائے ہوئے بہت باحیاسی۔ اسے دیکھتے ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ نائلہ سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے بس بھئی! سارا کا سارا آج ہی دیکھ لینا ہے؟ خیال کرو نظر نہ لگ جائے۔"

نائلہ نے شہریار کے چہرے کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے ہنس کر کہا۔ اسکی بات پر کمرے میں قہقہہ گونجتا تھا۔

قرۃ العین شرما تے ہوئے بے اختیار مسکرا اٹھی۔ اسے دیکھ کر شہریار نے بھی مسکراتے ہوئے نگاہیں نیچے کر لیں۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ریان، آپ نے اسکا چہرہ دیکھا ہے؟ مجھے اسے دیکھ کر ہی خوف آنے لگا ہے۔

مسز ریان روتے ہوئے ریان صاحب سے کہہ رہی تھیں، جو ہاسپٹل کے باہر لان میں پڑے بیچ پر بیٹھے تھے۔

انکی نگاہیں زمین پر جمی ہوئی تھیں، چہرے پر پریشانی کے آثار واضح نظر آرہے تھے۔  
مسز ریان کی بات سن کر انھوں نے چونک کر انکی طرف دیکھا۔  
"کیا مطلب؟ کیا ہوا ہے اسکے چہرے کو؟"

"نہیں ہوا کچھ نہیں، مگر آپ نے دیکھا نہیں وہ شدید تکلیف کو کیسے برداشت کر رہی ہے؟"  
ہاں! اسکی مسکراہٹ بہت گہری ہوتی جا رہی ہے، اسکی خاموشی بھی گویا کچھ کہہ رہی ہوتی ہے۔ ہمیں کتنی دیر ہو گئی اپنی بیٹی کو سمجھنے میں؟

انکی آنکھ سے آنسو بہہ نکلا، جس پر مسز ریان بھی اپنے جذبات قابو نہ کر پائیں۔  
ہم نے ساری زندگی اس رب کو نہیں پکارا ریان۔ دیکھیں آج ہمیں اس نے کس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہم مجبور ہو گئے اسے پکارنے پر۔

بھگی آنکھوں سے مسز ریان نے کھلے آسمان کی طرف دیکھا۔

یہی تو ہماری بد قسمتی ہے۔ کیوں میں اس دن سیف کو نہیں روک پایا جب اس نے فاطمہ کو " اتنی زور سے دکھا دیا تھا؟ کاش مجھے عقل ہوتی!! کاش فاطمہ بتا دیتی کہ اسے کہاں چوٹ لگی ہے، "ہم اس کا برقت علاج کروا دیتے۔

اب وہ سر پکڑ کر بیٹھے خود کو کوس رہے تھے۔

"ریان آپ سے بڑی مجرم تو میں ہوں۔ میں نے کیا کیا نہیں کیا اس کے ساتھ؟" زبان گزرے حالات بیان کرنے سے قاصر تھی، بس ندامت ہی ندامت تھی۔ آنسوؤں کی شکل میں رب کے سامنے التجائیں تھیں۔

دو دن بعد رپورٹس بہت خراب آئی تھیں۔ فاطمہ کا کینسر دن بدن خطرناک حد تک پھیل رہا تھا، عنقریب پورا جگر اسکی لپیٹ میں آنے والا تھا۔ ڈاکٹر پیٹرک نے فوراً لیوراریج کرنے کا کہہ دیا تھا تا کہ جلد از جلد ٹرانسپلانٹیشن ہو سکے۔ وہ دونوں بے بس اور لاچار، اپنی اکلوتی بیٹی کے لیے مال و دولت کی فراوانی کے باوجود، دعا کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

دعا۔۔ کتنے ہی عرصے بعد وہ تڑپ کر گئے تھے اپنے رب کے حضور! انسان ایسا کیوں ہے؟ کیوں ٹھوکر لگنے پر ہی اپنے خالق کی طرف دوڑتا ہے؟ کیوں اسے اپنا رب صرف تب ہی یاد آتا ہے جب اسکے پاس اور کوئی رستہ، کوئی سہارا نہیں بچتا؟ کتنا خود غرض تھا یہ انسان! کتنا احسان فراموش!

:اللہ نے کتنا سچ فرمایا

اور جب ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے اور " \*  
 "۔ جب اسے مصیبت پڑتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے

(سورة حم السجدة: 51)

کیسے کھول کھول کر بیان کیا تھا اس رب نے اپنے بندے کی نفسیات کو! انسان کو اس رب سے  
 زیادہ جاننے والا بھی کوئی ہو سکتا تھا؟

اس نے قرآن میں کتنی محبت سے فرمایا تھا۔

\* "کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ اور وہ باریک بین اور باخبر ہے۔" \*

(سورة الملک: 14)

-----

میری بہن مجھے بہت عزیز ہے شہریار! اسکا بہت خیال رکھنا۔ ان شاء اللہ وہ تمہیں کبھی ناامید  
 "نہیں کرے گی۔

معاذ نے جذباتی انداز میں شہریار کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو میرے بھائی، اب یہ میری ذمہ داری ہے۔ ان شاء اللہ میں بخوبی نبھاؤں گا۔"

اس نے گاڑی میں بیٹھی اپنی زوجہ کو مسکرا کر دیکھا، جو مکمل پردے میں بیٹھی تھی۔

الوداعی کلمات کے بعد وہ قرۃ العین کو لیے زندگی کے نئے سفر پر روانہ ہو گیا۔  
 نکاح کے دو دن بعد رخصتی بہت سادگی سے ہوئی تھی۔ کوئی فضول قسم کی رسم مایوں، مہندی،  
 بارات یا میوزک، فوٹو گرافی وغیرہ کا سسٹم نہ تھا۔ اور یہ سب شہریار کی کوشش سے ہوا تھا۔  
 قرۃ العین کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات تھی؟ کہ زندگی کے سب بڑے اور اہم  
 دن میں بھی اللہ نے اسے ہر طرح کی نافرمانی سے ناصرف بچا لیا تھا بلکہ سنت کے مطابق نکاح کا  
 انتظام آسان کر دیا تھا۔

جب ازدواجی زندگی کی بنیاد میں اخلاص اور اللہ کی فرمانبرداری ہو، تو اس پر بننے والی عمارت  
 بھی پائیدار اور مضبوط ہوتی ہے۔ وہ دونوں اس پر بہت خوش تھے۔  
 جبکہ ادھر قرۃ العین کی امی معاذ کے گلے لگ کر رو رہی تھیں۔ بہت نازک مرحلہ تھا یہ۔۔  
 اپنے آنگن میں کھیلتی اکلوتی چڑیا کو، اپنے ہاتھوں سے کسی دوسرے کے حوالے کر دینا کب  
 آسان ہوا کرتا ہے؟ معاذ اپنے آنسو پر قابو رکھ کر انھیں بہت تسلی دے رہا تھا۔

-----  
 "کیسی طبیعت ہے تمھاری اب؟"

زونیشہ نے مسکراتے ہوئے فاطمہ سے پوچھا۔

"الحمد للہ! تم کیسی ہو؟ اور حیدر بھائی؟؟"



"سب ٹھیک۔"

زونیشہ فاطمہ کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ وہ بالکل کمزور ہو گئی تھی، آنکھوں کے گرد حلقے پڑ رہے تھے، رنگ پیلا ہو رہا تھا۔ مگر پھر بھی چہرے پر مسکراہٹ، آنکھوں میں چمک۔۔۔ اس کے اندر جلتے امید کے چراغ کا پیغام دے رہی تھی۔

"تم واقعی ٹھیک ہونا؟"

اس نے فاطمہ کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"زونیشہ الحمد للہ! میں ٹھیک ہوں۔"

وہ مسکرا دی۔

وہ ہاسپٹل بیڈ پر لیٹی، زونیشہ سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔

"اچھا تمہیں ایک گڈ نیوز دینی ہے۔ ان شاء اللہ تم وہ سن کر ہی ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

زونیشہ نے ہنس کر کہا۔

"کیا؟"

"بوجھو تو جانیں۔"

وہ کھکھلائی۔

"تم نے پردہ شروع کر دیا؟"

"ہاھاھاھاپیاری لڑکی! وہ بھی ان شاء اللہ جلد کروں گی۔ مگر یہ کچھ اور ہے۔"

اس نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"آہ منہم۔۔۔ ٹرانسفر ہو گیا؟"

فاطمہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"نہ۔۔"

"تم بتا دو نا اا۔۔"

"بتاؤں؟؟؟"

وہ فاطمہ کا تجسس بڑھا رہی تھی کہ شاید کسی طرح وہ کچھ دیر کے لیے اپنا درد بھول جائے۔ وہ خود ڈاکٹر تھی، اس نے کینسر پیشینٹس کی تکلیف کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ سب جانتی تھی۔

"ہاں نا پلیسیز۔"

اس نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لو؟؟؟"

زونیشہ ہنس کر بولی۔

"تم کتنا تنگ کرتی ہو یار۔"

اس نے اداس چہرہ بنایا۔

"ہاھاھا اچھا اچھا بتاتی ہوں۔"

وہ تجسس بھری آنکھوں سے متوجہ ہوئی۔

"تم پھپھو بننے والی ہو۔"

"کیا اااا؟؟؟ سچ؟؟؟"

"ہاں۔"

وہ شرماتے ہوئے مسکرائی۔

"الحمد للہ الحمد للہ! بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ اکبر کبیرا!! اتنی خوشی ہو رہی مجھے۔"

اسکا چہرہ یک دم چمک اٹھا تھا، جسے دیکھ کر زونیشہ کو دل سے خوشی ہوئی۔

"کروں تمہیں۔ (hug) میرا دل کر رہا زوور سے ہگ"

"ہاں اس کیمرے سے نکل کر کرلو۔"

دونوں کھکھلا کر ہنسیں۔

اتنے میں ریان صاحب کمرے میں ہاتھ میں کیک لیے داخل ہوئے۔

آج سب کے چہرے خوشی سے کھلے کھلے تھے۔ فاطمہ یہ سب دیکھ کر بے اختیار دل ہی دل میں

شکرا ادا کرنے لگی تھی۔

وہ رب کبھی مکمل طور پر آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا۔ کہیں نا کہیں کوئی نہ کوئی دروازہ کھلا رکھتا ہے جہاں سے رحمت ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کی طرح دل کو پرسکون کرتی رہتی ہے۔ کوئی نا کوئی آسانی تو ہر مشکل کے ساتھ موجود ہی رہتی ہے۔

(إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) (6)

\* بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ \*

(سورت الشرح)

!! وہ رب ہے نا۔۔ بہت محبت کرتا ہے اپنے بندوں سے  
آج سب ڈرے ہوئے تھے، ٹیسٹس کے تین دن بعد ہی ٹرانسپلانٹیشن کے لیے صحت مندرلیور  
کا انتظام ہو چکا تھا۔ شاید تقدیر اس پر مہربان ہو رہی تھی۔ لہذا آج فاطمہ کی زندگی کا سب سے  
بڑا اور اہم دن تھا۔

"ماما، بابا!! میں نے آج تک آپکو جتنا بھی ستایا، میں معافی مانگتی ہوں مجھے معاف کر دیجئے گا۔"  
اس نے بیڈ پر لیٹے لیٹے مسزریان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اسکے بیڈ کے ساتھ ہی  
کھڑے تھے۔

"نہیں بیٹا پلیز ایسے مت کہو۔"

مسزریان خود کو قابو میں نہ رکھ پائیں۔ آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے رواں ہو چکا تھا۔

"بیٹا آپ تو سب کو اتنی امید دلانے والے ہو۔ آپ ایسی مایوسی کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"  
ریان صاحب کا دل کٹ کر رہ گیا تھا اسکی بات پر۔

جی بابا! الحمد للہ امید نہیں، مجھے یقین ہے اپنے رب پر! بس میں چاہتی ہوں کہ کوئی بوجھ نہ ہو"  
میرے دل پر۔ آپ ایک دفعہ کہہ دیں ناکہ آپکو مجھ سے کوئی شکوہ نہیں؟ آپ مجھ سے راضی  
"ہیں؟"

اس نے نم آنکھوں سے مسکرانے کی کوشش کی۔

"میری بچی! میری زندگی تمہیں لگ جائے۔"

یہ کہتے ہوئے مسز ریان اس پر جھک کر اس سے لپٹ کر رونے لگیں۔

بچے کھڑے ریان صاحب نے اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے مسز ریان کے کندھوں کو تسلی  
دینے کے انداز میں تھپکا۔

کتنا مشکل مرحلہ تھا! کیسی اذیت ناک گھڑی تھی! گویا فاطمہ کی زندگی کا فیصلہ ہونے جا رہا تھا۔

"ماما پلیز! آپ مت روئیں۔ ایسے تو میں بھی کمزور پڑ جاؤں گی۔"

فاطمہ کے آنسو حلق کا پھندا بن چکے تھے۔ اس وقت کمرے میں ان تینوں کے سوا کوئی نہ تھا،  
کمرہ مسز ریان کی سسکیوں سے گونج رہا تھا۔

"میرا بچہ! معافی تو مجھے تم سے مانگنی چاہیے۔ آج تمہاری اس حالت کی ذمہ دار میں ہوں۔"

انہوں نے روتے ہوئے فاطمہ کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے تھے۔

"!! اللہ اکبر! ماما پلیز!! پلیز ایسے مت کہیں۔ پلیز ماما"

اس نے مسز ریان کے دونوں ہاتھوں کو نیچے کرتے ہوئے کہا۔

اب وہ بھی ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھی تھی۔ انسان تھی آخر! کتنا مضبوط رہ سکتی تھی؟

مجھے آپ لوگوں سے کوئی بھی شکوہ نہیں۔ آپ لوگوں کی وجہ سے میں آج اس مقام پر ہوں ماما"

کہ مجھے الحمد للہ الحمد للہ دین کا علم ہے۔ میں اگر مر بھی گئی تو اس بوجھ کو لے کر نہیں جاؤں گی

کہ میں دین کو جانے بغیر، اسے سیکھے بغیر، اس پر عمل کیے بغیر مر گئی۔ آپ لوگ مجھے اجازت

نہ دیتے تو میں کیسے یہ سب کر پاتی؟ اور یہ بیماری۔۔ یہ تو اللہ کی پلاننگ ہے، یہ میرے لیے اسکے

قرب کا راستہ ہموار کرنے آئی ہے۔ میرے رب کا جو قرب مجھے اس بیماری میں مل رہا ہے وہ

"اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا ماما۔

اسکی ایک ایک بات دونوں والدین کے دل پر اتر رہی تھی۔

ہاں وہ خوش قسمت ہی تو تھی کہ اس نے زندگی میں ہی رب کو پالیا تھا۔ رب کو پیارا ہونے سے

پہلے ہی رب کو پیاری ہو گئی تھی۔ رب سے ملنے سے پہلے ہی رب سے مل چکی تھی۔ قابل

! رشک تو وہ تھی ہی

"ایکسیوز می! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب پیشنٹ کو آپریشن تھیٹر میں شفٹ کرنا ہے۔"

سٹرلنز اور وازے کو کھٹکھٹاتے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

"جی بہتر۔"

ریان صاحب نے انکی طرف دیکھے بغیر جواب دیا اور جھک کر فاطمہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"ہمیں بہت فخر ہے کہ آپ ہماری بیٹی ہو۔ ہم آپ سے راضی ہیں۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرائے تھے۔ انکی اس بات سے فاطمہ کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

"الحمد للہ"

وہ بھرپور طریقے سے مسکرائی۔

وہ دروازہ بند کر کے اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ"

اس نے مسکراتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ"

اسکی آواز دھیمی تھی، مگر شہریار نے بہت دھیان سے ہر لفظ سن کر دل پر اتارا تھا۔ وہ پہلی بار

اسکی آواز سن رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے اسکے قریب آکر بیٹھا۔ قرۃ العین بالکل سہمی اور شرمائی ہوئی بیٹھی تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟"

شہریار نے مسکراتے ہوئے اسکی جھکی ہوئی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنا چہرہ ٹیڑھا کیا۔

"الحمد للہ"

"ہمم بس؟ میرا حال نہیں پوچھیں گی؟"

شہریار نے شرارتی انداز میں پوچھا۔

"جی! آپ کیسے ہیں؟"

نگاہیں بدستور جھکی ہوئی تھیں۔

ہائے! الحمد للہ! الحمد للہ! بہت خوش۔۔ بہت خوش قسمت! واللہ خود پر رشک آئے جارہا"

"ہے۔ یقین نہیں آتا اللہ نے مجھے اپنی اتنی پیاری بندی سے نوازا دیا ہے۔

قرۃ العین کو اسکی آواز میں جوش اور خوشی دونوں بیک وقت محسوس ہوئی۔

اس نے مسکراتے ہوئے ایک لمحے کے لیے نگاہیں اٹھائیں۔ وہ اسے ہی دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

نظریں ملی تھیں۔ قرۃ العین کا دل گویا دھڑکنا بھول گیا تھا۔

اس نے ہڑبڑاتے ہوئے نگاہیں پھر سے جھکا لیں۔



آپ یقین کریں قرت! آپ مجھ پر میرے رب کا، میری اس زندگی کا، سب سے بڑا انعام "ہیں۔"

شہر یار نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

میں اس بات پر اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ مجھے جیسی زوجہ چاہیے تھی، میرے اللہ نے "مجھے ویسی ہی دی ہے الحمد للہ۔"

وہ قرۃ العین کے جواب کا انتظار کیے بغیر کہے جا رہا تھا۔

جبکہ قرۃ العین کی نظر ان ہاتھوں پر تھی، جن میں اسکے ہاتھ تھے۔

میں آپکی طرح نیک نہیں ہوں۔ میں آپکی طرح دین کے رستے میں آگے نہیں ہوں۔ مگر ان "شاء اللہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اس رستے پر آپکے قدم کے ساتھ قدم ملا کر چلوں۔ آپکو کبھی اکیلا نہ چھوڑوں۔ آپکی صحبت سے میں بھی اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جاؤں۔ یہ "رستہ ہی اب میری منزل ہے، جس پر چل کر مجھے آپکے ساتھ جنت میں جانا ہے ان شاء اللہ۔" اسکی باتوں کا لفظ لفظ قرۃ العین کے رونگٹے کھڑے کر رہا تھا۔

وہ جس معاملے میں ابھی تک ڈر کا شکار تھی، اسکے رب نے اسکے سارے خدشات دور کر دیئے تھے۔ اسے اپنا بہترین اور پاکیزہ بندہ دے دیا تھا۔

اسے یکایک تین مہینے پہلے تہجد میں مانگی اپنی دعائیں یاد آئیں۔

اسکے رب نے سن لیا تھا۔ اسکو انعام کی شکل میں اپنا یہ پیارا بندہ دے دیا تھا۔ وہ کیا بتاتی؟ کہ اس وقت وہ خود کو شہریار سے بھی زیادہ خوش قسمت سمجھ رہی تھی۔ وہ کیسے بتاتی؟ کہ اپنی قسمت پر اسے آپ ہی رشک آئے جارہا تھا۔ وہ کیسے اظہار کرتی؟ کہ اسکے سامنے بیٹھا شخص، اسکی تہجد میں مانگی دعاؤں کی حقیقی تصویر بن کر اسکی زندگی میں آیا تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ انسان اللہ سے تڑپ کر کچھ مانگے، اور وہ دے ہی نہ؟ جو بن مانگے اتنا کچھ دے رہا تھا، مانگنے پر تو کیسی رحمتیں برساتا تھا۔ بس انسان کو اس توکل کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کی زندگی میں شامل ہونے والا انسان ہی اسکے رب کے ہاں، اسکے لیے پوری دنیا کا بہترین انسان ہے۔ اللہ اپنے بندے کو کیسے غلط باتھوں کے حوالے کر سکتا ہے؟

بس توکل اور اسکی رضا پر راضی رہنا! زندگی کو خوشگوار بنا دیتا ہے۔

آنکھوں کی نمی آنکھوں میں ہی رہ گئی تھی۔

یہ ایک ذہن میں ایک شعر آیا۔

وہاں جو ہاتھ اٹھتے ہیں۔۔

! کبھی خالی نہیں آتے

ذرا سی دیر لگتی ہے۔۔

! مگر وہ دے کے رہتا ہے

وہ نم آنکھوں سے تشکر بھرے انداز میں مسکرا دی تھی۔

چند مزید باتوں کے بعد شہریار نے گھڑی کی طرف نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں آپ میری امامت میں نوافل پڑھیں۔"

اس نے ایسے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا جیسے شہریار نے اسکے دل کی بات پڑھ لی ہو، مگر اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر نظریں پھر سے جھک گئی تھیں۔ مگر چہرے پر خوشی کی چمک واضح تھی جسے شہریار نے بخوبی محسوس کیا تھا۔

-----

ہم بہت حیران ہیں سسٹر! ہمارے ہاسپٹل میں پہلی بار کوئی پیشینٹ ایسا آیا ہے جس نے تمام "انتظامیہ کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔"

سسٹر لیزا نے ایمر جینسی روم سے باہر آتے ہی بینش سے کہا۔ اسکے چہرے پر واضح پریشانی کے اثرات تھے۔

"کیا ہوا سسٹر؟ سب خیریت ہے نا؟؟؟"

مسز ریان بس رو دینے کو تھیں۔

"جی جی! آپریشن تو ابھی چل رہا ہے، امید ہے کہ ایک دو گھنٹے میں مکمل ہو جائے گا۔"

مسلسل 7 گھنٹے سے وہ آپریشن تھیٹر میں تھی۔ جبکہ اسکے والدین دعاؤں میں مشغول تھے۔

"کیا مطلب سسٹریز؟ ہم آپکی بات سمجھ نہیں۔"

بنیش نے مسز ریان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

ہم سب ابھی بہت شاکڈ ہیں۔ میں صرف ابھی کسی کام سے باہر آئی تھی، مگر میں اتنا ضرور

"کہوں گی کہ آپکا پیشنٹ بہت عجیب ہے۔

یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ گویا وہ جس کام کے لیے باہر آئی تھی، اسے وہ کرنا تھا۔

ادھر یہ تینوں پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکتے لگے۔

"اللہ سب خیر رکھنا۔"

مسز ریان روہانے انداز میں بولتے ہوئے پیچھے چئیر پر جا بیٹھیں۔

قرۃ العین وضو کر کے واش روم سے باہر نکلی تو شہریار اسکے لیے جائے نماز بچھائے اسکا منتظر

تھا۔ اسکی داڑھی سے پانی موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا۔

قرۃ العین نے شہریار کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے نگاہیں نیچے جھکا لیں اور آہستہ

آہستہ چلتی ہوئی جائے نماز پر آکر کھڑی ہو گئی۔

پہلے تو کچھ لمحے شہر یار پیار سے مسکراتے ہوئے قرۃ العین کی جھکی، گیلی پلکوں کو دیکھتا رہا۔ اسکے بعد لمبا سانس کھینچتے ہوئے ہلکی آواز میں اقامت کہہ کر تبکیر کہی۔

قرۃ العین شہر یار کے پیچھے کھڑی نماز پڑھ رہی تھی۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعی یہ سب سچ تھا یا ایک خواب؟

سورت الفاتحہ کے بعد شہر یار نے سورت الدھر شروع کر لی تھی۔ اس سورت کو سنتے ہی قرۃ العین کی دھڑکن تیز ہو گئی، جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یہ سورت اسے بہت رلاتی تھی۔

! اور پھر اپنے زوج کی آواز میں

شہر یار کی تجوید اتنی اچھی نہ تھی مگر اسکی آواز میں بہت درد تھا۔

جیسے جیسے وہ سورت الدھر پڑھتا جا رہا تھا، قرۃ العین کی آنکھوں سے سیلاب رواں ہوتا جا رہا تھا۔ اسے سارا ترجمہ سمجھ آ رہا تھا۔ کیسے ناپیار آتا اس رب کی محبت پر؟ کہ جس نے اسے قرآن سمجھا دیا تھا، سات آسمانوں کے پار سے آیا کلام تھما دیا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ دنیا کی ساری نعمتیں

! ایک طرف اور قرآن کی عربی سمجھ آنا ایک طرف

اسکا دل اپنے رب کی شدید محبت اور شکر گزاری سے

سے ایسے بھرا کہ اسکی سسکیاں نکلنے لگیں۔

اسکے رونے کی آواز سن کر لمحے بھر کو شہر یار ٹھٹکا، مگر پھر اس نے اپنی تلاوت جاری رکھی۔

جنتوں کی خوبصورتی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

اللہ آپ کی جنتیں۔۔ اللہ آپ کی مہمانی میں۔۔ مجھے آپ کو راضی کر کے، آپ کے اس پیارے بندے کے ساتھ ہی وہاں آنا ہے۔

قرۃ العین کے دل نے تڑپ کر اپنے رب کو پکارا تھا۔

سورت مکمل کر کے رکوع کے بعد شہریار سجدے میں جا چکا تھا۔

اسکے پیچھے قرۃ العین بھی سجدے میں چلی گئی۔

وہ بہت لمبا سجدہ تھا۔ وہ سجدہ انکی زندگی کا سب سے حسین سجدہ تھا۔ جہاں دودل، اللہ کی محبت

میں، ایک دوسرے کی محبت لیے، شکر گزاری سے جھک رہے تھے، آپہیں بھر رہے تھے۔

پورا ماحول انکے ایمان کے اثر سے معطر ہو چکا تھا۔

-----

"آپ نے کہا آپ کا پیشنٹ عجیب ہے۔ میں تب سے کنفیوز ہوں کہ اس بات کا کیا مطلب ہے؟"

بینش نے نہایت الجھے ہوئے انداز میں سسٹر لیزا سے پوچھا۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی اپنے فائل ورک میں مشغول تھی، یوں اچانک بینش کے آنے پر وہ

چونک اٹھی۔

"اوہ! آئی ایم سوری! مجھے پر میشن لے کر آنا چاہیے تھا۔"

"اُس اوکے! بیٹھئے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا، جبکہ بینش جواباً مسکرا بھی نہ سکی۔

آپریشن خیر و عافیت سے ہو چکا تھا۔ اگرچہ فاطمہ کو ہوش نہیں آیا تھا مگر اسکے والدین وہیں اسکے پاس جا بیٹھے تھے۔

بینش ان سے بہانہ کر کے سیدھا سسٹریز کے پاس آئی تھی۔

جی ایسا ہی ہے۔ میں یہاں 7 سال سے جا رہی ہوں مگر آج تک کوئی ایسا پیشینہ نہیں دیکھا۔

"کیا مطلب؟ آپ کھل کر بتائیے۔"

بینش کی کشمکش میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔

"دیکھیں مس! آپکے کہنے پر ہم نے انکے حجاب کا خیال رکھا، جتنا ہم رکھ سکے۔ مگر۔۔۔"

اس نے بینش کے حیرت بھرے تجسس کو بھانپتے ہوئے بتانا شروع کیا۔

"مگر کیا؟؟؟"

"اتنے گھنٹے مسلسل یہ ممکن نہیں تھا، آکسیجن کا مسئلہ ہوا تو حجاب ہٹانا پڑا۔"

"!اوہ"

"مگر۔۔۔ جب ہم نے حجاب ہٹایا تو ہم سب حیران تھے۔"

"کلکلیا مطلب؟"

بینیش چونکی۔

انکا چہرہ بہت چمک رہا تھا۔ حالانکہ میں انھیں اتنے دنوں سے دیکھ رہی ہوں مگر آج ایک

"عجیب چمک دیکھی میں نے۔

وہ بتاتے بتاتے جیسے کہیں کھو گئی تھی۔ بینیش کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

"اور تو اور۔۔ انکے چہرے پر بہت خوبصورت سائل تھی۔"

"سٹر وہ بے ہوش تھی نا؟؟؟"

بینیش کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے۔

جی بالکل! اسی بات نے تو سب کو حیرت میں ڈال دیا تھا کہ اتنے خطرناک آپریشن میں کوئی

"مسکرا کیسے سکتا ہے؟

سٹر لیزا کی آنکھوں میں تجسس اور پریشانی کے آثار واضح نظر آرہے تھے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

اس کی آنکھوں میں بے یقینی واضح تھی۔

ہاں ہم بھی تب یہی سوچ رہے تھے۔ مگر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انکے حجاب کی وجہ

"سے ہم میں سے کسی نے انکی تصویر نہیں لی، مگر حقیقت یہی ہے۔"



"وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو؟ (May be) مے بی"

اس نے ناقابل یقین والے انداز میں کہا۔

"May be!!" مممم

سٹرلینز نے کندھے اچکائے۔

"!او کے تھینک یو سوچ"

یہ کہتے ہوئے بینش تیزی سے اسکے آفس سے نکل گئی۔

اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کس سے ڈسکس کرے؟ فاطمہ کے

پیرنٹس پہلے ہی پریشان تھے، ان سے ڈسکس کرنے پر پتہ نہیں انکا کیاری ایکس ہو؟

"کیا کروں؟ کیا کروں؟؟؟"

سے باہر نکل آئی۔ (exit door) وہ دھڑکتے دل سے ہاسپٹل کے

"کون سمجھ سکتا ہے یہ بات؟"

اچانک اسکے ذہن میں ایک نام ابھرا۔

اس نے اپنی ڈھیلی پینٹ کی پاکٹ سے اپنا سیل فون نکالا اور نمبر ڈائل کرنے لگ گئی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

جی مجھے بھی سمجھ نہیں آرہی، اس لیے میں نے آپکو فون کیا۔ فاطمہ نے مجھے بتایا تھا کہ اسکی " آپکے ساتھ کافی فرینڈ شپ ہے۔

"ہاں وہ تو ہے مگر۔۔۔ میں اسے ابھی تک نہیں جان پائی۔"

زونیشہ نے اداس لہجے میں کہا۔

بینش نے زونیشہ کو کال ملا کر ساری بات بتادی تھی۔ اسے فی الوقت اسکے سوا کوئی اور نظر نہیں آیا تھا۔

جبکہ ادھر زونیشہ بھی الجھن کا شکار ہو گئی تھی۔ وہ خود ڈاکٹر تھی مگر اس نے بھی آج تک کوئی ایسا مریض نہیں دیکھا تھا۔ اس نے بینش سے بات کرنے کے فوراً بعد قرۃ العین کے گھر فون کیا تھا مگر ابھی پچھلے دن ہی اسکی شادی ہوئی تھی، اس لیے وہ اس سے بھی رابطہ نہیں کر پائی۔

"اللہ آپکے بندوں کے راز آپ ہی جانتے ہیں۔"

تھک ہار کر اس نے اللہ کو پکارا تھا۔

-----

سلام پھیرنے کے بعد وہ کئی لمحوں تک ایسے ہی جائے نماز پر خاموشی سے بیٹھے رہے، جیسے دل ہی دل میں اللہ کو پکار رہے ہوں۔

دونوں کے خاموش آنسو بہہ رہے تھے۔ جنہیں انکے رب کے سوا کوئی بھی نہ دیکھ رہا تھا، حتیٰ کہ وہ دونوں بھی نہیں۔

یہ ایک شہریار چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرتا ہوا پیچھے کو مڑا اور قرۃ العین کے ساتھ آکر اسکی جائے نماز پر بیٹھ گیا۔

نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے چہرے پر بہتے آنسو پونچھ لیے، جس پر وہ مسکرا دی تھی۔

اسکے آنسو صاف کرتے ہی اس نے قرۃ العین کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر یہ دعا مانگی۔

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا خَيْرٍ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ"

اے اللہ! میں اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

پہلے پہل تو قرۃ العین کو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہوا ہے؟ پھر اچانک سے اسکو یاد آیا کہ ایسا تو حدیث میں کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم کسی عورت سے شادی کرو یا کوئی غلام خریدو، (یا کوئی جانور خریدو) تو اس کی پیشانی پر "ہاتھ رکھ کر بسم اللہ کہتے ہوئے برکت کی دعا کرو، اور یہ دعا پڑھو۔

[سنن ابی داؤد: 2160 سنن ابن ماجہ: 1839 علامہ البانی نے حسن کہا ہے]

قرۃ العین کی آنکھیں خوشی سے نم ہو گئی تھیں، اسکا دل سکون سے بھر چکا تھا۔ وہ سنت جو اسے یاد نہیں رہی تھی اسکے زوج نے اسے بخوبی یاد رکھا تھا۔ نئی زندگی کا آغاز مکمل طور پر سنت طریقے سے کیا جا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی اپنی کثرت سے مانگی قرآنی دعا کے الفاظ چمکنے لگے تھے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے زوج اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں "متقین کا امام بنا۔

(الفرقان: 74)

اسکا بس چلتا تو ساری زندگی شکر گزاری کے سجدے میں پڑی سکتی رہتی۔ اسے دین کے رستے میں مددگار مل گیا تھا، اسے اسکے ایمان کا اور روح کا ساتھی مل گیا تھا۔ بلاشبہ رب کی ہی دی ہوئی نعمت تھی، جسکی قدر مطلوب تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے شہریار کے کندھے پر اپنا سر رکھ کر اپنی نم آنکھیں موند لیں۔

!!! مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔

میں نہیں مانگتی کہ

جب میں چلوں تو

راہوں میں انتظار کرتے ملو۔۔۔

رکوں تو کسی رستے پہ،

منتظر، بے قرار ملو۔۔۔

سب کچھ بھول جاؤ

میرے نام کا جاپ کرو۔۔۔

ہوش و حواس تیاگ کر،

بس میرا ہی دم بھرو۔۔۔

! ایسا تو میں کچھ نہیں چاہتی

میری تو خواہش ہے

اک ایسی راہ پر

جو سیدھا آسمان تک جاتی ہو

جہاں جنت سے خوشبو آتی ہو

ہم یوں ساتھ ساتھ چلیں  
نہ میرا ایک قدم آگے ہو  
نہ تم ایک قدم پیچھے ہو۔۔  
جو اس راہ پہ مشکل آئے،  
ایمان اگر ذرا سا ڈگمگائے،  
تم یاد دلاؤ۔۔

اے آنکھوں کی ٹھنڈک  
ہم نے وعدہ کیا تھا۔۔  
!! نہ گھبرانے کا۔۔

فتنوں کے اس تاریک دور میں،  
!! حق پہ ڈٹ جانے کا۔۔

راہوں میں ٹھوکروں کے باوجود،  
!! رضائے خدا کو پانے کا۔۔

اب کیا ہوا؟؟؟

یہ آنسو کیسے۔۔؟؟؟

اگر ہم میں سے کوئی ایک،  
تقدیر حق پہ قرباں ہو جائے۔۔  
تو کیا دوسرا منہ موڑ لے گا؟  
ناٹہ رنگینیوں سے جوڑ لے گا؟  
ہم نے تو کہا تھا۔۔

جو رستہ رب تک جاتا ہے  
اس پہ بمشکل ہی کوئی آتا ہے۔۔  
اس راہ میں کوئی کہکشاں نہیں ہے  
کوئی موتی، تارہ نہاں نہیں ہے۔۔  
اس راہ پہ لوگ گم ہو جاتے ہیں۔۔  
حقیقی کامیابی پر یہی لوگ پاتے ہیں۔۔  
چلو! ہم اس راہ کو اپنائیں، جسے چننا پڑتا ہے  
ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے جس پہ مرنا پڑتا ہے۔۔  
ہم نے تو ارادہ کیا تھا۔۔  
ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا۔۔

!!! خواہش ہے۔۔۔

یہ سب یاد دلا کر،

تم میرا عزم مضبوط کرو

میرے حوصلے مربوط کرو۔۔

نہیں چاہتی کہ۔۔

زندگی کی رنگینوں میں کھو کر،

ہم گم ہو جائیں۔۔

ہماری آنکھیں ویران،

سماعتیں سن ہو جائیں۔۔

اور اگر کبھی یوں ہونے لگے۔۔

تم وعدہ یاد دلا کر،

اک نیا عہد مجھ سے لے لینا۔۔

کچھ زیادہ نہیں مانگتی۔۔

بس چپکے سے،

!! اک گلاب کا پھول مجھ کو دے دینا۔۔



شائفہ ام #

-----

"شکر اللہ کالا کھ لاکھ بیٹا، تمہیں ہوش تو آیا۔"

مسز ریان پر جوش انداز میں کہتی ہوئیں فاطمہ کی طرف بڑھیں۔

فاطمہ چندھیائی آنکھوں سے ہاسپٹل روم کا کمرہ بغور دیکھ رہی تھی۔ گویا اسکی آنکھوں میں اک

سوال تھا کہ

"وہ کہاں ہے؟"

"آپ اب کیسا محسوس کر رہی ہیں ڈیر فاطمہ؟"

سسٹر لیزا نے فوراً سے آگے بڑھتے ہوئے مسز ریان کو ہاتھ کے اشارے سے روکا اور فاطمہ کی

طرف متوجہ ہوئی۔ فاطمہ ابھی بھی مکمل ہوش میں نہ آئی تھی اس لیے آنکھیں دوبارہ بند کر

لیں، جیسے وہ کھولنا ہی نہ چاہتی ہو۔

"ابھی انھیں ریست کرنے دیں میم۔"

سسٹر لیزا نے مسز ریان کے جوش کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی جی! میں بالکل ڈسٹرب نہیں کروں گی۔"

جواباً مسز ریان نے معصوم انداز میں کہا، جس پر سسٹر لیزا مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"وہ بہت پیاری جگہ تھی۔ مجھے نہیں لگتا وہ اس دنیا میں کہیں ہوگی۔"

"او واؤ! کیا تھا وہاں؟"

فاطمہ کی آنکھوں میں چمک مزید بڑھ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے بتانا شروع کیا۔

وہاں میں نے دیکھا، بہت گھنے بہت زیادہ گرین (سبز) درخت تھے، ان پر بہت ہی سرخ انار لگے ہوئے تھے۔ میں ایک درخت کے پاس جا کر انار توڑتی ہوں اور اسے چھیل کر کھانے لگتی ہوں تو ایسے لگا جیسے پیچھے سے کوئی آیا ہے۔

"کون؟"

پتہ نہیں! میں اسے دیکھ نہیں پائی۔ بس اتنا یاد ہے اس نے کچھ الفاظ کہے تھے عربی میں، جن کے ادا کرتے ہی پوری فضا نور سے بھر گئی تھی۔ بہت ہی پرسکون اور خوشگوار ماحول تھا وہ۔ فاطمہ ہاسپٹل روم کی چھت پر نظریں جمائے مسکراتے ہوئے ایسے بتا رہی تھی جیسے وہ دوبارہ اسی جگہ پہنچ چکی ہو۔ اسکے چہرے کی چمک مزید بڑھ گئی تھی۔

"کیا الفاظ کہے تھے؟"

بینیش کو تجسس ہوا۔

"کچھ تھا وہ۔۔ عربی میں۔۔ شاید قرآن کی کوئی آیت؟ مگر مجھے یاد نہیں۔"

آخری الفاظ پر وہ اداس ہوئی تھی۔

"تو تم مسکرائی کیوں تھی؟"

وہ۔۔۔ جب میں نے وہ الفاظ سنے تھے نابینیش! مجھے لگا تھا جیسے یہی وہ سب ہے جسکی تلاش میں میری روح اتنا عرصہ بھٹکتی رہی۔ وہ خوشی جو میری روح نے محسوس کی، اسکا اظہار چہرے سے ہوا تھا۔ مگر۔۔۔۔۔

"مگر کیا؟"

"مگر وہ صرف ایک خواب ہی تھا۔"

اس نے دوبارہ اداس لہجے میں کہا۔

تم اداس مت ہو۔ خواب بھی تو اللہ کی طرف سے آتے ہیں نا؟ تو اس حالت میں تمہیں اللہ نے اتنا اچھا خواب دکھایا ہے۔ یقیناً وہ تمہیں تسلی دے رہے ہوں گے۔

"ہاں! تسلی تو وہ مجھے ہر لمحہ دیتے ہیں۔"

وہ محبت بھرے انداز میں بھرپور مسکرائی تھی، جسے بینش بس دیکھتی ہی رہی۔

"مگر تم دعا کرنا مجھے وہ الفاظ یاد آجائیں۔"

"! ان شاء اللہ"

فاطمہ مسکرائی۔

”؟“

بینش نے حسرت سے پوچھا۔

"تم بہت خوش قسمت ہو۔"

فاطمہ نے بازو میں لگی ڈرپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کیا خواہش ہے؟"

بیش آس پاس سے بے نیاز، بس فاطمہ کی باتوں میں کھو چکی تھی۔

"میری خواہش \_\_\_\_\_"

اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔

"میری خواہش ہے کہ۔۔۔۔۔ میرا رب بھی مجھ سے شدید محبت کر لے۔"

"مگر فاطمہ! وہ تو ہر ایک سے محبت کرتے ہیں نا؟؟؟"

ہاں! مگر میں چاہتی۔۔ میں اسکے لیے خاص بن جاؤں۔ بینش تمہیں پتہ ہے جب اللہ کسی "بندے سے محبت کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

بینش نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

میں تمہیں اس متعلق حدیث سناتی ہوں۔ یہ حدیث مجھے بہت محبوب ہے، مجھے بہت حسرت "دلاتی ہے۔

حسرت تو واقعی اسکے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ بینش اسکی طرف پورے طور پر متوجہ تھی۔  
: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ \* "تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت رکھو۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو پکار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو۔ چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد روئے زمین والے بھی اس کو "مقبول (محبوب) سمجھتے ہیں۔

(صحیح بخاری #3209)

"سبحان اللہ۔"

بینیش کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

پتہ ہے بینیش! میں چاہتی ہوں کہ۔۔۔ اللہ حضرت جبرائیل کو بلا کر کہیں، کہ۔۔۔ کہ "میں۔۔۔ میں" فاطمہ "سے محبت کرتا ہوں۔

اسکی آواز کپکپا رہی تھی۔

حضرت جبرائیل۔۔۔ جو سب سے بڑے فرشتے ہیں۔ تم جانتی ہو آغاز نبوت کے موقع پر جب "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں افق پر دیکھا تھا تو انکے چھ سو پر تھے۔ وہ خود اتنے بڑے تھے کہ پیچھے سے آسمان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ کتنی خوش قسمتی ہے اس انسان کی جسے اس کا رب محبت کرے اور پھر۔۔۔ وہ اپنی اتنی پیاری مخلوق کو بھی اس انسان سے محبت کرنے کا حکم دے دے۔"

بینیش دم سادھے کھلی آنکھوں سے بس اسکی باتیں سنتی جا رہی تھی۔ ابھی صبح ہی تو اسکو اتنے بڑے آپریشن کے بعد ہوش آیا تھا اور اب وہ ایسے باتیں کر رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس انسان سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہو گا جس سے آسمان کے فرشتے محبت کرتے ہوں؟ "تم جانتی ہو آسمان میں کتنے فرشتے ہیں؟

بینیش نے نفی میں سر ہلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔"

(سنو!) آسمان چرچراتا ہے اور اسے چرچرانا ہی زیب دیتا ہے، کیونکہ وہاں چار انگلیوں کے بقدر

\*"بھی جگہ خالی نہیں ہے، ہر جگہ فرشتے سجدہ ریز ہیں۔"

(مسند احمد #10258)

وہ جیسے آسمان کو تصور میں لاتے ہوئے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان سنار ہی تھی۔

"کیا واقعی؟؟؟"

ہاں نا! یہاں سودو سولوگ ہمیں جاننے لگیں، ہمیں فخر ہونے لگتا ہے۔ ایک بندہ ہمیں محبت کرنے لگے تو ہم اس پر فدا ہونے لگتے ہیں۔ سوچو! اگر وہاں اللہ کی مخلوق ہمیں جانتی ہو؟؟؟

"پوری کائنات کا رب ہم سے محبت کرنے لگے تو یہی اصل خوش قسمتی ہے۔

وہ چمکتی آنکھوں سے مسکرائی۔

"تو فاطمہ؟ اللہ کی محبت کیسے ملتی ہے؟"

بینش نے تجسس سے پوچھا۔

اسکے متعلق بھی ایک بہت پیاری حدیث آتی ہے، سناؤں؟ یہ مت کہنا کہ آج تو فاطمہ شروع

"ہی ہو گئی ہے۔"

فاطمہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

نہیں فاطمہ! بالکل بھی نہیں! مجھے تم سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، تم مجھے سارا دن بھی "مجھے تو یہی شرمندگی بہت ہے کہ مجھے infact احادیث سناتی رہو گی تو میں سنتی رہوں گی۔" اپنے دین کا ہی علم نہیں ہے۔

"نہیں تم شرمندہ مت ہو پیاری! علم نہیں ہے تو ان شاء اللہ حاصل کرنا ہے نا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

!چلو سنو"

:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اسے میری طرف سے " \* اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن



یاشیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو \*موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

(صحیح بخاری #6502)

"اللہ اکبر!!! فاطمہ؟"

بینش کا منہ کھلا ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟؟؟"

"نوافل ادا کرنے سے اللہ انسان سے محبت کرتے ہیں؟"

ہاں بالکل! دیکھو جب کوئی شخص ہر دم آپکو خوش کرنے کے لیے آپکی مرضی کے کام کرتا "رہے، آپکو خوشی ہوتی ہے نا؟ آپکا دل اسکی طرف مائل ہونے لگتا ہے نا؟ پھر یہ تو ہمارا رب ہے بینش! کوئی انسان اپنی مرضی سے جب فرائض کے علاوہ ایکسٹرانیک اعمال کرتا ہے صرف اس لیے کہ "اسکا رب اس سے راضی ہو جائے" پھر اللہ اس انسان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔"

"نوافل میں کیا کچھ آجاتا ہے؟"

اس نے استفسار کیا۔

نفل نمازیں جیسے تہجد، اشراق، چاشت یا جو بھی ایکسٹر نماز پڑھے انسان۔ نفل روزے جیسے "سوموار اور جمعرات کا روزہ، ایام بیض (اسلامی مہینے کی 15، 14، 13 تاریخ) کے روزے، یا جتنے بھی فضیلت والے ایام کے روزے احادیث میں بتائے گئے۔ نفل صدقات، کسی کی مدد کرنا، غرض ہر وہ نیکی جو آپ پر کرنا واجب نہیں مگر آپ "دل کی خوشی" سے صرف "رب کی رضا" کے حصول کے لیے کرو۔

"مگر فاطمہ۔۔۔"

"ہمممم؟؟؟"

بہت سے لوگ دیکھے ہیں، وہ اس طرح کے بہت اعمال کرتے مگر ان سے اللہ کی محبت کا رنگ "نہیں جھلکتا اور ایسے بھی دیکھے جو یہ کام نہیں کرتے مگر پھر بھی ان میں اللہ کی محبت نظر آتی ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے؟

بینش الجھی۔

دیکھو بینش! اطاعت محبت کے بغیر۔۔ اور محبت اطاعت کے بغیر۔۔ یہ دونوں ہی نامکمل ہیں۔

انسان تب مطلوبہ درجے پر پہنچتا ہے جب اطاعت کے ساتھ ساتھ اس میں محبت کا پہلو بھی شامل ہو جائے۔ یہی مومن کا مقام ہے۔ محبت کرنے والے صرف چند اعمال کر کے خوش نہیں ہوتے پیاری! وہ تو ہر لمحہ اس رب کی یاد میں جیتے ہیں، وہ تو خود کو ہر پہلو سے محبوب کے

لیے سنوارتے ہیں۔ کتنی بھی بڑی مشکل ہو وہ کبھی سوال نہیں کرتے کہ میں ہی کیوں؟ کتنی بڑی نعمت ملے وہ کبھی خود کو کریڈٹ نہیں دیتے۔ محبت کرنے والوں کی تو آنکھیں چمکتی ہیں۔۔۔ محبوب کی یاد میں دل دھڑکتے ہیں۔

وہ اتنی خوبصورتی سے مسکرا کر سب کہہ رہی تھی کہ بینش کی آنکھیں نم ہو گئیں۔  
"مجھے تم سے محبت ہونے لگی ہے فاطمہ۔"

اس بات پر فاطمہ نے اسکی طرف چونک کر دیکھا اور یکایک قہقہہ لگایا۔  
"ڈیر سسٹر! فاطمہ کے انجیکشن کا وقت ہو چکا ہے۔"

اچانک پیچھے سے سسٹر لیزا وارد ہوئی تو انکی بات کا تسلسل ٹوٹ گیا۔  
سسٹر لیزا نے آتے ہی انجیکشن بھرنا شروع کیا۔ بینش کی نظریں کبھی دیوار پر لگی گھڑی پر جاتیں تو کبھی سسٹر لیزا کی طرف، جو انجیکشن لگانے کے بعد کبھی فاطمہ کا ٹمپر پیچر چیک کرتیں تو کبھی بی بی۔

مسز ریان، ریان صاحب کے ساتھ مارکیٹ سے کچھ ضروری سامان لینے گئی تھیں۔  
"ٹک۔۔۔ ٹک۔۔۔ ٹک۔۔۔"

گھڑی کی سوئیاں اپنی رفتار سے چل رہی تھیں۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ سینشن کو کوفت ہونے لگی، مشکل سے تو فاطمہ کے ساتھ اکیلے گزارنے کے لیے وقت میسر آیا تھا۔

"سسٹر اور کتنی دیر لگے گی؟"

اس نے جھنجھلائے انداز میں پوچھا۔

"بس ہو گیا۔"

یہ کہتے ہوئے انھوں نے ڈرپ چیک کی اور مسکراتے ہوئے باہر چلی گئیں۔

!!"ہاھاھاھاھا"

"تم کیوں ہنس رہی ہو؟"

بینش کو فاطمہ کے اس قہقہے پر حیرانی ہوئی۔

ہاھاھا بس تمہارے انداز پر ہنسی آگئی۔ برا نہ ماننا، مذاق نہیں اڑا رہی۔ بس سارا وقت تم "

سسٹر لیزا کو ایسے بے زاری سے دیکھ رہی تھی کہ بس۔ اس وقت تو ہنسی کنٹرول کیے رکھی مگر

"!اب بس ہو گئی۔ ہاھاھا"

وہ بھرپور انداز میں ہنس رہی تھی۔ اسے دیکھ کر بینش بھی مسکرا دی۔

"تمہارا رب تمہیں ایسے ہی ہنستار کھے۔"

اس نے دل میں اسے دعا دی۔

اچھا چلو تم بتاؤ مجھے کہ اس حدیث کے درمیانی حصے کا کیا مطلب ہے؟ کہ اللہ اس انسان کا کان " بن جاتے، آنکھ بن جاتے، ہاتھ بن جاتے۔ کیا اللہ انسان کے اندر آ جاتے؟

اللہ اکبر!! استغفر اللہ! ایسے نہیں ہوتا بینش۔ اس طرح کے صوفیانہ عقائد کی اسلام میں کوئی " گنجائش نہیں ہے۔ یہ اللہ کا انسان کے اندر حلول کر جانا، وحدت الوجود کا عقیدہ تو کفریہ عقیدہ ہے۔"

فاطمہ بینش کی بات پر ایسے چونک کر بولی تھی جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

"اوہ! آئی ایم سوری! مجھے پتہ نہیں تھا۔"

اس نے نہ سمجھنے والے انداز میں فاطمہ سے معذرت کی۔

اُس اوکے! دراصل خالق اور مخلوق کو انکے اپنے مقام پر رکھنا بہت ضروری ہے۔ بہت " سے لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ ہر چیز میں ہے، اسکا تو پھر یہ مطلب ہوا کہ وہ ان پتھر کے بتوں میں بھی موجود ہے جنکو مشرکین پوجتے ہیں؟ پھر تو شرک کا وجود ہی نہیں اس سرزمین پر۔ دیکھو! مخلوق کبھی خالق نہیں ہو سکتی۔ انسان کبھی اللہ یا اللہ کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کے نور کا حصہ نہیں کہنا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ "بشر تھے، سورت الکھف کی آخری آیت (110) دیکھ لو بے شک۔

"تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوا؟"

اسکا یہ مطلب ہوا کہ جب اللہ کسی انسان سے محبت کرنے لگتے ہیں تو اس کے یہ تمام اعضا (جنکا" اس حدیث میں ذکر ہے) سب اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال ہونے لگتے ہیں۔ انسان نافرمانی اور گناہوں کے کاموں سے بچنے لگتا ہے۔ اللہ اس انسان کو خود شہوات اور گناہوں سے بچا بچا کر رکھتے ہیں۔ اس کو چن کر اپنے لیے خالص کر دیتے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو خالص کیا تھا، جیسے انھیں گناہ سے بچا لیا تھا۔

:اللہ کہتے ہیں

یو نہی ہوا تا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے" \*

\* "بندوں میں سے تھا۔

(سورۃ یوسف: 24)

اور پھر ایسے انسان کی ہر دعا قبول کرتے ہیں۔ اس انسان کی تکلیف بھی اللہ کو اچھی نہیں لگتی۔

"اور تو اور اللہ اسکی موت کو بھی اس پر آسان کر دیتے ہیں۔

"!واؤ فاطمہ"

بینش کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

کتنا بڑا آزر ہے نابینش؟ کہ کائنات کا رب، اس حقیر انسان سے ایسے محبت کرے۔ کتنی بڑی "سعادت ہے یہ! دنیا کی جنت تو یہ ہے۔

"یہ حدیث بہت پیاری ہے فاطمہ۔"

بنیش کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"اور میری سب سے فیورٹ ہے یہ۔۔ الحمد للہ کثیرا۔"

\* اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ \*

اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتی ہوں اور اس شخص کی محبت کا جو آپ سے (محبت کرتا ہو)

فاطمہ نے دعا مانگتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی خاموشی سے ہاسپٹل روم کی کھڑکی سے باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ کھڑکی سے باہر بہت بڑا لان تھا، جہاں چھوٹے چھوٹے سنہری بالوں والے بچے بال (گیند) سے کھیل رہے تھے۔ اس کا دل کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ جا کر کھیلے۔ کسی بچے کے سنہری ریشمی بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرے، کسی کی نازک گلابی گال کھینچے، مگر وہ ایسا کرنے سے قاصر تھی۔ کچھ دیر وہ ان کے بھاگنے دوڑنے سے مسکراتے ہوئے محظوظ ہوتی رہی۔ مگر یکایک ان میں سے ایک سرخ شرٹ پہنے، خوبصورت سا، نیلی آنکھوں اور گلابی گالوں والا بچہ ٹھوکر کھا کر منہ کے بل نیچے گر پڑا۔ گرنے کی دیر تھی کہ اس نے رونا شروع کر دیا، اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔

جیسے وہ رو رہا تھا فاطمہ کا جی چاہا کہ بھاگ کر جائے اسے اٹھالے۔ اسکی تکلیف فاطمہ کو اذیت دے رہی تھی۔ اتنے میں کہیں سے اسکی ماں دوڑتی ہوئی آئی اور اسے چوم کر اٹھانے لگی۔ وہ ماں اپنے بچے کے درد پر تڑپ اٹھی تھی۔ فوراً اسے ٹشو پیپر سے اسکا خون صاف کرنے لگی، کبھی اسکے کپڑے جھاڑتی تو کبھی اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اسکا چہرہ چومتی۔ فاطمہ یہ سارا منظر بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ تو ایک ماں کا حال ہے، میرا رب اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہو گا؟" یکایک اسکے ذہن میں سوال ابھرا۔

"بندے۔۔۔ یہ بھی تو اسی رب کے بندے ہیں نا؟"

نظریں بدستور ان بچوں پر ہی جمی ہوئی تھیں جو کہ اب گرنے والے بچے کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھے اسے حوصلہ دے رہے تھے۔

"اللہ! یہ بھی تو آپکے بندے ہیں نا؟ ان میں سے کتنے بچے مسلمان ہوں گے؟" ہمیشہ کی طرح وہ اپنے رب سے مخاطب تھی۔

اس بچے کی جسمانی چوٹ کو دیکھ کر فاطمہ کو انکی اخروی تکلیف کا خیال آیا۔

شاید کوئی بھی نہ ہو؟ اللہ اکبر! شاید انکے والدین نے کبھی اسلام کو جاننے کی بھی کوشش نہ کی " ہو؟ اللہ! اگر انھوں نے ایسے ہی غفلت میں، حق کو جاننے کی کوشش کیے بغیر، اپنے اندر کی



تلاش کو، خود کو دنیا کی رنگینیوں میں ضائع کر دیا؟ اللہ اگر انکو ایسے ہی موت آگئی؟ ایمان لائے  
 "!!!!!! بغیر؟؟ اللہ اکبر

اس نے جھڑ جھڑی لی۔ اسکی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

اللہ! اگر ان سب نے اسلام قبول نہ کیا؟ آپکو، اپنے خالق کو، واحد نہ مانا؟ رسول اللہ صلی اللہ  
 !! علیہ وسلم کو آخری پیغمبر نہ مانا؟ تو یہ تو تباہ ہو جائیں گے

اللہ! حق سے دوری۔۔۔ جہنم۔۔۔ آگ۔۔۔ اللہ اکبر!! وہ تکلیف اور اذیت کیسے برداشت  
 "کریں گے؟؟"

اس کے سر میں درد کی شدید لہر دوڑی، آنکھوں سے سیلاب رواں ہو چکا تھا۔

کاش اللہ! کاش میں انھیں جھنجھوڑ کر بتا سکتی کہ حق جان لو، اپنے اندر کی آواز سن لو، اپنے رب  
 "کو، اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پہچان لو۔ کاش اللہ!! میں انھیں جہنم سے بچا سکوں۔

اذیت اسکی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی، دل درد سے ٹرپ اٹھا تھا۔

کتنے غافل ہو گئے ہیں اللہ اپنی ذمہ داری سے ہم مسلمان؟ ہمیں تو پتہ بھی نہیں ہے کہ کتنا بڑا  
 جرم کر رہے ہیں ہم!! ہم نے تو دوسروں کی آخرت کی فکر کرنا تھی، مگر ہم اپنی دنیا بنانے میں  
 "مگن ہو گئے۔ کیسے سامنا کریں گے اللہ آپکا؟؟"

کچھ عرصہ پہلے فیسبک پر پڑھی لائنز نے اسکی اذیت مزید بڑھادی تھی۔

اگر تم راہ جانتے ہو، \*

\* تو کم راہ لوگ تمہاری ذمہ داری ہیں۔

کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ ذمہ داری کا یہ بوجھ اسکے کندھے توڑ دے گا۔ اسکا جی چاہتا تھا وہ خود کو گھلا دے اس دین کے لیے، اپنی ہر ہر صلاحیت اپنے رب کے دین کے لیے لگا دے۔ رب کے بندوں کو رب سے جوڑتے جوڑتے رب سے جا ملے، یہاں تک کہ جب وہ اپنے رب سے ملے تو۔۔۔۔۔

اسکا رب اسے مسکرا کر محبت سے دیکھے۔

اور کہے۔۔۔۔۔

!! میرے بندوں کو میری معرفت، میری محبت کی طرف بلانے والی پیاری لڑکی \*

\* "میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

اور یہ سنتے ہی اسکا دل محبت سے لبریز ہو جائے۔۔۔ اس کا سر رب کے آگے سجدے میں گر جائے۔۔۔ اور اس سجدے میں۔۔۔۔۔ وہ سسک سسک کر روئے۔۔۔۔۔ کہ۔۔۔

میرے مالک!! بس یہی چاہیے تھا۔۔۔ آپ کی مسکراہٹ۔۔۔ آپ کی محبت۔۔۔ آپ کی

"!! قدر دانی۔۔۔ بس

اسکے آنسو سسکیوں کے ساتھ تیزی سے رواں ہو چکے تھے۔ یکایک اس نے سر موڑ کر گھڑی کی طرف دیکھا، سسٹر لیزا کے آنے کا ٹائم ہونے والا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں صاف کیں اور سائنڈ ٹیبل پر پڑے اپنے قرآن کی طرف پر عزم نگاہ سے دیکھا۔  
!ہاں! اسے کچھ تو کرنا ہی تھا۔ اس دین کے لیے۔۔ اسکے بندوں کو جہنم سے بچانے کے لیے  
!! ان شاء اللہ وہ کرے گی

زندگی قیمتی یقیناً ہے  
اتنی ارزاں یہ نہیں ہے کہ اسے  
دل کی انجان خواہشوں کے لئے  
بیچ دوں

!وقف زمانہ کر دوں  
زندگی تو متاع ہے، بخشش ہے  
یہ تو اس ذات کی امانت ہے  
جو بڑا صاحب متانت ہے  
جس نے وعدے کئے ہیں جنت کے  
!جس کے وعدے سدا ہی سچے ہیں

زندگی کے اس اک جزیرے میں  
جو بھی دنیا کے لوگ رہتے ہیں  
بیشتر ایک بات کہتے ہیں  
سب یہاں غرض ہی کے بندے ہیں  
میں یہ کہتا ہوں ٹھیک ہے لیکن  
غرض میں بھی تو "اک اضافت" ہے  
غرض دنیا اگر ہے شے کوئی  
! غرض قلبی بھی اک حقیقت ہے  
ایک وہ غرض پکھیرہ بھی جس پہ ملتے ہیں  
ایک غرض جڑوں سے ہے جس کی  
! چشمے ایشار کے ابلتے ہیں  
! میں بھی اس غرض کا غلام ہوا  
یہ مرا عہد جوانی ہے جو۔۔۔۔۔۔ نیلام ہوا  
! مرا مرنا، میرا جینا۔۔۔۔۔۔ کسی کے نام ہوا  
زندگی قیمتی یقیناً ہے

!دین سے قیمتی نہیں لیکن  
احسن عزیز شہید رحمہ اللہ -

"ڈیر فاطمہ! آپ رو رہی ہیں؟"

سٹرلینز نے ہمدردانہ انداز میں پوچھا، جبکہ فاطمہ سر جھکائے قرآن کی تلاوت میں مگن تھی۔  
یہ شام کا وقت تھا۔ اسے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے تین ہفتے گزر چکے تھے۔ مسز ریان اسی روم  
میں سائنڈ پر پڑے صوفے پر سو رہی تھیں۔ یقیناً وہ بہت تھک چکی تھیں، اپنے گھر کا سکون تو  
پھر اپنے گھر کا ہی ہوتا ہے۔

"جی؟"

سٹرلینز کی آواز سن کر اس نے گھبرا کر سر اٹھایا۔

"آپ تو واقعی رو رہی ہیں؟"

فاطمہ نے فوراً اسے اپنے آنسو صاف کیے، شاید وہ اسے نہیں دکھانا چاہتی تھی۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟"

"جی جی الحمد للہ"

الحمد للہ کہتے ہی اسے یاد آیا کہ وہ تو کر سچن ہے، پتہ نہیں اس لفظ کو سمجھتی بھی ہے یا نہیں؟

"پھر آپ روکیوں رہی ہیں؟ سوری! اگر آپ بتانا چاہیں تو۔۔"

"اسکی وجہ سے۔۔"

فاطمہ نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے قرآن کو بند کر کے اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے؟"

اس نے تجسس بھرے انداز میں قرآن کو دیکھا۔

"یہ؟ یہ ہمارے خالق کی طرف سے آیا ہوا میسج ہے۔"

"میسج؟"

اس نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

"جی! یہ قرآن ہے جو کہ پیغام ہے رب کا۔۔ رب کے بندوں کے نام"

"Right? (مقدس کتاب) holy book اووو وہ او کے او کے!! آپکا مطلب آپکی"

"جی! مقدس اور پاکیزہ کتاب۔۔ مگر یہ صرف ہماری نہیں ہے۔"

نہیں ہے؟ کیا کہتے ہیں اسے؟؟ holy book میں سمجھی نہیں، یہ مسلمز کی"

"قور۔۔ قوررون؟"

جی جی! یہ قرآن ہی ہے۔ مگر یہ صرف مسلمز کی کتاب نہیں ہے۔ اس کا میسج صرف مسلمز کے"

"لیے نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے لیے ہے۔ میرے لیے بھی آپکے لیے بھی۔"

"میرے لیے بھی؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

پہلے تو سسٹر لیزا کو فاطمہ کے قرآن کی تلاوت کے دوران رونے نے حیرت میں ڈالا ہوا تھا۔  
!! اب اوپر سے اسکے لیے یہ نیا جھٹکا۔

"بالکل ایسا ہی ہے۔ جانتی ہیں کیوں؟"

اس نے مسکرا کر پوچھا تو سسٹر لیزا نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

کیونکہ یہ اس کی طرف سے ہے جس نے مجھے اور آپکو پیدا کیا۔ جو ہمارا خالق ہے، مالک ہے۔  
"جس نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے۔"

"!! اوہ اوکے اوکے"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید وہ ٹاپک چینج کرنا چاہتی تھی۔

"مجھے بتائیں آپ روکیوں رہی تھیں؟"

"! اللہ کی باتیں پڑھ کر"

فاطمہ کو سمجھ نہ آیا کہ وہ جواباً کیا کہے؟

"جی! مگر کیوں؟"

سسٹر لیزا! جب میں قرآن پڑھتی ہوں نا تو میرا دل تشکر کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ یہ  
سات آسمانوں کے پار سے آیا کلام! یہ الفاظ جنہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھ کر

سنایا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے۔ جب میں دیکھتی ہوں کہ میں انہیں "چھو سکتی ہوں، پڑھ سکتی ہوں، مجھے بے تحاشہ رونا آتا ہے۔"

"سے بہت محبت کرتے ہونا؟ (Prophet) آپ مسلمان اپنے پرافٹ "سٹرلینز کو فاطمہ کے اندازِ بیاں میں محبت چھلکتی محسوس ہوئی۔"

ہاں بہت زیادہ!! وہ ہمارے لیے بہت روئے ہیں سٹرلینز۔۔۔ یہ اسلام، ہمارا دین انھی کے "ذریعے اللہ نے ہم تک پہنچایا ہے۔"

"سے بہت محبت کرتے ہیں۔ (Prophet Jesus) ہم بھی اپنے پرافٹ چیزز "سٹرلینز نے مسکرا کر کہا گویا وہ بھی اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔"

ان سے مجھے بھی بہت محبت ہے۔ میرا بہت دل کرتا ہے کہ میں انہیں دیکھوں جب وہ "قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔"

فاطمہ کی اس بات پر سٹرلینز اٹھٹکی۔  
"مگر۔۔"

"السلام علیکم! کیا حال ہے میرے بیٹے کا؟؟؟"

ابھی سٹرلینز نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ ریان صاحب خوشگوار موڈ میں دروازے پر دستک دیتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔



"وعلیکم السلام ورحمت اللہ بابا! الحمد للہ میں فٹ، میں نے آپکو بہت مس کیا۔"  
فاطمہ چہک کر بولی تھی۔

میں تو خود سارا دن بس اپنی بیٹی کو مس کرتا رہا۔ سوچتا تھا کہ کال کروں مگر کام کافی زیادہ تھا"  
"اس لیے وقت نہیں ملا۔

اب وہ فاطمہ کے سرہانے کھڑے اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ پاکستان سے آنے کے اب  
تین ہفتوں کے بعد انھوں نے جاب پر جانا شروع کر دیا تھا۔  
"اوکے گڈ ایوننگ! اپنا خیال رکھیے گا۔"

یہ کہتے ہوئے سسٹر لیزا جانے کے لیے مڑی۔ اسے شاید باپ بیٹی کی کنور سیشن میں مداخلت  
کرنا اچھا نہیں لگا، اس لیے فاطمہ کو الوداعی کلمات کہنے لگی۔

"تھینک یو سسٹر! آپ کو کچھ آندیا ہے کہ ہماری بیٹی کو ہاسپٹل سے کب چھٹی مل جائے گی؟"  
"تین ہفتے ہو گئے ہیں بابا اس روم میں، اس بیڈ پر۔"

فاطمہ نے اداس لہجے میں مداخلت کی۔

امید ہے کہ دو ہفتوں تک، ہم چاہتے ہیں کہ ہم انھیں اس یقین دہانی کے ساتھ بھیجیں کہ  
"ٹرانسپلائٹیشن کامیاب رہی ہے۔"

اس نے فاطمہ کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اللہ اکبر!! یعنی مزید دو ہفتے عے عے؟؟؟ وہ بھی اسی بیڈ پر رہ رہ رہ رہ؟؟؟"

فاطمہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے نہایت مزاحیہ انداز میں اونچی آواز سے کہا۔

یہ سن کر ریان صاحب اور سسٹر لیز اکا قہقہہ نکلا، جس پر مسز ریان کی بھی آنکھ کھل گئی۔

-----

"بابا جزاک اللہ خیر"

"کس لیے میرا بیٹا؟"

"آپ نے میری اتنی ہیلپ کی، ورنہ ان دو ہفتوں میں تو میں نے مزید بیمار ہو جانا تھا۔"

"اللہ آپ کو آپکے مقصد میں کامیاب کریں۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو مکمل پردے میں لپٹی انکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

آج دو ہفتے بھی گزر چکے تھے، فاطمہ کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹرز کے بقول فاطمہ کی ٹرانسپلانٹیشن سرجری کامیاب رہی تھی۔ انہیں امید تھی کہ اب فاطمہ جلد از جلد مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے گی۔ اسکے والدین کو بھی یہی یقین تھا، اس لیے آج سب بہت خوش تھے۔

ویسے بھی ہمت ہے تایا جان آپکی بیٹی کی۔ ایسی حالت میں بندے کا کچھ کرنے کو دل نہیں " "ہی کمپوز کر ڈالا۔ (Booklet) کرتا، مگر ان صاحبہ نے پورا بک لیٹ الحمد للہ! اللہ کی توفیق سے۔ ویسے بھی اتنا وقت ضائع تھوڑی کرنا تھا؟ اب یہ بک لیٹ میرے " لیے صدقہ جاریہ کے ساتھ ساتھ ہاسپٹل کی یادگار نشانی بھی ہو گا۔

اس نے مڑ کر بینش کو مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پیچھے بیٹھے لوگ اسکی مسکراہٹ اسکے نقاب کے پیچھے سے دیکھ نہیں پائے تھے، البتہ بینش نے اسکی آنکھوں کی چمک کو واضح طور پر محسوس کر لیا تھا۔

"اب جلد ہی ان شاء اللہ میں خود یہاں کے لوگوں میں اسے بانٹوں گی۔"

اس نے پر عزم نگاہوں سے گاڑی کی کھڑکی سے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ باقی سب اسکی بات پر مسکرا کر رہ گئے۔

---

فاطمہ اپنے روم میں بیڈ پر بیٹھی بہت محبت سے اپنے ہاتھوں سے کمپوز کیے ہوئے بک لیٹس ایک بڑے سے بیگ میں ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ گھر آنے کے ایک ہفتے بعد سینکڑوں کی تعداد میں وہ بک لیٹس پرنٹ ہو کر آگئے تھے۔ وہ نہایت خوبصورت اور جامع تھے، جن میں فاطمہ نے عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ بیان کیا تھا۔

اس نے عزم کر لیا تھا کہ یہ تمام بک لیٹس کینیڈا میں بانٹے بغیر پاکستان نہیں جائے گی۔ یہ اسکی فانی زندگی کی پہلی باقی رہنے والی کمائی بننے جا رہے تھے۔

فاطمہ میرا بہت دل تھا کہ میں آپ سے مزید باتیں کرتی مگر میری مجبوری ہے کہ مجھے جانا پڑا "رہا ہے۔"

ایک شناسا سا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔

کوئی بات نہیں! اس میں بھی رب کی کوئی حکمت ہوگی۔ ان شاء اللہ اگر اس نے چاہا تو ہم "دوبارہ ملیں گے۔ میرے جانے سے پہلے اگر آپ واپس نہ آئیں تو میں آپکے لیے یہاں گفٹ "چھوڑ کر جاؤں گی، آپ لے لیجئے گا۔"

اس نے مسکرا کر سسٹر لیزا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔

فاطمہ سے دین کے موضوع پر نامکمل گفتگو، نامکمل ہی رہ گئی تھی۔ اگلے ہی دن سسٹر لیزا کے والد کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لیے اسے چھٹی پر جانا پڑ رہا تھا۔

فاطمہ اداس تھی کہ ابھی اس سے اسلام کے موضوع پر مکمل بات نہیں کر پائی تھی۔ یقیناً اس میں بھی اللہ کی کوئی پلاننگ تھی۔

فاطمہ کے ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے دن تک وہ واپس نہیں آئی تھی۔ لہذا اس نے ایک انگلش ٹرانسلیشن والا قرآن ریسپشن پر سسٹر لیزا کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

جسکی خوبصورت پیکنگ کر کے اس پر میسج لکھ دیا تھا۔

!خوبصورت سسٹر"

راہ حق کی تلاش کے لیے۔۔۔۔

"آپکی عجیب پیشنٹ، فاطمہ کی طرف سے۔

بہت خوبصورتی سے پیک کرنے کے بعد وہ اسکی امانت وہیں چھوڑ آئی تھی، اسے امید تھی کہ وہ جلد اس سے دوبارہ ملے گی۔

"ان شاء اللہ! میں یہ سسٹریز اتک بھی پہنچاؤں گی۔"

اس نے خیالوں کو جھٹکتے ہوئے بک لیٹ کے بلیک سمو تھ ٹائٹل پیج پر لکھے سنہری چمکتے حروف کو چھوتے ہوئے سوچا۔

اور چند بک لیٹ نکال کر اپنے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر رکھ دیئے۔

-----

قرۃ العین اور شہریار دونوں بہت خوش تھے، انکی شادی کو دو ماہ گزر چکے تھے۔ دو ماہ بعد ان

دونوں کا عمرے کے لیے روانہ ہونے کا پلان تھا۔

قرۃ العین لمحہ لمحہ شکر ادا کرتی رہتی تھی کہ اسکے رب نے اسے بہترین سے نوازا تھا۔ شہریار کو

دین سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اس نے شادی کے پہلے ہی ہفتے بہت عاجزی سے قرۃ العین سے

تجوید و تفسیر سیکھنا شروع کر دی تھی۔ ان دونوں کے دن کا آغاز ہی رب کی محبوب نماز، تہجد سے ہوتا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو تہجد کے لیے اٹھاتے اور رب کی رحمتیں سمیٹتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے رحمت کی دعا کی ہے جو رات کو اٹھا، پھر نماز تہجد ادا کی اور اپنی بیوی کو جگایا، پھر اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم کرے جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی خاوند کو جگایا، اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

(سنن ابی داؤد: 1308)

کیوں نہ انکی زندگی برکتوں اور رحمتوں سے بھرتی؟ جبکہ وہ دونوں مل کر ہر قدم پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایمان کا ساتھ ملنا، جنت کی راہ پر روح کا ساتھ مل جانا، کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔ آج بھی روز کی طرح ایک حسین صبح تھی۔

قرۃ العین ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے شہریار کو اسکی ضرورت کی چیزیں اٹھا کر دے رہی تھی کہ یکایک اسکا فون بجا۔

"اللہ خیر کرے! اتنی صبح صبح کس کا فون ہو سکتا ہے؟"

اس نے پرفیوم شہریار کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا اور بیڈ کی طرف آئی، جہاں اسکا فون پڑا تھا۔

شہریار بھی سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔  
"گھر سے فون ہے۔"

قرۃ العین نے شہریار کو جواب دیتے ہوئے کال ریسپونڈ کی۔  
وعلیکم السلام ورحمت اللہ! ٹھیک ہوں۔ سب خیریت ہے نا؟؟؟  
کیا؟؟؟

کیسے؟؟؟

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟؟؟"

اسکی لرزتی آواز سن کر شہریار فوراً سے قرۃ العین کی طرف لپکا۔  
قرۃ العین کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے پریشانی کے عالم میں کھڑی تھی۔  
"اللہ اکبر"

یہ کہتے ہوئے وہ دھڑام سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

شہریار نے فوراً اس کے ساتھ بیٹھ کر اسے کندھوں سے تھام لیا۔





تمہیں پتہ ہے! جب میں یہاں آرہی تھی، میں نے پلین (جہاز) میں اللہ سے ایک وعدہ کیا " "تھا۔

"وہ کیا؟"

بنیش گاڑی سٹارٹ کر کے موڑنے کے لیے پیچھے دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ یہ کہ۔۔ جو اس خوبصورت دین اور قرآن کی نعمت مجھے میرے رب نے دی ہے، میں " اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گی۔ جو میں نے دیکھا ہے میں اسے دوسروں کو "بھی دکھاؤں گی ان شاء اللہ۔

محروم تماشا کو پھر دیدہ بینا دے "

"دیکھا ہے جو کچھ میں نے، اوروں کو بھی دکھا دے

بنیش نے مسکراتے ہوئے یہ شعر پڑھا، یقیناً اسے شاعری پسند تھی۔

بالکل بالکل! اب میرا یہ وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ میری زندگی کا پہلا ٹارگٹ ہے " جو میں نے اللہ کے دین کی خدمت کے لیے سیٹ کیا ہے۔ تم دعا کرنا کہ اللہ اسے بخوبی پورا کروا "لیں۔

اس نے مسکرا کر کہا، نظریں گاڑی کے شیشے سے باہر سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں پر تھیں۔

"اور میرا حصہ بھی اس میں شامل کر لیں۔"

بینش نے اضافہ کیا۔

آمین آمین! تم نے تو اس کام میں بہت ساتھ دیا ہے بینش الحمد للہ۔ اللہ تمہیں ڈھیروں اجر " دیں گے ان شاء اللہ۔

ان شاء اللہ! اور تو کوئی نیکی نہ ہو شاید، مگر مجھے یقین ہے کہ یہ نیکی ضرور میرے نامہ اعمال میں " شامل ہوگی۔

"ان شاء اللہ! ان شاء اللہ! اللہ سے اچھی امید رکھو۔"

بینش نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ڈرائونگ میں متوجہ ہو گئی۔

دونوں لڑکیاں اللہ کا ذکر کرتے اپنی منزل پر رواں دواں تھیں۔ فاطمہ کا اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا تھا، اسکے آنسو اسکے خلوص کی علامت تھے۔ تاریخ گواہ رہی ہے سچی تڑپ اور خلوص رکھنے والوں کے لیے تو رستہ خود رب کائنات بناتا ہے۔

اللہ کے کلام کا ہر ہر لفظ، یقین کرنے والوں کے لیے سچا ثابت ہوتا آیا ہے۔

اللہ نے تو فرمایا:

وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِيْنَا لَنُؤْتِيَنَّهُمْ سُبُلًا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ  
الْمُحْسِنِينَ

اور جن لوگوں نے ہماری خاطر بھرپور کوشش کی، انہیں یقیناً ہم ضرور اپنے راستے دکھائیں" \*  
 \* "گے اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

(سورۃ العنکبوت: 69)

رستہ اسکے لیے بھی بنایا جا چکا تھا۔ ایک بہت بڑا کام اسکے ہاتھوں سرانجام ہونے والا تھا، جسکے نتائج سے وہ خود بھی انجان اور بے نیاز تھی۔

میں اسی لیے اس گھر میں اس لڑکی کی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ حد ہو گئی ہے! یہی کام " کرنے کے لیے تم نے یہ شادی رچائی تھی؟ اومائی گاڈ! آجکادن دیکھنے کے لیے میں نے تمہیں "پیدا کیا تھا؟

مسز فاروقی نے آج چلا چلا کر سارا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ تمام سرونٹس (ملازمین) کچن میں کھڑے ہو کر باتیں سن کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کر رہے تھے۔  
 میں تو تمہیں پہلے ہی کہتا تھا، مگر تمہارے سر پر بھوت سوار تھا اکلوتی بیٹی کی محبت کا۔ دیکھ لو "!! اب ان آوارہ محبتوں کا انجام۔۔

فاروقی صاحب نے اضافہ کیا۔ انکا بی پی ہائی ہو رہا تھا۔ انھیں قطعاً یہ امید نہ تھی کہ نازوں میں پلی بیٹی آج یوں انکا سر شرمندگی سے جھکا دے گی۔

مجھے بتاؤ میں لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گی؟ کہ میری بیٹی ملانی بن گئی ہے؟ کہاں زونی لوگ " تمھاری فیشن سینس کی مثالیں دیتے نہیں تھکتے تھے، تمھیں فیشن کے معاملے میں فالو کرتے " تھے، آج تمھیں اس حال میں دیکھ لیا تو دوسری بار دیکھنا گوارہ نہیں کریں گے۔

نفرت انکی نگاہوں سے چھلک رہی تھی۔

زونیشہ خاموشی سے سر جھکائے انکے سامنے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔ اسکا جرم صرف اتنا تھا کہ اس نے اپنے رب کا حکم ماننے کے لیے، ابراہیم علیہ السلام کی طرح، اپنے معاشرے سے ٹکر لے لی تھی۔ آج اسکا وجود معاشرے کی غلامی سے نکل کر رب واحد کی غلامی کا اظہار کر رہا تھا۔ کیسے معاشرہ اسکا ساتھ دے سکتا تھا؟ دین والوں کی راہوں میں کب پھول بچھائے جاتے ہیں؟ انھیں تو طعنوں اور کڑوی باتوں سے دل کو زخمی کرنا ہوتا ہے۔ مگر جب منزل متعین ہو جائے، جب رب کی رضا زندگی کا مقصد ٹھہرے تو کہاں فرمانبرداروں کے قدم اس راہ سے ڈگمگاتے ہیں؟ وہ بھی جم کر کھڑی تھی، حالانکہ اسکا کھڑا ہونا وہاں محال ہو چکا تھا۔ زندگی میں اتنی ذلت!! سب گھر والوں کے سامنے، سب نوکروں کے سامنے، اس نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اسکی ٹانگوں میں جان نہ تھی، وہ زور سے مٹھی بھینچے بس کھڑی تھی۔

اگر تم نے اسی حلیے میں اس گھر میں آنا ہے تو تمھارے لیے اس گھر کے دروازے آج سے بند " ہیں۔ سمجھ آیا تمھیں؟

مسز فاروقی اس پر دوبارہ سے چلائیں۔

آنکھوں سے آنسو نکلا جو چہرے پر سبے نقاب میں کہیں جذب ہو گیا۔ اس نے جھکی نگاہوں سے ہی خود کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"کیا جرم کر دیا تھا اس نے؟"

مکمل پردہ ہی تو شروع کیا تھا؟ ایک ایکسٹرا کپڑا ہی تو اوڑھتا تھا؟ کیا یہ واقعی اتنا بڑا جرم بن چکا تھا؟ اب تو اسکی شادی بھی ہو چکی تھی، پھر کیوں اتنا اوایلا کیا جا رہا تھا؟ صرف اس وجہ سے کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ لوگوں کا ڈر، لوگوں کی باتیں، معاشرے کا خوف، اولاد کی آخرت کی محبت سے اوپر آچکا تھا؟ اللہ کے خوف سے زیادہ لوگوں کا خوف دل میں رکھ کر معاشرے کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جا رہا تھا؟ کیا واقعی یہ مسلمان تھے؟ ہاں! مگر صرف نسلی۔ نسلی مسلمان ہی تو ایسا ہوتا ہے، بس دین کا ٹیگ لگا ہو ساتھ، باقی پسند ناپسند کے معاملے میں ترجیح اللہ کو تھوڑی دی جاتی ہے؟ معاشرے کو دی جاتی ہے!! وہی کرنا ہے جس سے لوگ خوش ہوں، ان سے واہ واہ ملے۔ ان کاموں سے بچنا ہے جن سے لوگ ناراض ہوں۔ اللہ کہاں تھا اس سب میں؟ دین کے احکامات کا کتنا علم تھا؟ دین بھی بس نماز، روزہ کی حد تک؟ بس دکھ کے موقع پر وظیفے کرنے کی حد تک؟ معبود کون تھا پھر؟ اطاعت کس کی کی جا رہی تھی؟ ڈر کس کا زیادہ تھا پھر؟ کس کی ناراضگی کا خوف کچھ کرنے نہیں دے رہا تھا؟

:اللہ نے تو کہا تھا

\*"پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔"\*

(سورۃ المائدہ: 44)

ہمارا تو ڈر ہی بس لوگ بن چکے، جیسے ان لوگوں نے ہی ہماری آخرت کا فیصلہ کرنا ہو۔  
ٹھیک کہہ رہی ہیں تمھاری مام! اس ملانی کے روپ میں آنا ہے تو اس گھر میں تمھاری کوئی جگہ "  
"نہیں، وہ رہا تمھارا کمرہ۔

زونیشہ کو جھٹکا لگا جبکہ فاروقی صاحب نے زونیشہ کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا،  
جو شادی سے پہلے اسکا ہوا کرتا تھا۔

جاؤ ادھر اور اسے اتار دو، ورنہ جس رستے سے آئی ہو وہیں پلٹ جاؤ اور دوبارہ کبھی اس گھر "  
"میں مت آنا۔ چوائس تمھاری ہے۔

زونیشہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ وہ کبھی نم آنکھوں سے اپنے کمرے کی  
طرف دیکھتی تو کبھی اپنے مام ڈیڈ کی طرف۔

پردہ کر کے پہلی بار وہ اپنے میکے آئی تھی۔ اور وہ بھی اپنے ہونے والے بے بی کی گڈ نیوز  
دینے۔ تو کیا۔۔ کیا یہ آخری بار یہاں آنا تھا؟

"سنا نہیں تمھارے ڈیڈ نے کیا کہا ہے؟ ادھر یا ادھر؟"

مسز فاروقی نے ایک ہاتھ سے کمرے کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے ہاتھ سے لاؤنج کے خارجی دروازے کی طرف۔

تمام سرونٹس آنکھیں پھاڑے کبھی ان کی طرف دیکھتے تو کبھی ایک دوسرے کی طرف۔ زونیشہ نے لمبا سانس کھینچا اور دائیں جانب اپنے کمرے کی طرف رخ موڑا، نہایت حسرت سے اپنے کمرے کی طرف دیکھا اور کچھ لمحوں کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ بند آنکھوں سے جو آنسو نکلے، انھیں اسکے رب کے سوا کوئی نہ دیکھ سکا

فاروقی صاحب نے اپنا ایک ابرو اٹھا کر طنزیہ مسکراہٹ سے مسز فاروقی کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ جیت گئے ہوں اور اللہ کی بندی نے ہار مان لی ہو۔  
"السلام علیکم ورحمت اللہ"

زونیشہ بھاری آواز سے سلام کرتے ہوئے واپس اپنے قدموں پر پلٹی اور منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے خارجی دروازے سے باہر نکل گئی۔

جبکہ پیچھے دونوں میاں بیوی حیرت کی تصویر بنے پھٹی آنکھوں سے کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے تو کبھی اس بڑے سے دروازے کو، جو انھوں نے خود اپنی بیٹی کے لیے بند کر دیا تھا۔ زونیشہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگتی ہوئی اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔ بیگ ساتھ والی سیٹ پر رکھ کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور چہرے پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

یہ کیا ہو گیا تھا اس سے؟

کیا وہ واقعی اس گھر میں دوبارہ نہیں آئے گی؟

اسکا سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ اسکا دل کیا کہ چیخ چیخ کر روئے، آنکھوں میں لگا کا جل بہہ چکا تھا۔

اس نے روتے ہوئے، ٹشو نکالنے کے لیے اپنا بیگ اٹھایا۔ ابھی کھولا ہی تھا کہ اس بیگ میں

چھوٹی سی گولڈن کلر کی ڈائری نظر آئی۔ نظروں کے سامنے کئی مناظر گھوم گئے۔

یہ میری طرف سے ایک چھوٹا سا گفٹ ہے تمہارے لیے، تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی۔

"ان شاء اللہ۔"

زونیشہ نے ٹشو کی بجائے اس ڈائری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اس ڈائری میں میری زندگی کے بہت اہم سبق ہیں۔ وہ آیات، وہ باتیں جو مجھے ہمت دیتی

"ہیں۔ میں نے تمہارے لیے وہ سب اس میں لکھی ہیں۔

وہ بیگ سے ڈائری نکال چکی تھی۔

"مگر فاطمہ! مجھے کب ضرورت پڑ سکتی ہے انکی؟"

بہتی آنکھیں مسلسل ڈائری کے گولڈن، چمکتے ہوئے کور پر تھیں۔

"مجھے یقین ہے ان شاء اللہ، جلد ضرورت پڑے گی۔"



فاطمہ نے ایئر پورٹ پر گلے ملنے کے بعد اسے یہ ڈائری گفٹ کی تھی، جسے زونیشہ نے کھولے بغیر ہی بیگ میں رکھ دیا تھا۔ آج وہ اچانک اسکی نظروں کے سامنے آئی تھی۔ اسی وقت ہی کیوں؟ فاطمہ کو کیسے پتہ تھا کہ مجھے اسکی ضرورت ہوگی؟ اسے اتنا یقین کیسے تھا؟ اسکے ذہن میں طرح طرح کے سوال اٹھنے لگے۔

اس نے آنسو صاف کیے اور ڈائری کو آخر سے کھولا۔ آخری صفحے پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر زونیشہ کتنی ہی دیر یو نہی ساکت بیٹھی رہی۔

میں راہِ زند گانی پر  
 قدم جب بھی بڑھاتی ہوں  
 کہیں کانٹوں سے بچنا ہے  
 کہیں دل کو کچلنا ہے  
 کہیں اپنوں کی بے رخیاں  
 کہیں غیروں کے طعنے ہیں۔۔  
 میں تھک کر بیٹھ جاتی ہوں  
 نگاہ اوپر اٹھاتی ہوں  
 خدا یا رستہ مشکل ہے

میں ہمت کم ہی پاتی ہوں۔۔  
کہیں پھر پاس سے دل کے  
صدا اک خوب آتی ہے۔۔  
کہ راہیں جنتوں کی کب  
بھلا آسان ہوتی ہیں؟؟  
کہیں صحرا کی تپتی ریت  
کہیں طائف کے پتھر ہیں  
کہیں اپنے ہی تلواریں لیے  
اس جاں کے درپے ہیں۔۔  
اگرچہ ہے بہت مشکل  
مگر اس راہ سے پہلے بھی  
کتنے لوگ گزرے ہیں۔۔  
انہی قدموں پہ چلنا ہے  
کہ پھر اک حسین منزل  
تمہاری منتظر ہوگی۔۔

بس یہ یاد رکھنا تم

منازل جب حسین ہوں تو

!! راہیں دشوار ہوتی ہیں

"حسین منزل۔۔۔۔۔"

یہ کہتے اس نے سسکیاں لیتے ہوئے اپنا سر سٹیرنگ پر رکھ دیا اور کتنی ہی دیر ایسے روتی رہی۔

-----

"اللہ اکبر!! معاذ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

قرۃ العین معاذ کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے رو رہی تھی۔

"میں کیسے بتاتا قرت؟ یہ سب اچانک ہی ہوا۔"

اس نے بہت ڈھیلے اور افسردہ لہجے میں جواب دیا۔

"اگر انھیں کچھ ہو گیا نا، تو میں۔۔۔"

وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔

شہر یار نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے پکڑ کر دلاسہ دینے کی کوشش کی۔ وہ تینیوں

ایمر جینسی روم کے باہر کھڑے ڈاکٹر کا انتظار کر رہے تھے۔

قرۃ العین اور معاذ کی والدہ کو برین ہیمرج ہوا تھا۔ وہ اکثر سردرد کی شکایت تو کرتی تھیں مگر اس درد کو کبھی سیریس نہیں لیا تھا۔ اور اب ڈاکٹر نے بتایا کہ انھیں ہیمرج ہو گیا تھا۔

"کب سے اندر ہیں؟"

شہریار نے پوچھا۔

"دو گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔"

معاذ نے جواب دیا۔

"آپ کو کب پتہ چلا انکا؟"

شہریار نے دوبارہ استفسار کیا۔

وہ صبح اٹھیں نہیں۔ میں نماز پڑھ کر آیا تو سوئی ہوئی تھیں، ورنہ عموماً وہ اس وقت جائے نماز پر ہوتی ہیں۔ میں انکے پاس انھیں جگانے کے لیے گیا کہ انکی نماز قضا نہ ہو جائے تو دیکھا کہ انکے ناک سے بلڈ نکل رہا ہے۔ بار بار اٹھانے پر بھی وہ نہیں اٹھیں تو میں انھیں ہاسپٹل لے آیا۔

"اللہ اکبر!! ڈاکٹر نے کیا کہا؟"

پہلے تو انھیں سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے، مگر ٹیسٹ کیے تو پتہ چلا کہ برین میں کوئی وین پہلے تو انھیں سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے، مگر ٹیسٹ کیے تو پتہ چلا کہ برین میں کوئی وین پہلے تو انھیں سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ نے لانے میں دیر کر دی ہے۔

معاذ کی آنکھ سے آنسو نکل کر ہسپتال کے سنگ مرمر کے فرش پر پھسل گیا۔ جبکہ قرۃ العین ابھی تک بس رو رہی تھی۔

"انہوں نے کہا ہے کہ۔۔ دعا کریں۔"

معاذ کی بہت مشکل سے آواز نکلی تھی۔

"حوصلہ رکھو میرے بھائی! اللہ ہیں نا؟ ان شاء اللہ وہ ٹھیک کر دیں گے سب۔"

شہریار نے معاذ کے کندھے کو تھپکتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ انہیں اپنی امان میں رکھیں اور خیر و عافیت سے باہر لے کر آئیں۔"

معاذ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں ایمر جینسی وارڈ کا دروازہ کھلا، ڈاکٹر اپنا فیس ماسک اتارتے ہوئے باہر آئے۔

"السلام علیکم! انکی طبیعت کیسی ہے اب؟"

ڈاکٹر کو باہر آتا دیکھ کر شہریار تیزی سے انکی طرف لپکا جبکہ پیچھے معاذ اور قرۃ العین بھی اسکی طرف بڑھے۔

سوری سر! ہم انہیں بچا نہیں پائے، انہیں یہاں آنے میں دیر ہو گئی تھی۔ شاید اللہ نے انکی "زندگی اتنی ہی رکھی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر معاذ کے کندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ جبکہ وہ اور قرۃ العین بت بنے سکتے کے عالم میں بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ جیسے وہ سب خواب تھا، ڈراؤنا خواب۔۔ جسکے ٹوٹنے کا وہ اندر ہی اندر انتظار کر رہے تھے۔

معاذ نے پلٹ کر ایمر جنسی وارڈ کے دروازے کی طرف دیکھا، شاید کوئی آکر یہ خبر سنا دے کہ۔۔۔ نہیں انھیں کچھ نہیں ہوا، وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ وہ ابھی اس ایک اور آخری شفقت بھرے سائے سے محروم نہیں ہوئے۔ انکی امی انھیں ایسے اس سفاک دنیا میں اکیلا کیسے چھوڑ کر جاسکتی تھیں؟

کتنی ہی دیر وہ دونوں بہن بھائی خاموش اسی جگہ جم کر کھڑے رہے تھے، وقت جیسے انکے لیے تھم چکا تھا۔ شہریار کبھی معاذ کو حوصلہ دیتا تو کبھی قرۃ العین کو، مگر وہ دونوں ہر ایک سے بے نیاز وہیں خاموش کھڑے تھے۔

"ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی تو بابا گئے تھے۔ کیا واقعی اللہ نے امی کو اپنے پاس بلا لیا ہے؟"

بالآخر قرۃ العین کے ضبط کا دامن ٹوٹا۔

اس نے معصوم نظروں سے معاذ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جبکہ اسکی آنکھیں آنسو چھلکار ہی تھیں۔

"وہ مجھ سے ملے بغیر چلی گئیں معاذ؟"

میں نے تو شادی کے بعد انکے ساتھ وقت بھی نہیں گزارا تھا۔ وہ مجھے بتائے بغیر کیسے چلی " گئیں؟

معاذ کے پاس اسکے سوالوں کے کوئی جواب نہ تھے۔ شہر یار نے افسردگی سے قرۃ العین کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے اپنے ساتھ لگا لیا۔

-----

"مجھے امید ہے کہ کل یہ بک لیٹس مکمل ہو جائیں گے اللہ۔"

فاطمہ نے اپنے بیگ میں رکھے بک لیٹس پر اک اداسی سے بھری نگاہ دوڑائی۔ اک درد کی لہر تھی جو اسکے سینے میں دوڑی تھی۔

"کم از کم کوئی ایک تو ہو تا جو اسکی دعوت پر لبیک کہہ دیتا؟" اسکی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔

تمہیں لگتا ہے کہ اسکا کوئی فائدہ ہو گا؟ مطلب آج کے انٹرنیٹ کی دنیا میں سانس لینے والے "لوگ، کہاں یہ بکس پڑھنے کی زحمت کرتے ہیں؟

پچھلے دن واپسی پر بینش نے گاڑی میں اس سے سوال کیا تھا۔ ان دونوں کو دو ہفتے مکمل ہونے والے تھے، وہ مسلسل مختلف پبلک پلیسز پر جا کر یہ بک لیٹس تقسیم کر رہی تھیں۔ البتہ ابھی تک کوئی خاطر خواہ رسپانس نظر نہ آیا تھا۔

"!ان شاء اللہ! مجھے اللہ پر یقین ہے، وہ کسی کی بھی پُر خلوص محنت کو ضائع نہیں کرتے" وہ اسکے سوال پر مسکرائی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے حضرت نوح علیہ السلام نے کتنے سال توحید کی دعوت دی تھی؟" بینش نے نفی میں سر ہلایا۔

"سال۔ 950"

"ہااااا؟؟؟"

بینش نے منہ کھولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔

جی! مجھے اور تمہیں تو بس دو ہفتے ہوئے ہیں، بلکہ وہ بھی مکمل نہیں ہوئے۔ اور تمہیں پتہ ہے "اتنے سالوں کی دعوت کے بعد صرف 80 کے قریب لوگ ایمان لائے تھے بینش۔ صرف 80!! جنہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا تھا۔

"آریوسیریس فاطمہ؟"

بینش شاکڈ تھی۔

ہاں بینش! انہوں نے تو دن، رات، اعلانیہ، چھپے ہر ہر طریقے سے لوگوں کو توحید کی طرف "بلایا تھا۔ ہمارا کام تو کچھ بھی نہیں، پھر ہم کیسے اتنی جلدی مایوس ہو سکتے ہیں؟ وہ مسکرا کر گاڑی سے باہر آسمان کو دیکھنے لگی تھی۔



ان شاء اللہ وہ ضرور قدر دانی کریں گے۔ ضروری تو نہیں کہ اپنے ہاتھ سے لگائے بچ سے بننے "

"والا درخت آپ اپنی آنکھوں سے ہی دیکھیں

اسکے اندر کسی نے سرگوشی کی تھی۔ اس نے مسکرا کر منفی خیالات کو جھٹکنے کی کوشش کی اور بیگ میں رکھے بک لیٹس گننے لگی۔

"ہممم ان شاء اللہ! کل میرا یہ ٹارگٹ مکمل ہو جائے گا۔"

گہری مسکراہٹ کے ساتھ ہی اسکی آنکھوں کی چمک بھی بڑھ چکی تھی۔

-----

کیا زندگی اتنی بے ثبات ہے؟

کچھ گھنٹے پہلے وہ اس زمین کے اوپر تھیں۔ کچھ گھنٹوں بعد وہ زمین کے نیچے؟؟ معاذ۔۔ انکا اپنا بیٹا

"انھیں مٹی کے نیچے دفنا آئے گا؟ اتنی فانی زندگی؟ اتنی بے ثباتی؟؟

وہ اپنی امی کے کمرے کے دروازے میں کھڑی بہتی آنکھوں سے انکے کمرے میں نظر دوڑا رہی تھی۔

تو۔۔ امی نے دیکھ لیا ملک الموت کو؟ انھوں نے پالیے وہ راز جو ہماری نگاہوں سے اوچھل

رکھے گئے ہیں؟ کیا واقعی وہ اپنی ابدی منزل کی طرف پہلا قدم بڑھا چکی ہیں؟ کیا یہ چند لمحوں کا

"کھیل ہے؟ بس؟ چند سانسوں کا کھیل؟؟

انکے کمرے میں اسکادم گھٹنے لگا تھا، اسکاسانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں آگئی۔ معاذ اور شہریار ہسپتال کے مختلف لوازمات نمٹا کر میت کو گھر لا رہے تھے۔

قرۃ العین ان سے پہلے گھر آگئی تھی کیونکہ لوگوں کو خبر ملتے ہی انھوں نے پہنچنا شروع کر دینا تھا۔ مگر ابھی تک کوئی نہ آیا تھا۔ یہ تنہائی کے چند لمحے، اسے زندگی کا اہم ترین سبق سکھا رہے تھے۔ وہ بیڈ پر بیٹھی ہچکیاں لے کر رونے لگی تھی۔

اسکی اذیت اسکے رب کے سوا کون جان سکتا تھا؟

روتے ہوئے یکایک اسکی نگاہ سامنے سٹڈی ٹیبل پر پڑے اپنے قرآن پر پڑی، جو اسکی رخصتی کے بعد جوں کاتوں وہیں پڑا تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے آج اسکے قرآن کا سفید کور معمول سے زیادہ روشن اور چمک رہا ہے۔ وہ اسکی طرف کھنچتی چلی گئی۔

"!! اوہ اللہ! دیکھیں یہ کیا ہو گیا"

اس نے قرآن اٹھا کر سینے سے لگاتے ہوئے روتے ہوئے کہا۔

اسکا دل کر رہا تھا دھاڑیں مار مار کر روئے، اتنا روئے کہ روتے روتے بے سدھ ہو جائے۔ وہ اپنے اندر کا غبار، سارا غم، ساری اذیت آنسوؤں کے ذریعے بہا دینا چاہتی تھی۔ اسکی آنکھیں سرخ ہو کر سوج چکی تھیں۔

اس نے قرآن کی طرف دیکھا اور سورت البقرہ کھول لی۔

وَلَنَبِّئَنَّهُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوَفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصِ مِّن

الْأَمِّ وَالْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۚ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾

اور یقیناً ہم تمہیں خوف اور بھوک سے، مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان میں سے کسی نہ "کسی چیز سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔

(البقرہ: 155)

قرآن کے صفحے پر یہ آیت روزِ روشن کی طرح چمک رہی تھی۔ اسکے ہاتھ یک دم رک گئے، آنکھیں پلکیں جھپکنا بھول گئیں، دل کی دھڑکن جیسے لمحے بھر میں تیز ہو گئی تھی۔ اسے لگا کسی نے اسکے اوپر برف کی مانند شدید ٹھنڈ اپنی انڈیل دیا ہے یا کسی نے اسکے بکھرتے بدن کے ٹکڑوں کو دوبارہ سمیٹ دیا ہو۔

(وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ) (اور خوشخبری دے دو صبر کرنے والوں کو

صبر۔۔۔ اللہ!! اس حال میں صبر؟ جبکہ مجھے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اللہ!!

اس دنیا میں ایک وہی تو تھیں میرا سب کچھ۔۔۔ مجھ سے میرا سارا اثاثہ لے کر مجھے آزمایا جا رہا

"ہے۔ میں کیسے صبر کروں اللہ؟؟؟

آنکھوں سے سیلاب بہہ پڑا تھا۔ دل تھا کہ آج قرآن کی آیات پر بھی نہیں تھم رہا تھا۔

ہچکیاں لیتے ہوئے اس نے اگلی آیت پڑھی۔

الَّذِي نَزَّلَ إِذَا أَصَابَتْ مُمْصِيَةً قَالُوا ۖ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا ۖ إِلَىٰ هِ  
رَجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ ط

صبر کرنے والے تو) وہ لوگ کہ جب کوئی مصیبت ان پر آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: بے شک ہم)"  
"اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔

(البقرہ: 156)

!! اللہ اکبر

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا ۖ إِلَىٰ هِ رَجِعُونَ۔۔۔؟؟

اس نے یہ الفاظ دہراتے ہوئے یاد کرنے کی کوشش کی۔ کیا امی کی وفات کی خبر سن کر اس نے  
یہ کلمات کہے تھے؟

\*"بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔"\*  
اوہ میرے اللہ!! میں کیسے بھول گئی اس وقت آپ کو یاد کرنا؟؟ میں کیسے بھول گئی قرآن کی اس"  
"آیت کو؟؟

اسے لگا اسکا دل غم پر غم ملنے سے پھٹ جائے گا۔

کیوں وہ اتنا آپے سے باہر ہو رہی تھی؟ کیا اسے قرآن بھولتا جا رہا تھا؟ کیوں اس نے اس وقت یہ کلمات نہیں کہے؟ ایک احساس ندامت اسکے دل کو گھیر رہا تھا۔

آئی ایم سوری اللہ!!! ریلی سوری!! بے شک صرف آپکے ہی تو ہیں ہم سب، آپکی طرف ہی "تو آنا ہے۔ کل بابا آئے تھے، آج امی آئی ہیں، کل مجھے آنا ہے۔ سب نے ہی تو آ جانا ہے"

"وہاں۔۔۔ ہاں! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔۔۔"

اس نے خود سے سرگوشی کی اور آنکھیں بند کر کے بار بار یہ کلمات دہرانے لگی، جیسے ان الفاظ کو اپنی روح کے اندر اتار رہی ہو، جیسے الفاظ کے معانی میں خود کو ڈبو دینا چاہتی ہو۔

جیسے جیسے وہ یہ کلمات دہراتی جا رہی تھی، اسے اپنی اذیت کم ہوتی محسوس ہونے لگی۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی َہِمَّ صَلٰوٰتٍ مِّنْ رَّبِّہُمۡ وَرَحْمَۃٍ وَّ اُولٰٓئِکَ ہُمُ

الْمُتَذٰوِنَ ﴿۱۵۷﴾

یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی "لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔"

(البقرہ: 157)

اللھم اجعلنا منھم۔۔۔ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اللہ! جن پر آپکی خاص عنایتیں "ہوں۔"

دل تھمنے لگا تھا۔ ہمیشہ کی طرح قرآن نے آج پھر اسکے بکھرتے وجود کو سمیٹ لیا تھا۔ عرش پر مستوی رب اپنی اس بندی کی اذیت سے غافل تو نہ تھا۔

اس نے سینے سے قرآن لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ آنسو بند آنکھوں سے نکل کر اسکے چہرے کو بھگور رہے تھے۔

جاننے والے ہی جانتے ہیں کہ یہ تنہائی، یہ مصیبت، یہ اذیت کے ہی تو وہ لمحات ہوتے ہیں جب ایمان اور درجات کی بلندی کی سیڑھیاں انسان کے آگے کھول دی جاتی ہیں۔ چاہے تو صبر کر کے ان پر چڑھ جائے، چاہے تو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہیں کھڑا رہے۔ چاہے تو ان لمحات میں رب سے راضی رہ کر رب کو راضی کر لے، چاہے تو شکوے کر کے اپنے رب کو ناراض کر لے۔ سارے فیصلے ہی مالک کے ہیں، غلام کی کیا مجال؟ کہ مالک کے فیصلوں پر!! اعتراض کرے، شکوے کرے، غلام کی اوقات ہے ہی کیا؟؟؟ صرف مٹی۔۔ صرف مٹی اتنے میں دروازہ کھٹکا۔ شہریار لوگ میت کو گھر لے آئے تھے۔

قرۃ العین نے آنسو صاف کرتے ہوئے قرآن کو ٹیبل پر رکھا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے ساری ہمت جمع کر کے اٹھی اور دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

ان تھک کوشش کے بعد آخر وہ بہت قریب پہنچ چکی تھی، اتنا قریب کے ہاتھ بلند کر کے وہ "ان چمکتے الفاظ کو چھو سکے۔ وہ الفاظ اتنے چمک دار تھے کہ ان سے پھوٹنے والی روشنی سے فاطمہ کی آنکھیں چندھیار ہی تھیں۔ اس نے چندھیائی آنکھوں سے نیچے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ آئی تھی، نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ اسے بس وہی روشن رسی لٹکتی ہوئی نظر آئی جس کے سہارے وہ یہاں تک پہنچی تھی۔ ہاتھوں کے زخم قدرے مندمل ہو چکے تھے۔ اس نے دوبارہ سے سر اٹھا کر ان الفاظ کی طرف دیکھا اور غور کر کے پڑھنے کی کوشش کی۔

"اَلَسَّ ثُبْرَسُکُمَّ"

عربی میں لکھے یہ الفاظ اسکے لیے نا آشنا نہ تھے۔ اسے یاد تھا کہ اس نے قرآن میں یہ الفاظ پڑھے ہیں، ان الفاظ نے اسکے چہرے پر ایک حسین مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ بلند کیا کہ ان الفاظ کو چھو سکے کہ یکا یک۔۔ اسکی چیخ نکلی۔ دوبارہ سے وہ چمگاڈر آکر اس سے ٹکرائی تھی۔

اسکے چیختے ہی منظر یکا یک بدل چکا تھا۔ اس نے خود کو ایک روشن اور منور ماحول میں سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ ابھی سجدے میں سر رکھے وہ اس منور ماحول کا نور اپنے اندر اتار رہی تھی کہ ایک آواز آئی۔

"اَلَسَّ ثُبْرَسُکُمَّ"

اور ساتھ ہی اسکی آنکھ کھل گئی۔

کینیڈا کی سردی میں فاطمہ کا جسم مکمل طور پر پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ دل نہایت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے لگا وہ کوئی خواب نہیں بلکہ حقیقت سے ہو کر آئی ہے۔

(اَلْسَ ٓ ثُ ٓ بِرَّکُم ٓ۔۔۔) کیا میں تمہارا رب نہیں؟

اس نے زیر لب یہ الفاظ دہرائے۔

"یہ تو۔۔۔ عہد الست۔۔۔ مطلب۔۔۔ یہ کیا تھا؟"

وہ بہت زیادہ الجھ چکی تھی۔ اس نے کمبل اتارا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سائنڈ ٹیبل پر رکھاپانی پیا اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگالی۔

پہلے بھی ایسا خواب دیکھ چکی ہوں، مگر وہ نامکمل تھا۔ تو کیا آج اس کو مکمل کر دیا گیا ہے؟ کیا "مطلب ہو سکتا ہے اسکا؟"

اس نے خود سے سوال کیا۔

کچھ تو ہے! کچھ تو ضرور ہے۔ اللہ مجھے خوابوں کے ذریعے کوئی ناکوئی ہنٹ ضرور دیتے ہیں۔"

اَلْسَ ٓ ثُ ٓ بِرَّکُم ٓ۔۔۔ میں تو آپکو اپنا رب مانتی ہوں اللہ! عالم ارواح میں بھی میں آپ سے یہ عہد کر کے آئی ہوں، یہاں آ کر بھی میں اسے نبھانے کی کوشش کر



رہی ہوں کہ صرف آپ ہی، صرف آپ اکیلے ہی میرے رب ہیں، میرے معبود، میرے محبوب ہیں۔ میں سمجھ نہیں پا رہی کچھ، پلیز آپ سمجھا دیں۔

اس نے ویسے ہی اپنی آنکھیں موند لیں۔ آنسو دونوں اطراف سے چہرے سے بہتے ہوئے اسکے گلے میں موجود دوپٹے میں گر کر جذب ہو گئے۔

-----

آج وہ اکیلی گئی تھی۔ اس نے بینش کو گاڑی میں ہی بیٹھنے کو کہا تھا۔

آج میری زندگی کا بہت اہم دن ہے، میں چاہتی ہوں تمام بک لیٹس میں اپنے ہاتھوں سے "تقسیم کر کے اس بیگ کو خالی کروں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بینش کو کہہ کر گئی تھی۔

بینش نے بھی زیادہ مجبور نہ کیا تھا، وہ اسکی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کا بہت احترام کرتی تھی۔ لہذا گاڑی میں ہی بیٹھ کر اسے دور سے دیکھ رہی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے نہایت خوشگوار لہجے میں بک لیٹس ہر آنے جانے والے کو دے رہی تھی۔

کچھ گزرنے والوں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور اسکے پاس سے گزرنے کی بجائے دور سے ہی سرگوشیاں کرتے ہوئے نکل گئے۔

ھاھاھا یقیناً وہ اسے دہشت گرد سمجھ رہے ہوں گے، بلیک عبایا، ساتھ میں بلیک بیگ۔ انکو لگ " رہا ہو گا کہ اس آتک وادی نے اس بیگ میں بم رکھا ہوا ہے اور انکے قریب جاتے ہی ان پر " پھوڑ دے گی۔ ٹھاااااااااا۔

بینیش نے یہ منظر دیکھ کر قہقہہ لگاتے ہوئے خود سے کہا۔ یقیناً وہ یہ منظر بہت انجوائے کر رہی تھی۔

یکا یک ایک سنہرے بالوں والی لڑکی پلٹ کر اسکی طرف آئی اور اس سے مسکراتے ہوئے کچھ کہنے لگی۔

بینیش نہایت دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

فاطمہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے بیگ سے دو بک لیٹس نکال کر دیئے جس پر وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے چلی گئی۔

"اوہ تو دوبارہ لینے آئی تھی وہ۔"

اس نے مسکرا کر سوچا۔

فاطمہ نے اب بیگ میں جھانک کر دیکھا، شاید وہ خالی ہو چکا تھا۔ اب وہ بیگ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

آہ!! کمال لڑکی ہے یہ۔۔ پہلی بار دیکھا ہے ایسے کسی کو۔۔ اللہ سے ہی باتیں کر رہی ہو گی "یقیناً۔"

بینش نے اسکی طرف حسرت سے دیکھتے ہوئے سوچا۔

"!!!!!! فاطمہ"

کچھ ہی لمحوں بعد اس نے خود کو چیختے ہوئے پایا۔

فاطمہ گاڑی کی طرف آتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

بینش اسے پکارتے ہوئے فوراً سے گاڑی سے نکل کر اسکی طرف لپکی۔

فاطمہ کو دوبارہ سے ہاسپٹل ایڈمٹ کر دیا گیا تھا، اسکی حالت تیزی سے بگڑ رہی تھی۔ ڈاکٹرز

بھی پریشان تھے کیونکہ انھیں یقین تھا کہ ٹرانسپلانٹیشن کامیاب رہی ہے۔ مگر اب دوبارہ

سارے ٹیسٹ کیے جا رہے تھے۔ وہ صبح سے ہی بے ہوش تھی، اسکا رنگ بہت پیلا پڑ چکا تھا۔

"آئی پلزز حوصلہ کریں، وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

بینش مسز ریان کو کندھے سے پکڑے تسلیاں دے رہی تھی۔ انھوں نے رورو کر اپنا برا حال

کیا ہوا تھا۔ بیٹی کے غم میں وہ دن بدن گھلتی جا رہی تھیں۔

"ڈاکٹرز چیک ایپ کر رہے ہیں نا؟ ان شاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

مسز ریان کارونا بدستور جاری تھا گویا بینش کی ہر بات سن کر ان سنی کر رہی تھیں۔ ریان صاحب پریشانی کے عالم میں ہاتھ کمر پر باندھے ایمر جینسی وارڈ کے آگے چکر لگا رہے تھے۔ فاطمہ 3 گھنٹوں سے اندر تھی۔ اتنے میں دو ڈاکٹر زباہر آئے، انھوں نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ مسز ریان کو روتا دیکھ کر انھوں نے ریان صاحب کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور آفس کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ کہاں لے کر جا رہے ہیں انھیں؟"

مسز ریان نے پریشانی کے عالم میں ریان صاحب کو ڈاکٹر ز کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو فوراً پوچھا۔

"پتہ نہیں آنٹی یہ تو تایا جان آ کر ہی بتائیں گے۔"

بینش کا دل یک دم دھڑکا تھا، وہ دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی۔

-----

میں کب سے آپ سے ملنا چاہ رہی تھی ڈیر فاطمہ! مگر مجھے اتنی جلدی میں جانا پڑا کہ میں کوئی "کانٹیکٹ نمبر نہیں لے پائی آپکا، نہ ہی ایڈریس۔ مگر میں خدا سے دعا کرتی تھی کہ میں آپ سے دوبارہ ملوں۔"

سسٹر لیز انہایت اپنائیت سے فاطمہ کو انجیکشن لگاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"میں نے بھی آپکے جانے کے بعد آپکو مس کیا تھا۔"

اس نے مسکرا نے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ سسٹر لیز اسکے جواب پر مسکرا دی۔

"کتنی پیاری تھی یہ جب آئی تھی۔ بیماری انسان کو کیسے کھا جاتی ہے۔"

انہوں نے دل میں حسرت سے سوچا۔

فاطمہ واقعی ہی بہت زیادہ کمزور ہو چکی تھی۔ اسکے بال کینسر کی وجہ سے اترنا شروع ہو گئے تھے۔

رنگ پیلا، آنکھیں زرد اور سیاہ حلقے پڑ چکے تھے۔ کوئی بھی پہلی بار دیکھ کر نہیں پہچان پارہا تھا کہ

یہ وہی پہلے والی فاطمہ ہے۔ اسے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔

"سسٹر! ایک بات پوچھوں؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے سسٹر لیز اسے سوال کیا۔

"جی پوچھیں۔"

"کیا میرا کینسر بہت زیادہ سیریس ہو چکا ہے؟"

"کیوں کیا ہوا؟"

پتہ نہیں مجھے ایسے لگتا ہے جیسے۔۔۔ پتہ نہیں مگر ماما بابا کا رویہ بہت بدل گیا ہے، مجھے ایسے لگتا"

"ہے وہ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔"

آپ فکر نہیں کرو ڈیر فاطمہ! آپ تو خدا سے محبت کرنے والی لڑکی ہو، خدا کبھی آپ کو مایوس " نہیں کرے گا۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے گال پر تھپکی دی۔ انہیں اس لمحے فاطمہ پر بہت ترس آیا تھا، مگر انہوں نے بات موڑ دی۔

"ویسے فاطمہ! میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں۔"

"کس لیے؟"

"تم نے جاتے وقت میرے لیے جو گفٹ چھوڑا تھا، اس کے لیے۔"

اوہ!! میرے تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔ میری یادداشت بھی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ خیر! آپ " نے کھولا وہ؟

"جی!"

سسٹر لیزا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"پھر؟"

فاطمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے پوچھے ان سے؟ اس نے تجسس کے مارے سسٹر لیزا کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، جو شاید جواب ہی ڈھونڈ رہی تھیں۔

میں اس دن اس ٹاپک پر بات کرنا چاہتی تھی مگر آپکے فادر کے آنے کی وجہ سے بات مکمل " نہیں کر سکی۔ اور اس دن کے بعد مجھے اچانک جانا پڑا، موقع ہی نہیں ملا یہ بات کرنے کا۔

"یقیناً اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ اور دیکھیں مجھے دوبارہ آپ سے ملوادیا۔"

"ہاں! مجھے اب سمجھ آرہی ہے۔"

"کیا؟"

فاطمہ اپنی تکلیف بھول کر انکی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔ ایسے ہی تو ہوتے ہیں اللہ والے۔۔ انکا غم بس یہی ہوتا ہے کہ کسی طرح انکی ذات کسی کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن جائے، کسی طرح کوئی جان انکے ذریعے آخرت کی ہلاکت سے بچ جائے۔ وہ کسی اندھیرے میں بھٹکتے شخص کو، کسی منزل سے غافل شخص کو، اسکے ہاتھ سے تھام کر جنت کے رستے پر لے آئیں۔ اللہ سے! جوڑنے والے ہی دراصل اللہ والے ہوتے ہیں!

تب میرا علم مکمل نہیں تھا۔ میں جب یہاں سے چھٹیاں لے کر گھر گئی تو عجیب الجھن کا شکار " تھی۔ گھر میں گرینڈ فادر کے روم میں بائبل کا مقدس عہد نامہ جدید اور قدیم ملا تو وقت نکال کر اسے پڑھنا شروع کیا۔ فاطمہ اب تک میں بھی باقیوں کی طرح اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کر رہی تھی۔ تثلیث کا عقیدہ جو انھوں سے سکھا دیا، کبھی اسکی حقیقت جاننے کی کوشش ہی " نہیں کی۔

یہی تو بات ہے سسٹر! میری بھی آدھی زندگی ایسے ہی آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں گزر گئی۔ جو انھوں نے بتا دیا، سکھا دیا، اسی کو پتھر پر لکیر جان کر عمل کیا۔ کبھی سوچا ہی نہیں کہ حق کیا ہے؟

فاطمہ اپنے ماضی پر افسردہ ہوئی۔

حق!! یہ بہت مشکل سے ملتا ہے فاطمہ! میں جس اذیت سے گزر رہی ہوں تم اندازہ بھی نہیں کر سکتی۔

سسٹر لیزا کے چہرے پر قرب کے آثار واضح تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ تم سے ملنے کے بعد ہی مجھے احساس ہوا کہ کچھ ہے جس سے میں غافل ہوں، "کچھ ہے جو میں نہیں جانتی۔ مجھے حق جاننے کی جستجو تھیں دیکھ کر ہوئی۔"

!!! الحمد للہ الحمد للہ

فاطمہ کا دل تشکر سے بھر گیا، اس نے دل ہی دل میں اسکی ہدایت کے لیے دعا کی۔

مجھے بہت حیرت ہوئی فاطمہ۔ بائبل کے مقدس عہد نامہ جدید اور قدیم میں، یسوع نے کہیں "یہ نہیں کہا کہ میری عبادت کرو۔ مجھے بچپن سے یہ الجھن رہی کہ یسوع خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ خدا جو اتنی محبت کرنے والا ہے، تو یسوع کو کیوں ضرورت پیش آئی کہ وہ سولی پر



چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائے؟ خدا کیسے اپنے بیٹے کی جان لے کر ہم انسانوں کے گناہ دھو سکتا ہے؟ وہ بیٹے کی قربانی کے بغیر بھی تو معاف کر سکتا ہے نا؟

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔ ہم انسان اپنی اولاد کو دوسروں کی راحت کے لیے کبھی قتل نہیں کرتے اور آپ یہ بھی دیکھیں جو خدا ہو، جو رب ہو، جو مالک ہو، اسے کسی کے سہارے کی، کسی اولاد کی بھی کیسے ضرورت ہو سکتی ہے؟

ہاں فاطمہ! مگر میرے مام ڈیڈ کہتے ہیں کہ جیسے ہر انسان کے ماں باپ ہوتے ہیں ویسے ہی "یسوع کا باپ خداوند ہے، کیونکہ مقدس مریم کو کسی غیر مرد نے چھوا تک نہیں تھا۔

"تو کیا ایڈم بھی خدا کے بیٹے ہوئے؟ کیونکہ وہ بھی تو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے نا۔"

فاطمہ اسی جواب کی تو تلاش تھی مجھے۔ بائبل کی تعلیمات جاننے کے بعد میں جب یہاں واپس کی ٹرانسلیشن میرے لیے چھوڑ کر گئی (Holy Book) آئی تو مجھے پتہ چلا تم اپنی ہولی بک ہو۔ میں اسی دن اسے لے کر گئی۔ فاطمہ تورات کی تعلیمات کہتی ہیں کہ یسوع نے اپنے بعد کسی کے آنے کی بشارت دی تھی، اسکی بات ماننے کا حکم دیا تھا اور یہ قرآن اور تمہارے پرافٹ، کے بعد ہی آئے تھے جنہوں نے پوری دنیا کو ایک نئے مذہب اور (Jesus) ہمارے چیزز "دین سے روشناس کروایا۔"

جی سسٹریز! اسلام کا دنیا پر جو اثر ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی نئے دین سے نہیں بلکہ اسی دین سے متعارف کروایا جو ازل سے ہم انسانوں کو دیا گیا ہے۔ جو تعلیمات یسوع مسیح علیہ السلام لائے تھے، یہ بھی اسی توحید کی دعوت دیتا ہے۔"

کرنا شروع کیا ہے فاطمہ۔ مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے اور مجھے (Read) ہاں میں نے قرآن ریڈ" میرے سوالوں کے جواب بھی ملنے لگے ہیں۔ تم خدا سے دعا کرنا کہ میں حق پا کر اسے قبول کرنے میں دیر نہ کروں۔"

"ان شاء اللہ میں ضرور دعا کروں گی۔"

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے سسٹریز اسے کہا، جواب اٹھ کر سامان وغیرہ سمیٹ کر مشینز چیک کر رہی تھیں۔

-----  
 "!!! ریان صاحب وہ میری اکلوتی بیٹی ہے"

مسز ریان سسکتے ہوئے رو رہی تھیں۔ ریان صاحب نم آنکھوں سے اپنا ضبط قائم رکھے ہوئے مسز ریان کو کندھوں سے تھامے حوصلہ دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

حوصلہ بھی انسان تب ہی دے سکتا ہے جب وہ خود حوصلہ رکھتا ہو۔ یہ وہ وقت تھا جب دونوں میاں بیوی مکمل طور پر ٹوٹ چکے تھے۔ اکلوتی اور جوان بیٹی کا غم انھیں گھلائے جا رہا تھا۔

"ریان صاحب پلیز کہیں اور سے پتہ کریں۔ کیا معلوم کہیں کوئی رستہ مل جائے؟؟"

تم یقین کرو میں نے کہاں کہاں نہیں رپورٹس بھجوائیں۔ ہر طرف سے ایک ہی جواب ہے، "ٹرانسپلانٹیشن رجیکشن ہو چکی ہے۔ کینسر بہت تیزی سے پھیل چکا ہے۔ سب یہی کہہ رہے کہ

"بس۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ وقت بہت کم ہے۔"

آخری بات کہتے ہوئے وہ دونوں سسکیوں کے ساتھ رو پڑے تھے۔

ڈاکٹر ز جواب دے چکے تھے۔ البتہ فاطمہ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کر دیا گیا تھا کہ کبھی بھی کسی بھی وقت اچانک حالت بگڑ سکتی ہے۔ مگر یہ بات فاطمہ کو نہیں بتائی تھی۔

ریان صاحب اور مسز ریان دونوں فاطمہ کی خاموشی محسوس کر رہے تھے، جیسے وہ انکے چھپانے کے باوجود بھی سب کچھ جانتی ہو۔ وہ دونوں اسکی حد سے زیادہ کئیر کرنے لگ گئے تھے، اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے، اسکے منہ سے نکلی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر وہ بھی "فاطمہ" تھی! دن بدن اپنی بڑھتی ہوئی شدید تکلیف کو وہ خوب جانتی تھی، مگر بس اظہار نہیں کر پار ہی تھی۔

وہ اس باغ میں خاموشی سے ایک الگ بیچ پر ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائے آسمان کو تکتے ہوئے سحر زدہ بیٹھی تھی۔ وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی، آسمان کے سحر میں کھو جانے والی لڑکی۔ اسکا نیچے لٹکتا ہوا سیاہ عبایا بیچ پر لگی مٹی سے خراب ہو چکا تھا مگر وہ ہر چیز سے بے نیاز اپنے رب کی بنائی قدرت پر غور کر رہی تھی۔ اسے ہاسپٹل سے ہر روز دن میں دو گھنٹے کے لیے اجازت ملتی تھی کہ وہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ باہر گھوم پھر آئے، مگر اس سارے وقت میں بھی وہ ڈاکٹرز کی نگرانی میں رہتی تھی۔ یہ باغ ہاسپٹل سے کچھ فاصلے پر تھا جو اسے بہت پسند تھا۔ وہ اب روز یہاں آکر تھوڑی دیر اکیلے بیٹھ کر اپنے رب سے باتیں کرتی تھی۔ کبھی تالاب کے کنارے اپنے رب سے اظہار محبت کرتی تو کبھی کسی پرانے درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے ماضی کے گناہوں پر آنسو بہاتی۔

آج وہ باغ کے اس حصے میں اکیلی آئی تھی جہاں درخت اس سے تھوڑے فاصلے پر تھے۔ اس کے بیچ کے ایک طرف لمبی قطار تھی رنگ برنگے پھولوں کی، ڈھیر سارے پھول تھے جو ہوا میں لہلہاتے ہوئے اپنی خوشبو بکھیر رہے تھے۔ انکے پیچھے بلند باڑوں پر چڑھتی بلیں اپنے بنانے والے کی عظمت کی گواہی دے رہی تھیں۔

وہ کھلے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئی۔ گویا آسمانوں سے پار کسی کو دیکھ رہی ہو۔

اللہ! آپ واقعی جانتے ہیں کہ یہاں اس لان میں کتنے پھول ہیں؟؟؟ یعنی آپ اس زمین پر "لگی گھاس کے ہر ہر ریشے کی تعداد جانتے ہیں؟

اسکی نظریں یکایک اپنے سامنے گھاس پر جاٹکیں۔ اسے تو نظر بھی نہیں آرہا تھا کہ اس گھاس میں کتنے کیڑے مکوڑے اپنی خوراک اٹھائے جارہے ہیں۔ وہ دوبارہ گویا ہوئی۔

یا اللہ! آپ ان سب کو جانتے ہیں؟ مجھے تو نہیں پتہ وہ سامنے والے درخت پر کتنے پتے ہیں، "مگر اللہ آپ جانتے ہیں۔ اللہ میں تو درخت کے سامنے کتنے چھوٹے کی ساز کی ہوں نا؟ اللہ کیا میں آپکو نظر آرہی ہوں؟؟؟

آنکھیں اب آسمان کی طرف اٹھیں آنسوؤں کی لڑیاں بہانے لگی تھیں۔

اللہ آپ سات آسمانوں کے پار عرش پر اتنی بلندی پر ہیں، اتنی دور ہونے کے باوجود آپ مجھے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، مجھ سے زیادہ میرے قریب ہیں۔ اللہ میری کیا اوقات ہے آپ کے سامنے؟

اس رب کی بڑائی کے احساس نے اسے رب سے ملاقات یاد دلادی تھی۔ بس کچھ گنے چنے دن اور!! اسکامائنڈ ماؤف ہو جایا کرتا تھا یہ سوچ سوچ کر، بس کچھ ماہ اور۔۔۔

"یا اللہ! آپ اتنے بڑے ہیں میں کیسے آپکا سامنا کروں گی؟؟؟"

آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آگئی تھی۔ دل تھا کہ گویا ابھی سینے سے باہر آجائے گا۔

اللہ! میری آنکھیں بہت گناہگار ہیں، یا اللہ مگر یہ آپکو دیکھنا چاہتی ہیں۔ یارب یہ آپکا دیدار " چاہتی ہیں۔ اللہ آپ جانتے ہیں یہ آنکھیں اس قابل نہیں لیکن اللہ آپ جانتے ہیں میرا دل آپکی محبت سے تڑپتا ہے۔ اللہ میرا دل کرتا ہے آپ سے ملنے کو۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ یہ بھی کہ۔۔۔ جب میں آپکے پاس آنے لگوں تو اللہ! میرے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں۔ اللہ مجھے ہر فرشتہ خوش ہو کر بتائے کہ تمہارا رب تم سے راضی ہے، مجھے آگے بڑھ کر مبارک دے کہ تمہارا رب تم سے ملنے کا منتظر ہے۔ اللہ میں گناہگار۔۔۔ آپ سے ملنا چاہتی ہوں اللہ!! میں موت کے وقت آپکی رضا کی، آپکی جنتوں کی بشارت چاہتی ہوں اللہ۔۔۔!! پلیز

وہ اس وقت روتے ہوئے ایسے بات کر رہی تھی جیسے اسکا رب اسکے سامنے ہی موجود ہو۔  
 اللہ! کیا آپ بھی مجھ جیسی حقیر بندی سے محبت کرتے ہیں؟؟ کیا آپ بھی مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ! سچی میں اب میرا دل نہیں لگتا ادھر، مگر مجھے بہت ڈر بھی لگتا ہے اللہ کہ میں نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس پر آپ مجھے جنت میں جانے کا ٹکٹ دے دیں۔ میں بہت چھوٹی ہوں اللہ! اس درخت سے بھی چھوٹی، میری یہی اوقات ہے اللہ۔۔۔ آپ جانتے ہیں نا اللہ دن بدن میرے دل کی عجیب حالت ہوتی جا رہی ہے۔ یہ لوگوں سے بے نیاز ہو چکا ہے، یہ دنیا

قید خانہ لگتی ہے اللہ! میں موت نہیں مانگتی اللہ مجھے ڈر لگتا ہے اس سے۔ مگر اس۔۔ تکلیف

"وہ۔۔ مرحلے سے گزرے بغیر میں آپ سے بھی تو نہیں مل سکتی نا؟

اسے موت کی سختی اور نزع کے عالم کے خیال نے بے چینی سے پہلو بدلنے پر مجبور کر دیا۔

اللہ! آپ میرے یہ بہتے آنسو دیکھ رہے ہیں نا؟؟ اللہ میرے پاس ان آنسوؤں کے سوا کچھ بھی

نہیں، کچھ بھی نہیں! انھیں قبول کر لیں نا اللہ۔۔ انکے ذریعے میرے حصے کی جہنم کی آگ

بجھا دیں نا اللہ۔۔ آپکے سوا کسی سے نہیں مانگتی نا۔۔ اگر آپ بھی نہیں دیں گے تو کہاں جاؤں

گی؟ آپکی رحمت کی منتظر ہوں یارب!! آپکی رضا میں راضی، سر جھکائے بیٹھی ہوں اللہ۔۔ آپ

گواہ ہیں میں نے اب تک ایک بھی شکوہ نہیں کیا، آپ جانتے ہیں نا اللہ؟؟ کتنی اذیت ہے

صرف اسی سوچ میں۔۔ کہ۔۔ کہ میرے پاس بس چند دن ہیں۔۔ اس کے بعد میں مٹی کے نیچے

دفن کر دی جاؤں گی۔ اللہ! میرے لیے میری موت کو میری راحت کا سامان بنا دینا۔ اس

تکلیف کے بدلے مجھے جہنم سے رہا کر دینا۔ اللہ!! کیا آپ اس دل کو آگ میں جلائیں گے جو

آپکی محبت میں دھڑکتا ہے؟ جو آپکی قربت چاہتا ہے؟ یارب!! کیا آپ ان آنکھوں کو آگ میں

جھلسائیں گے جو۔۔ جو۔۔ آپکے لیے آنسو بہاتی ہیں؟؟ یارب پلیز!! میرے اللہ جی۔۔

!! پلیز

وہ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے سسک سسک کر رو رہی تھی۔ اسکے یا اسکے رب کے سوا جانتا بھی کون تھا کہ وہ کس اذیت سے گزر رہی ہے؟ وہ اذیت جو اسکے رگ و پے میں سرایت کر رہی تھی، جو اسکا سانس لینا محال کر رہی تھی۔ اسکے لیے یہ دنیا چھوڑنا مشکل نہیں تھا مگر اگلی دنیا میں قدم کرنا اسے بہت ڈرا رہا تھا۔ بلاشبہ وہ تھی بھی ڈرنے کی جگہ۔

آنسوؤں کے قطرے جا بجا اسکے چہرے پر رکھے ہاتھوں سے گر کر اسکے سیاہ عبایا میں گم ہو رہے تھے۔ مگر اوپر کہیں سات آسمانوں کے پار وہ سیاہ عبائے میں غائب ہوتے آنسو۔۔۔ قبولیت کا درجہ پار ہے تھے۔ ہر طرف چہچہاتے پرندے، گھاس میں اپنا رزق اٹھائے چھوٹے سے کیڑے مکوڑے، اس لڑکی کو یاد دل رہے تھے کہ یہ مخلوق، جس رب کی تسبیح کرنے والی ہے، وہ رب اپنے پکارنے والوں سے غافل نہیں ہے۔ وہ اپنے سے محبت کرنے والوں سے بے پرواہ نہیں ہے۔

ایک سکون کا احساس تھا جو اسکے دل کو گھیر رہا تھا۔ اس نے دوبارہ نم آنکھوں سے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اسے لگا جیسے وہاں کوئی مسکرا کر اسے دیکھ رہا ہو۔ وہ جان گئی کہ اسکا رب اسکی آہیں سن چکا ہے، اس کے آنسوؤں پر گواہ بن چکا ہے۔ اس احساس نے اسکی نم آنکھوں کو مزید چمکادیا تھا اور روتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔

دین جسکی ترجیحات کا مرکز



وہ اس دین کی خاطر بنی اجنبی لڑکی  
وہ دنیا سے آنسو چھپانے والی لڑکی  
وہ تنہائی میں آنسو بہانے والی لڑکی  
جو ہنسے تو دیکھتی رہ جائے دنیا  
وہ رب کی محبت میں مسکرانے والی لڑکی  
محبت جسے دیکھ کر رشک کھائے  
وہ اپنے رب کی محبت کی دیوانی لڑکی  
خوشی کے موقعوں پر جو آنسو بہائے  
اداس لمحوں میں جو مسکرائے  
وہ تشکر کا پیکر، عاجز مزاج لڑکی  
وہ رب کی رضا میں راضی رہنے والی لڑکی  
جنت کی طلب جسکی راتیں جگائے  
رب کی مسکراہٹ کا حصول جسے دن بھر تھکائے  
وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی  
کسی اور ہی جہاں کے خواب سجانے والی لڑکی

تمنا تھی جسکی رب کی رضا  
 سنا وہ چاہتی تھی "نفس المطمئنہ" کی صدا  
 وہ اس دھوکے کی دنیا سے نگاہیں چرانے والی لڑکی  
 حقیقت کے گھر کو وہ چاہنے والی لڑکی  
 مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے زونیشہ! میں بیان نہیں کر سکتی کہ اس وقت میرے دل کی کیا  
 "حالت ہے۔"

تشکر سے بھرے لہجے میں وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔  
 "یہ بہت مشکل ہے فاطمہ! میں پل پل ٹوٹ رہی ہوں۔"

زونیشہ کے ضبط کا دامن ٹوٹ رہا تھا۔ اسکی چمکتی ناک سرخ ہو چکی تھی، آنکھیں سو جی ہوئی  
 تھیں۔

میں سمجھ سکتی ہوں زونیشہ۔ میری جان! یہ کرب، یہ اذیت۔۔۔ یہ تو ہر اس مسافر کے نصیب  
 میں آتی ہے جو اس رب کی رضا کو اپنی منزل بنا لیتا ہے۔ اس مبارک رستہ پر مبارک لوگ ہی  
 چلتے ہیں۔ تم بس ہمت نہ ہارنا۔ اللہ کے وعدوں پر یقین رکھنا جو اس نے اپنے رستے پر چلنے  
 والوں سے کئے ہیں۔ وہ تو خود کہتے ہیں نا؟

(عنقریب وہ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔) (سورۃ الضحیٰ)

بس تم یقین رکھنا۔ کامل یقین!! یہاں یقین والے ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ یقین۔ اس ذات  
 "!!" کے وجود پر یقین! اس کے وعدوں پر یقین! اسکی ملاقات پر یقین  
 آخری الفاظ پر فاطمہ کی آواز ڈگمگائی تھی، پُر نم آنکھیں جھکیں تھیں جنھیں زونیشہ نہیں دیکھ  
 پائی مگر اسکی آواز کا، اسکے الفاظ کا کرب اسکے دل کو چور چور کر رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ  
 دوبارہ کب فاطمہ سے بات کرے گی۔

اسے مسز ریان ساری سچویشن بتا چکی تھیں اور یہ بھی کہ ڈاکٹر زنا امید ہو چکے ہیں۔ اب صرف  
 دعا ہی واحد سہارا ہے اور وہ سب اسے ہی تھا مے بیٹھے تھے۔ وہ جانتی تھی فاطمہ اب خاموش ہو  
 گئی ہو گی۔ اور ایسا ہی ہوا تھا، اسکے ہونٹوں پر بس چپ ہی لگ گئی تھی۔ لیکن آج وہ فاطمہ کو  
 خوشخبری دینا چاہتی تھی کہ اس نے پردہ شروع کر لیا ہے تاکہ وہ کچھ لمحات کے لیے اپنی تکلیف  
 بھول جائے اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اسکے تسلی بھرے الفاظ پر زونیشہ مطمئن ہو کر مسکرا  
 اٹھی تھی۔

زونیشہ! قرۃ العین سے رابطہ کر کے کہنا کہ مجھ سے بات کر لے۔ ڈھائی مہینے ہو چکے کوئی خبر "  
 "ہی نہیں ہے۔

"ان شاء اللہ میں ضرور کہہ دوں گی۔"

الوداعی کلمات کے بعد ہی فاطمہ نے فون مسزریان کی طرف بڑھا دیا اور بیڈ پر سیدھی لیٹ کر آنکھیں موندھ لیں۔

-----

"میں جانتی ہوں یہ سب آسان نہیں ہے مگر دیکھو ابھی پوری زندگی پڑی ہے۔"

"میں ان شاء اللہ کر لوں گا شادی بھی مگر ابھی میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

معاذ کی آواز بہت بھاری ہو رہی تھی۔

"بھیا! امی بھی یہی چاہتی تھیں کہ اپنے اکلوتے بیٹے کی خوشیاں دیکھیں۔"

قرۃ العین کو لگا شاید وہ ایسے امی کی بات سن کر مان جائے گا۔

"ہاں! امی ہوتیں۔۔ تو ضرور دکھاتا خوشیاں بھی۔"

اسے اپنی آواز گہری کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

انکی امی کی وفات کو ابھی 15 دن ہی ہوئے تھے کہ معاذ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بھی اپنے والد کے مشن پر چلا جائے گا، امت مسلمہ کی خدمت کے مشن پر۔ بے شک یہ بہت مبارک مشن تھا مگر قرۃ العین چاہتی تھی کہ وہ نکاح کر لے۔

"بس اب پلیز! تم بار بار ایک ہی بات مت کہو۔ جب وقت آئے گا میں کر لوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے معاذ نے فون بند کر دیا۔ جبکہ قرۃ العین حیرت سے فون کی سکرین پر معاذ کا نمبر دیکھ رہی تھی۔ اسے برا لگا تھا کہ اس نے اسکی کال کاٹ دی مگر اس سے زیادہ دکھ اس بات نے دیا تھا کہ وہ تنہا ہو گیا تھا۔

"اللہ تمہیں بہت خوشیاں دیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا کریں۔"

اس نے دعائیں دیتے ہوئے موبائل بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر رکھا اور کچن کی طرف بڑھ گئی، جہاں اسے نے چولہے پر بریانی دم پر چڑھائی ہوئی تھی۔

ہر طرف نور ہی نور تھا۔ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ خوشی اور سکون کا ایک غیر معمولی "احساس اسکے دل کو گھیر رہا تھا۔ وہاں خوشبو بکھیرتے رنگارنگ پھول، سرسبز و شاداب درخت اور ان پر چھپھاتے پرندے ماحول کو رونق بخش رہے تھے۔ ہر طرف سلام سلام کی صدا گونج رہی تھی۔ اسے کوئی نظر نہ آیا، بس میٹھی سی کانوں میں رس گھولتی آوازیں تھیں۔ یکایک اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی۔

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ ۖ بِمَا صَبَرْتُمْ ۖ فَنِعْمَ عُقْبَىٰ الدَّارِ ﴿۲۴﴾

"(تم پر سلامتی ہو صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دار آخرت کا)

اور اسکے ساتھ ہی اسکی آنکھ کھل گئی۔ رات کے دو بج رہے تھے، وہ ہاسپٹل روم میں تھی۔ مسز ریان پاس ہی صوفے پر سوئی ہوئی تھیں۔

"یہ آیت۔۔ سلام۔۔ صبر کے بدلے۔۔ آخرت کا گھر۔۔"

اسے یکایک گھبراہٹ ہونے لگی۔ یہ آیت اسے یاد تھی۔ اسکے کانوں میں وہ آواز گویا گونجنے لگی تھی، بہت خوبصورت تھی وہ آواز۔ اسکی آنکھیں بہنے لگیں، سانس کھینچنے سا لگا تھا۔

"یہ کس بات کی طرف مجھے اشارہ دیا جا رہا ہے؟؟"

اس نے خود سے سہمے انداز میں سوال پوچھا۔

"!!یارب!! یارب!! میرے اللہ تعالیٰ"

آنکھیں گرم ہو چکی تھیں، اسکا جسم سن ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ خواب کیوں؟ درد کی ایک شدید لہر اسکے جسم میں دوڑی۔

"سسس!! حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔۔"

اس نے ہاسپٹل بیڈ کے دونوں کناروں کو مضبوطی سے پکڑ کر آنکھیں بند کر لیں۔

یارب العرش!! آپ جانتے ہیں یہ درد میری جان لے رہا ہے۔ مجھے ایسے لگ رہا ہے"

جیسے۔۔۔ جیسے میں تڑپ تڑپ کر مر رہی ہوں۔ پلیز مجھے صبر دے دیں! پلیز مجھے تھام لیں!!

"!!اس سے پہلے کہ میری زبان سے کوئی شکوہ نکلے، مجھے تھام لیں۔ پلیز اللہ

درد مسلسل بڑھ رہا تھا۔ اس کا سانس پھولنے لگا، آنسو جا بجا چہرے کے اطراف سے نکل کر تکیہ بھگور رہے تھے۔ کبھی کبھی ایسے لگتا تھا جیسے اسکے لیور کو کسی نے مضبوطی سے جکڑ کر بھیج دیا ہو۔ یہ تکلیف کو نساڈا کٹر دور کر سکتا تھا؟ یہ اذیت کو نسی دوا سے شفا پاتی؟ اسے بس رب چاہیے " تھا۔ اسکی رضا چاہیے تھی! اس تکلیف کے بدلے، اس صبر کے بدلے۔۔ سواب بھی صبر کرتے ہوئے وہ ایوب علیہ السلام کی دعا مانگنے لگی۔

اتنے میں سسٹریز اسکے روم میں داخل ہوئیں۔ فاطمہ کی بگڑتی حالت دیکھ کر وہ فوراً اسکی طرف لپکیں۔

"تم ٹھیک ہو فاطمہ؟؟"

فاطمہ نے اکھڑتے سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ سسٹریز انے جلدی سے درد کا انجیکشن نکال کر فاطمہ کو لگا دیا۔

کچھ ہی منٹوں کے بعد فاطمہ کی حالت بہتر ہونے لگی۔

"مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے۔۔ جیسے۔۔ آپ کی آنکھیں۔۔ سو جی ہوئی ہیں؟؟"

اپنی تکلیف بھول کر اس نے ٹوٹے جملوں سے سسٹریز کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بس۔۔ ایسے ہی۔"

سسٹریز اکوا بھی موقع مناسب نہ لگا تھا۔

"مجھے نہیں بتائیں گی؟"

اس نے اداس لہجے میں پوچھا۔

"فاطمہ! میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے انکی آنکھیں پھر سے چھلک پڑیں۔

"!! اللہ اکبر!! الحمد للہ! الحمد للہ"

یکایک فاطمہ کی آنکھوں میں چمک بڑھ گئی۔

"مجھے ابھی کلمہ پڑھا دو۔"

"! ضرور ضرور ان شاء اللہ"

فاطمہ تشکر بھرے انداز میں گویا ہوئی۔

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

"إِلَّا اللَّهُ"

"إِلَّا اللَّهُ"

دونوں کی آواز لڑکھرائی۔

"وَأَشْهَدُ أَنَّ"



"وَأَشْهَدُ أَنَّ--"

"مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ--"

"مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ--"

بہت بہت مبارک ہو آپ کو یہ مبارک رستہ! جنت کی بشارت قبول کریں۔ اللہ آپ کو اس پر "بہت استقامت دیں۔"

اس نے مشینوں کے درمیان لیٹے لیٹے ہی سسٹریز کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے۔ سسٹریز آئین کہتے ہوئے روتے روتے اس پر جھک کر گلے لگ گئیں۔

ریان پلیز اللہ سے کہیں اسے بچالیں۔ پلیز آپ کہیں وہ اسے ٹھیک کر دیں۔ میں نہیں رہ "پاؤں گی اسکے بغیر۔"

مسز ریان سسکتے ہوئے ریان صاحب کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے ان کی منتیں کر رہی تھیں کہ جیسے وہ قادر ہوں کسی چیز پر۔ انسانی سہارے۔ مکڑی کے جالوں سے بھی کمزور! کہاں کچھ کر سکتے ہیں؟ وہ دونوں ایمر جنسی روم کے دروازے پر بے بس کھڑے تھے۔

ریان صاحب کی آنکھیں زار و قطار آنسو بہا رہی تھیں۔ ان سے اپنی بیٹی کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ وہ تڑپ رہی تھی درد سے، شدید اذیت سے بلکہ رہی تھی مگر زبان پر "حسبنا اللہ"

و نعم الوکیل" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز ہے)، "ربنا افرغ علینا صبرا" (اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دیں) کے الفاظ جاری تھے۔

وہ دونوں کچھ دیر پہلے اسکے پاس ہی بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب اسے اچانک شدید تکلیف اٹھی اور انکے سامنے بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی اسے خون کی الٹی آئی تھی۔

بیڈ کی سفید چادر خون کے سرخ داغوں سے بھر چکی تھی۔ ماں کا دل اپنی بیٹی کی اس حالت کو دیکھ کر کٹ رہا تھا جبکہ ریان صاحب دوڑتے ہوئے ڈاکٹر کو بلانے کے لیے گئے تھے۔

"آپ سب یہاں سے چلے جائیں۔"

ڈاکٹر پیٹرک تیزی سے فاطمہ کے بیڈ کی طرف بڑھے جہاں وہ لیٹی اذیت اور تکلیف سے تڑپ رہی تھی۔ اس وقت وہاں موجود عملے کی حالت بھی غیر ہو چکی تھی۔ جبکہ ریان صاحب اور مسز ریان کو فوراً سے پہلے ہی باہر بھیج دیا گیا تھا۔

"دیکھیں میم! انکی حالت بگڑتی جا رہی ہے، ہم کوشش کر رہے ہیں۔ آپ دعا کیجئے۔"

ڈیڑھ گھنٹے بعد سسٹر لیزا کسی کام سے باہر آئیں تو مسز ریان کے کندھے کو تھپکتے ہوئے کہا۔ مسز ریان بینش کے گلے لگ کر ہچکیوں سے رو رہی تھیں۔

"میں مر جاؤں گی اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔"

بس انکی زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔

جبکہ ریان صاحب ان سے تھوڑی ہی دور جائے نماز بچھائے اللہ کے سامنے گڑ گڑا رہے تھے۔ انکی ہچکیاں بندھ چکی تھیں، نحیف جسم کانپ رہا تھا۔ انکا بس چلتا تو اپنی زندگی اپنی بیٹی کو لگا دیتے۔

دوسری طرف حیدر اور سیف کی فون کالز بھی چچا جان کے موبائل پر آرہی تھیں۔ بلاشبہ! وہ وقت سب پر بھاری تھا، بھاری تو ہونا تھا۔ کب دیکھی جاتی ہے اپنے پیارے کی تکلیف؟ کب برداشت ہوتی ہے کسی اپنے کی اذیت؟ ان سب کے آنسو التجاء بن کر آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ فاطمہ نے چچا لوگوں کی فیملی کے ساتھ چند دن وقت گزارا تھا مگر وہ بھی ایسے رو رہے تھے جیسے صدیوں سے ساتھ ہوں۔ اللہ اپنے سے محبت کرنے والوں کی محبت ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا کرتا ہے۔

-----

"فاطمہ! فاطمہ مجھ سے بات کرو۔"

شدید نقاہٹ کے باعث فاطمہ اپنی آنکھیں نہیں کھول پارہی تھی۔ کوئی جانی پہچانی آواز تھی جو کانوں سے ٹکڑا رہی تھی۔

"فاطمہ بیٹا دیکھو! آنکھیں کھولو بیٹا۔ دیکھو قرت آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

قرت کا نام سنتے ہی اس نے آنکھیں چندھیا کر کھولنے کی کوشش کی۔

دوسری طرف قرۃ العین اپنے آنسو کنٹرول کئے فاطمہ کو ویڈیو کال کے ذریعے غور سے دیکھ رہی تھی۔ مسز ریان نے اسے بتایا تھا کہ اسکی حالت پچھلے دو دن کتنی زیادہ خراب رہی ہے، پچھلے دو دن سے وہ بے ہوش تھی۔ خون کی الٹیاں، پھر سانس کا کھینچاؤ۔۔ کینسر برے طریقے سے پھیلتا جا رہا تھا۔

قرۃ العین کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ فاطمہ اتنی سیریس کنڈیشن میں ہے۔ اتنی زیادہ کمزور۔۔ پیلا رنگ۔۔ کیا تھی یہ لڑکی؟ اسے افسوس ہوا اپنی کوتاہی پر۔ کاش کہ وہ اس سے پہلے ہی بات کر لیتی!

"اللہ پلیرز آج بات کروادیں۔"

قرۃ العین نے دل ہی دل میں فاطمہ کو دیکھتے ہوئے دعا مانگی۔

"قرت! فاطمہ دو دن بے ہوش رہی ہے مگر اس نے کوئی نماز نہیں چھوڑی۔"

مسز ریان نے فاطمہ کی حالت دیکھتے ہوئے موبائل اپنی طرف کر لیا۔

"کیا مطلب آنٹی؟"

اس پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا قرت! وہ واقعی نمازوں کے اوقات پر اشاروں سے نماز

"پڑھتی رہی ہے۔ ہم سب حیران تھے اور سب سے بڑھ کر ڈاکٹرز۔"

"اللہ اکبر کبیر!! اللہ پاک اسے بہت سوووں کے لئے اپنی طرف آنے کا ذریعہ بنا دے۔"

آمین! مجھے حیرت میں ڈال دیتی ہے یہ لڑکی۔ اس دن سسٹر لیزا بتا رہی تھیں کہ کینسر کی بہت ہی زیادہ تکلیف ہوتی ہے پیشینٹس کو۔ بعض اوقات تو انھیں بے ہوش ہی کر دیا جاتا ہے۔ مگر ماشاء اللہ فاطمہ اتنا صبر کر رہی ہے، اتنا کہ بس! ہر لمحہ زبان پر ذکر ہوتا ہے۔ کہتی ہے کہ یہ میری آزمائش ہے اور آزمائش میں انسان کا رویہ دیکھا جا رہا ہوتا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میں اپنے نامہ اعمال میں اللہ کی مشیت کا شکوہ شامل کروں۔

قرۃ العین کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ مسز ریان قدرے مضبوط لہجے میں بتا رہی تھیں۔ شاید اب سب ذہنی طور پر کسی بھی برے وقت کے لیے تیار تھے۔

"آنٹی میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

قرۃ العین نے نم آنکھوں سے کہا۔

"میں اسے اٹھاتی ہوں بیٹا! ہوش تو اسے کل آگیا تھا بس ابھی سوئی ہوئی ہے۔"

"فاطمہ! فاطمہ بیٹا! دیکھو آپ سے کون بات کرنا چاہتا ہے۔"

مسز ریان نے فاطمہ کو پیار سے اٹھاتے ہوئے کہا جو کہ غنودگی کی وجہ سے دوبارہ سو گئی تھی۔

"ہوں۔۔ ہمم۔۔ کون؟"

فاطمہ نے غنودگی کی حالت میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"قرت ہے بیٹا، تمھاری دوست۔"

قرت کا نام سن کر اس نے بھرپور کوشش سے اپنی آنکھیں کھولیں اور مسکرا کر سلام دعا کی۔  
 "تمھاری شادی ہو گئی؟"

"ہاں۔"

"مبارک ہو بہت بہت۔"

"خیر مبارک۔"

وہ مسکرا کر قرۃ العین سے باتیں کر رہی تھی جبکہ قرۃ العین فاطمہ کی مسکراہٹ غور سے دیکھ رہی تھی۔ بلاشبہ اسکی مسکراہٹ پہلے سے بہت خوبصورت ہو گئی تھی۔

فاطمہ کو مکمل ہوش آچکا تھا، اب وہ نہایت فریش لگ رہی تھی۔ کتنی ہی دیر دونوں ایسے ہی باتیں کرتی رہیں کہ یکایک قرۃ العین کی زبان پھسلی۔

"سفیان کی بیوی نے اس سے خلع لے لی ہے۔"

سفیان کا نام سنتے ہی فاطمہ کا لمحے کے لیے رنگ بدلا تھا۔

"آج تمھاری یہ حالت صرف اسکی وجہ سے ہے۔ اس کے ساتھ بالکل ٹھیک ہوا ہے۔"

کسی نے فاطمہ کے اندر سرگوشی کی۔

"اسے ہی تو کہتے ہیں مکافات عمل! میری زندگی برباد ہو گئی اسکی وجہ سے۔"

"أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔"

اس نے جلدی سے تعوذ پڑھا۔

"اللہ بہت آسانی فرمائیں اسکے لیے۔"

فاطمہ نے قرۃ العین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جبکہ قرۃ العین ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی مگر پھر سنبھل گئی۔

ہاں شاید اسی کو تو کہتے ہیں "اللہ کی ذات پر توکل" کہ آپکے ساتھ جو بھی ہوتا ہے، جس انسان کے ذریعے ہوتا ہے، وہ پہلے سے لکھا ہوتا ہے۔ اسکے ذریعے آپکو سکھانا مقصود ہوتا ہے۔ ہاں!

اگر فاطمہ کی زندگی میں یہ حادثہ نہ ہوتا تو کیا وہ آج اللہ کے اتنا قریب ہو پاتی؟ مومن ایسا ہی ہوتا ہے، کوسنے اور لعن طعن سے دور، ہر ایک کی خیر خواہی چاہنے والا۔

"اللہ تمہیں صحت اور ایمان والی زندگی دیں فاطمہ۔"

فاطمہ اسکی دعا پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔

"تم دعا کرنا قرت! کہ اللہ میرے لیے اگلی زندگی آسان کر دیں۔"

"تمہیں ایسے کیوں لگ رہا ہے فاطمہ؟"

قرۃ العین نے روہانے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ایسے اشارے مل رہے ہیں قرت۔۔۔"

فاطمہ نے نہایت دھیمے انداز میں کہا کہ کہیں مسزریان نہ سن لیں۔

"کیا مطلب؟"

تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں کئی ماہ پہلے اپنا ایک خواب سنایا تھا؟ جس میں رسی کے ذریعے

"اوپر جانے کا ذکر تھا اور ایک چمگاڈر بار بار آکر مجھ سے ٹکڑا جاتی تھی؟

"ہاں مجھے یاد ہے۔"

وہ خواب تب مکمل نہیں ہوا تھا۔ اللہ نے مجھے چند اور خواب دکھائے۔ وہ چمگاڈر میری اسی

بیماری کا اشارہ تھی قرت! جس کے سبب میری زندگی کا خاتمہ ہونا ہے۔ اسی کے بعد میری اللہ

"سے ملاقات ہے۔"

اسکی آنکھیں زار و قطار آنسو بہا رہی تھیں۔ قرۃ العین کو محسوس ہو رہا تھا کہ اسکا سانس پھول

رہا ہے، اسے بتانے میں دقت ہو رہی ہے۔

فاطمہ کے کانوں میں "الست برکم" کے الفاظ گونجنے

بس تم یہ دعا کرنا کہ میں عافیت کے ساتھ اگلی منزل پر پہنچ جاؤں۔ میں خوشی اور محبت سے

سرشار اس رب کے حضور حاضر ہوں۔ اس حال میں کہ وہ مجھ سے راضی ہوں۔ تم بس یہ دعا

"!! کرنا قرت۔۔"

قرۃ العین کی آنکھ سے آنسو چھلک کر نیچے گرا۔



"فاطمہ پلیر ایسی مایوسی والی باتیں مت کرو۔"

یہ مایوسی تو ہر گز نہیں ہے قرت! یہ تو یقین ہے، اس وقت پر جو بس۔۔ بس۔۔ آ"

"پہنچا۔۔ ہے۔"

اسکی آواز لڑکھڑانے لگی تھی۔

یہ ایک اسے شدید کھانسی آئی اور ساتھ ہی اسکے منہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔

"!! اللہ اکبر"

قرت فاطمہ کی یہ حالت دیکھ کر بہت ڈر گئی جبکہ فاطمہ کی طرف ہڑبڑی مچ گئی تھی۔ مسزریان نے جلدی میں فون بند کر دیا اور روتے ہوئے فاطمہ کے منہ سے نکلنے والا خون صاف کرنے لگیں۔ خون صاف کرنے کے دوران اسے لگا جیسے وہ کچھ بڑبڑا رہی ہے۔

\* اِنِّیْ --- مَسْنٰی الضُّرُّ --- وَاَنْ تَ --- اَرَحْمُ الرَّحْمٰی --- \*

(مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔) وہ ٹوٹے الفاظ میں پھولتے سانس کے ساتھ یہ دعا مانگ رہی تھی۔

\* "لَا --- اِلٰهَ --- اِلَّا --- اللّٰہُ --- \*

اس نے اونچی آواز میں کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔

جیسے جیسے وہ کلمہ پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اسکی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو گئی۔

اسکے والدین سے اسکی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو زار و قطار بے بسی کی التجا لیے بہہ رہے تھے۔ ڈاکٹر ز نے آتے ہی انھیں باہر جانے کا کہہ دیا اور فاطمہ کا چیک اپ کرنے لگے۔

-----

فون بند ہوتے ہی قرۃ العین جہاں کھڑی تھی روتے ہوئے وہیں سجدے میں گر گئی۔  
یا اللہ!! یا قادر!! یا قدیر!! آپ قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کن کہہ کر اسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔"  
اے میرے رب!! اے میرے محبت کرنے والے مالک!! پلینز!! رحم فرمائیں۔ پلینز رحم فرمائیں!! پلینز اسے اس اذیت سے نکال دیں!! اسکے درد کو راحت میں بدل دیں۔ یقیناً یہ تکلیف اسکے گناہوں کو جھاڑ رہی ہوگی۔ مگر اللہ!! اسکا صبر نہ ٹوٹ جائے۔ یا رب!! رحم کریں۔ اسے "ٹھیک کر دیں۔"

وہ سجدے میں گڑ گڑاتی ہوئی روتی جا رہی تھی، سسکتی جا رہی تھی۔ التجاؤں کی عرضی رب کے حضور بھیجتی جا رہی تھی۔

"کیا واقعی۔۔ آپ اسے اپنے پاس بلا لیں گے؟"

اس بات پر اس کی سسکیاں بلند ہو گئیں۔ دل نہیں تھم رہا تھا۔ کیسی بے بسی تھی کہ اسکے پاس بھی نہیں جاسکتی تھی۔ اسکا جسم کانپ رہا تھا، برے طریقے سے لرز رہا تھا۔ اس نے سجدے سے سر اٹھایا اور اپنے کانپتے وجود کو بیڈ کا سہارا دیتے ہوئے کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ سامنے سائنڈ ٹیبل پر پڑا قرآن چمک رہا تھا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے اٹھالیا اور سینے سے لگا کر بچوں کی طرح رونے لگی، روتے روتے اس نے قرآن کھولا۔

الَّذِي نَسِيتُ فَنَهُمُ الْـمَلَكَةُ طَيِّبِي ۚ نَ ۚ يَقُو ۡلُو ۡنَ سَلٰمٌ عَلٰی ۚ كُمْ ۚ اَدٰ ۚ خُلُو ۚ  
ال ۚ جَنَّةٍ بِمَا كُن ۚ تَم ۚ تَع ۚ مَلُو ۡنَ ﴿۳۲﴾

وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ "تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔"

(سورة النحل: 32)

!!!!یا اللہ"

اسے لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔  
اس نے جلدی سے صفحات پلٹے۔

مَا عَيْنٌ دَكُمَ يَنْ فُذُّ مَا عَيْنٌ دَلَّ اللَّهُ بَاقٍ ۖ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِي يَنْ \*  
 \*صَبْرُو ۚ اَجَزْهُمْ ۚ بِاحْ ۚ سَنَ مَا كَانُوا ۚ اَلِجْ ۚ مُلُوَن ۚ ﴿٩٦﴾

تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی ہے۔ اور صبر " کرنے والوں کو ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔

(سورة النحل: 96)

"!!فانی۔۔۔ صبر۔۔۔ جزا۔۔ اللہ اکبر"

اس نے پھر سے صفحات پلٹ دیئے۔

أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرَّةَ بِمَا صَبَرُوا ۚ وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا \*  
 ﴿٧٥﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند و بالا خانے دیئے جائیں گے " جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔

(سورة الفرقان: 75)

سامنے یہ آیت چمک رہی تھی۔ دل خوف سے گویا دھڑکنا بھول گیا۔ اس نے تیزی سے ڈرتے ہوئے صفحات پلٹے۔

\*وَجَزَاهُمْ ۚ بِمَا صَبَرُوا ۚ الْجَنَّةَ وَحَرِي ۚ رَا ۚ ﴿١٢﴾

"اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔"

(سورت الدھر: 12)

اسکے ہاتھ شدید کانپ رہے تھے۔ اس نے جلدی سے قرآن بند کیا اور جائے نماز کی طرف کانپتے قدموں سے لپکی۔ اور سسکتے وجود کے ساتھ نوافل کی نیت باندھ لی۔

-----  
 "!!یا اللہ!! یا اللہ!! رحم"

آج جمعہ کا دن تھا، سب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر فاطمہ کے پاس تھے۔ اسکی حالت بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ سبکو بخوبی اندازہ تھا کہ یہ آخری لمحات ہیں۔ وہ سب روتے ہوئے اسے دم توڑتے دیکھ رہے تھے۔ زندگی کی رونق اسکی رگ و پے سے نکلتی جا رہی تھی۔ کون جانتا تھا کہ اس جان پر کیا گزر رہی ہے؟؟ اس مرحلے تو بے بسی کی انتہا تھی۔ کوئی بھی انسان کتنا ہی محبوب کیوں نہ ہو، کسی کو موت کے چنگل سے نہیں بچا سکتا۔ وہاں اس ہاسپٹل روم میں بھی موت کے سامنے بے بسی کی وحشت نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ وہ کراہ رہی تھی، شدید تکلیف سے اسکی آواز بدل رہی تھی مگر زبان پر بس یہی تھا۔

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ --"

آنکھیں ڈبڈبائی سی، پیشانی پر پسینہ، نگاہیں کہیں اور ہی ٹھہری ہوئی تھیں۔

ہاں وہ نورانی مخلوق! اسکی حد نگاہ تک بیٹھے ہوئے تھے، جہاں تک وہ دیکھتی۔ اسکا دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر روئے۔

"کیا واقعی وہ مرحلہ آگیا تھا؟"

"کیا واقعی بس۔۔ اب دنیا سے ہمیشہ کے لئے چلے جانا تھا؟"

"کیا اپنے اللہ سے ملاقات کا وقت آن پہنچا تھا؟؟؟"

یکایک ان میں سے ایک خوبصورت شکل والی مخلوق مسکراتی ہوئی اسکی طرف ہاتھ پھیلاتی ہوئی بڑھی۔ فاطمہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، وہ چاہ کر بھی نہیں بول پارہی تھی۔

اما، بابا، بینش، چچا جان، چچی اور سسٹر لیزا۔۔ سب اسکے پاس کھڑے اسکی حالت کو بے بسی سے دیکھ رہے تھے۔ جواب تو ڈاکٹر ز نے کب سے دے دیا تھا، اب تو بس وقت پورا کیا جا رہا تھا۔

ہر ایک کی آنکھ اشک بار تھی۔ وہاں کھڑا ہر شخص گویا اپنی سانسیں اسے دینے کو تیار تھا۔ مگر! جسکی لکھی ہو۔۔ کہاں پھر تقدیر بدلی جاتی ہے؟

يٰۤاَيُّهَا النَّفْسُ ۚ اِلٰ مُطْمَٔنِّنَةٍ ﴿٢٧﴾

"اے اطمینان والی روح"

(الفجر: 27)

فاطمہ کی آنکھیں یکایک پھیلتی چلی گئیں۔

کیا واقعی اسے "النَّفَّ سُ الِ مُطَّ مَنَّة" کا ٹائٹل دیا جا رہا تھا؟؟؟

وہ نورانی مخلوق اسکی طرف بڑھتی آرہی تھی، خوبصورت مسکراہٹ لیے! خوشبو کے جھونکے اڑ اڑ کر فاطمہ کو مسحور کر رہے تھے۔

یہ کیسی خوشبو تھی؟ جسکی مہک فاطمہ کا سارا خوف لے جا رہی تھی۔ انکے ہاتھ میں سفید سیف چمکتا ہوا کچھ تھا۔ فاطمہ نے بے یقینی کی کیفیت سے دیکھا۔  
"کفن۔۔"

اسکا سانس اکھڑنا شروع ہو گیا۔

۱۰ مَلَيْتُهَا النَّفَّ سُ الِ مُطَّ مَنَّة ﴿☆﴾ ۲۷

"!! اے اطمینان والی روح"

دوبارہ سے پکارا گیا۔

"اللَّهُ--اللَّهُ--لَا إِلَهَ إِلَّا--اللَّهُ--مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ--"

زبان اٹک رہی تھی، الفاظ لڑکھڑا رہے تھے۔ مگر ایمان مضبوطی سے دل میں جڑیں گاڑ رہا تھا۔

۱۰ مَلَيْتُهَا النَّفَّ سُ الِ مُطَّ مَنَّة ﴿☆﴾ ۲۷

"!! اے اطمینان والی روح"

وہ بھرپور مسکراہٹ لیے اسکے قدموں کی طرف بڑھے۔

وہ جیسے جیسے ! کَلَيْتُهَا النَّفْسُ اَلْ مُطَيَّنَّةُ ﴿☆﴾ ۲۷ (اے اطمینان والی روح!!) کہتے جا رہے تھے، فاطمہ کو اپنے اندر سکون اور اطمینان اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ آخری لمحات کی وحشت۔۔ وہ جدائی کی اذیت۔۔ کم ہو رہی تھی۔

! کَلَيْتُهَا النَّفْسُ اَلْ مُطَيَّنَّةُ ﴿☆﴾ ۲۷  
 "اے اطمینان والی روح"

اَرَجِیْ ۱۰ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً ﴿۲۸﴾  
 "تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔"  
 نم آنکھیں مسکرا دیں۔ ہاں فاطمہ سرخرو ٹھہرائی جا رہی تھی۔۔ اسے دنیا میں ہی اسکے رب کی!! رضا کی خوشخبری دی جا رہی تھی

\* ! کَلَيْتُهَا النَّفْسُ اَلْ مُطَيَّنَّةُ ﴿☆﴾ ۲۷ \*  
 "اے اطمینان والی روح"

\* اَرَجِیْ ۱۰ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً ﴿۲۸﴾ \*  
 "تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔"  
 \* فَادْخُلِیْ ۱۰ فِیْ عِبْدِیْ ۱۰ ﴿۲۹﴾ \*



"چنانچہ میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ۔"

\*وَادِّ خُلًیَّ جَنَّتِیَّ ﴿۳۰﴾\*

"اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

\*رب کی طرف سے کامیابی کا مژدہ سنایا جا رہا تھا\*

وہاں موجود ہر بہتی آنکھ نے۔۔ دنیا سے جدا ہوتے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی۔۔ زندگی کی حسین ترین مسکراہٹ

النَّفَّٰسُ الَّامُطَّئِنَّةُ کی بشارت نے فاطمہ کے لیے نزع کا عالم آسان کر دیا " تھا۔ روح نزاکت سے نکالی جا رہی تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی شدید تکلیف۔۔ مگر اسکی روح خوش تھی۔۔ بہت خوش! شاید کہ آج سے پہلے اتنی خوش کبھی نہ تھی۔ جدائی کی اذیت۔۔ محبوب سے ملاقات کی خوشی میں محو ہو چکی تھی۔

"جو رب سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔ رب بھی اس سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔"

!محبوب کے قرب کی پیاسی روح کو۔۔ شوق کا سفر مبارک

عرش کے پار اس نیک روح کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

آسمانوں کے دروازے اسکے لیے کھولے جا رہے تھے۔

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔۔"

اور "اللہ" کے لفظ کے ساتھ ہی مسکراہٹ بکھیرتے لبوں نے آخری ہچکی لی۔۔ عالم نزع کی آخری ہچکی!

روح کو محبت اور نزاکت سے نکال کر جنتی کفن میں لپیٹا جا رہا تھا۔ وہاں کھڑی ہر نورانی مخلوق آگے بڑھ بڑھ کر اس روح کو چھونا چاہتی تھی۔ انکی رشک بھری نگاہیں اس جنتی کفن اور جنتی خوشبو میں لپیٹی روح کا طواف کر رہی تھیں۔

مقصد تمام ہوا تھا۔ دنیا کی زندگی کا مرحلہ ختم ہو چکا تھا۔ اس دھوکے کی دنیا کی قید سے آزادی مل چکی تھی۔

وہ نیک روح! مٹی کے جسم کو مسکراتا ہوا بے جان چھوڑ کر اپنے نئے ساتھیوں کے ہمراہ۔۔ آسمانوں کے سفر کی طرف رواں دواں ہو چکی تھی۔

"!!!!!! فاطمہ۔۔۔۔۔"

مسز ریان نے چیختے ہوئے اسکے بے جان جسم کو جھجھنوڑ ڈالا۔ چچی نے آگے بڑھ کر مسز ریان کو روتے ہوئے سہارا دیا۔

پچھے کھڑی بینش لڑکھرائی اور کرسی پر جاگری۔ سسٹر لیز اسکیوں کے ساتھ رو رہی تھیں۔

آج ایک بہت پیاری۔۔ ایمان والی بندی۔۔ ان سب کو چھوڑ کر جا چکی تھی۔ ہر چیز اداس تھی۔  
 یکایک باہر آسمان بھی برسنے لگا۔ گویا وہ بھی رو رہا تھا کہ۔۔ اخلاص و محبت سے بھرپور نیک  
 اعمال کا اوپر چڑھنے کا ایک سلسلہ رک گیا تھا۔

ریان صاحب نے روتے ہوئے آگے بڑھ کر فاطمہ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

"إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔"

کہتے ہوئے جھک کر اسکی پیشانی چوم لی۔

ایکسیوز می میم! کیا آپ جانتی ہیں فاطمہ نامی لڑکی کو؟ جو کچھ ہفتے پہلے کینڈا کی سٹریٹ میں کچھ  
 "بک لیٹس تقسیم کر رہی تھی۔ میں نے آپکو انکے ساتھ دیکھا تھا شاید۔

پچھے کھڑی سنہرے بالوں والی لڑکی نے بینش کو بلاتے ہوئے پر جوش انداز میں پوچھا۔  
 بینش جو فاطمہ کو اس حال میں دیکھ نہیں پا رہی تھی، کمرے سے باہر آ کر کارڈور میں کھڑکی  
 کے پاس کھڑی تھی۔

برستے ہوئے آسمان کو برستی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

آنے والی لڑکی کو شاید احساس نہ ہوا کہ بینش رو رہی ہے۔ اسکے بلانے پر بینش نے اپنا چہرہ مکمل  
 اسکی طرف پھیرا۔

اوہ آئی ایم سوری سسٹر!! آپ رو رہی ہیں؟ آئی ایم ریلی سوری!! کیا میں وجہ جان سکتی ہوں؟

وہ اپنا سارا جوش بھول کر غمگین ہو گئی۔

"آپ کیوں ملنا چاہ رہی ہیں فاطمہ سے؟"

بینش نے ٹشو سے ناک رگڑتے ہوئے پوچھا۔

وہ دراصل بہت مشکل سے مجھے پتہ چلا کہ وہ یہاں ایڈمٹ ہیں۔ آپ یقین کریں کئی دن ہو گئے مجھے انکو ڈھونڈتے ہوئے۔ وہ میری خیر خواہ ہیں، میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔ انھیں بتانا چاہتی ہوں کی انکی وجہ سے کیسے میں اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف آئی۔ کیسے جہالت سے نکل کر علم کا نور پایا۔ انکے ایک بک لیٹ نے کیسے میری زندگی بدل دی!! میں انھیں بتانا چاہتی ہوں کہ مجھ سمیت میری پوری فیملی اس بک لیٹ کو پڑھنے کے بعد اسلام قبول کر چکی!! ہے۔ الحمد للہ

وہ میکانیکی انداز میں کہے جا رہی تھی جبکہ بینش ٹکٹکی باندھے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے اسکا کوئی فائدہ ہوگا؟"

اسے یاد آیا اس دن کا منظر جب اس نے فاطمہ سے یہ سوال پوچھا تھا۔

"ہاں میرا رب کسی کی پُر خلوص محنت کو ضائع نہیں کرتا۔"

اس کے یقین نے آج ثابت کر دیا تھا کہ واقعی! محسنین اور مخلصین کا اجر ضائع نہیں کیا جاتا۔  
 "وہ مر چکی ہے۔"

بنیش نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔

"(واٹ؟؟؟ کیا)"

"ہاں!! ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکی ڈیتھ ہوئی ہے۔"

بنیش نے بہت مضبوط لہجے میں کہا۔

یہ سننا ہی تھا کہ سنہرے بالوں والی لڑکی کی نیلی کانچ کی آنکھیں بھگنے لگیں۔ وہ بے یقینی سے  
 بنیش کے بتائے ہوئے رستے کی جانب دوڑتے ہوئے فاطمہ کے روم میں گئی۔

اس نے ایک ہشاش بشاش مسکراتا خوبصورت چہرہ بیڈ پر لیٹے ہوئے پایا۔ گویا وہ سو رہی ہو۔  
 اس نے آگے بڑھ کر پوچھنا چاہا مگر وہاں کھڑے ہر شخص کی حالت سے عیاں تھا کہ وہ ہمیشہ کے  
 لیے سو چکی تھی۔

-----

"آجاؤ فاطمہ بیٹا! ماما ویٹ کر رہی ہیں اپنے بیٹے کا۔"

زونیشہ مسز ریان کے ساتھ اپنے گھر کے لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

"(ماما آئم جسٹ کمنگ۔) ماما میں بس آرہی ہوں"

سال کی فاطمہ تو تلی زبان میں کہتے ہوئے دوڑتی ہوئی زونیشہ کی طرف آئی۔ 4  
اس نے سر پر دوپٹہ لپیٹا ہوا تھا۔ ہاتھ میں چھوٹا سا قرآن مضبوطی سے تھامے زونیشہ کی گود میں  
چڑھ کر بیٹھ گئی۔

(ماما، ماما! آج ہم کش پر افت کی شتوری شنیں گے؟) آج ہم کس نبی کی کہانی سنیں گے؟  
"! ان شاء اللہ حضرت ایوب علیہ السلام کی۔۔ صبر کی کہانی"

زونیشہ نے اس چھوٹے سے قرآن پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔  
ذہن ایک بار پھر 4 سال پہلے۔۔ ایک صبر کی کہانی کے کردار۔۔ اپنی بیٹی کی پھوپھو فاطمہ پر جا  
ٹھہرا تھا۔

"!! کیا ہوا ماما؟؟ شنائیں نا"

گود میں بیٹھی ننھی فاطمہ نے زونیشہ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہوں؟؟ ہاں سناتی ہوں۔"

وہ جیسے یکا یک جھٹکا کھا کر ماضی سے حال میں آگئی۔

تھے ایک پر افت! بہت ہی پیارے۔۔ جنہیں اللہ نے ایک بیماری کے ذریعے آزمایا تھا۔ مگر

"انہوں نے بہت صبر کیا۔۔ بہت ہی زیادہ۔۔"

"پھر کیا ہوا ماما؟"

نہی فاطمہ نے زونیشہ کو بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا، جو کہ پھر سے کھو گئی تھی۔

"ہاں! پھر۔۔ پھر یہ ہوا کہ۔۔ وہ صبر جیت گیا۔۔ انعام پا گیا۔"

زونیشہ کے ساتھ ساتھ مسز ریان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ دونوں کی نظروں کے سامنے فاطمہ کا موت کے وقت مسکراتا ہوا چہرہ الہرایا تھا۔

"ماما، ماما! آگے بتائیں نا۔۔ اللہ نے کیسے ریوارڈ دیا تھا انھیں؟"

"انکارب ان سے راضی ہو گیا تھا۔"

جواب مسز ریان نے کاپیتی آواز میں دیا تھا۔ دونوں کے ضبط کا دامن ٹوٹ گیا اور آنسو زار و قطار بہنے لگے۔

ایسے ہی تو ہوتا ہے! صبر کرنے والے۔۔ رب کی رضا پر راضی رہنے والے۔۔ انعام پاتے ہیں۔۔ دنیا میں بھی۔۔ آخرت میں بھی!! رب سے جڑنے کے سفر کا آغاز بظاہر کتنا ہی کٹھن اور اذیت ناک کیوں نا ہو۔۔ مگر اختتام۔۔ بہت حسین ہوا کرتا ہے! رب سے جڑنے کے اس حسین سفر کی حسین ترین منزل۔۔ رب سے ملاقات ہی ہوتی ہے۔ اس حال میں ملاقات۔۔ "!! کہ بندہ بھی راضی۔۔ اور رب بھی راضی۔۔"

لَا عِيشَ إِلَّا عِيشُ الْآخِرَةِ

(نہیں (اصل) زندگی مگر آخرت کی ہی۔)

ختم شد